سفید و سیاہ

جہانسبرگ سے بریلی کتابچوں کا جواب

کوکب نورانی اوکاڑوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ارشادربانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ نہ پائیں گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں
اللہ اور قیامت کے دن پر، کہ وہ (لوگ) محبت کرتے ہوں ان لوگوں سے جنہوں نے عداوت
رکھی اللہ اور اس کے رسول سے، اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے
قریبی رشتہ دار۔ یہ (اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت نہ رکھنے والے) لوگ وہ ہیں
جن کے دلوں میں (اللہ نے) ایمان ثبت (نقش) فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان
کی مدد فرمائی اور انہیں جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
(یہ لوگ) ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور (یہ) وہ (لوگ ہیں
کہ) اللہ سے راضی ہوئے یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں۔ (اے لوگو) آگاہ ہو جاؤ!
بے شک اللہ کا لشکر ہی فلاح پانے والے لوگ ہیں

عِلمے کہ رہ بحق ننماید جہالتست

(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

ادب پیرایۂ نادان و دانا است
خوش آں کواز ادب خود را بیاراست
ندارم آں مسلماں زادہ را دوست
کہ در دانش فزود و از ادب کاست

(علامہ اقبالؒ)

انتساب

محبوب سبحانی غوثِ صمدانی شہ بازِ لا مکانی

قطب ربانی حضرت ابو محمد محی الدین شیخ

سید عبد القادر حسنی حسینی جیلانی سیدنا

غوث اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا

کے نام

اے خدا توفیق ایمانی بدہ   جان و دل را بود عرفانی بدہ

ایں غلام قادری را از کرم   دامن محبوب سبحانی بدہ

کوکب غفرلہ

ترتیب

دیباچہ طبع جدید 11

تقریظ 12

تقدیم 14

پیش نوشت 17

سنی اور دیوبندی اختلاف کیسے ختم ہوگا؟ 29

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی دروغ گوئی 30

''وہابی'' کون ہیں؟ 31

وہابیوں نجدیوں کے عقیدے 33

تبلیغی جماعت کا نجدیوں سے تعلق 37

دیوبندیوں کے قول وفعل کا تضاد 40

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی خیانت اور بددیانتی کی دومثالیں 42

صحابہ کرام کی تکفیر کرنے والا سنی ہی رہے گا، گنگوہی کا فتویٰ 47

معاشرے کی خرابیاں اور علماء کی ذمہ داری 48

بدعقیدہ لوگوں سے بچنا ضروری ہے 52

علمائے دیوبند کی عبارات اوران عبارات پر علمائے دیوبند کے فتاوے 56

علماء کس کی تکفیر کرتے ہیں؟ 104

تاویل کا مفہوم 105

انبیاء کی توہین کفر ہے 107

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا 108

علمائے دیوبند نے اپنے ہم مسلک علماء کو کافر کہا ہے	109
سچے مسلمانوں کو کن باتوں پر مشرک کہا جاتا ہے؟	109
کافر بنانا اور کافر بتانا	111
اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں علمائے دیوبند کے تاثرات	112
اعلیٰ حضرت بریلوی کے علوم کی کچھ تفصیل	117
حدائق بخشش حصہ سوم پر ایک بے جا اعتراض	117
میلاد شریف پر ایک مذموم اعتراض	121
سنی مسلمانوں پر اعمال شرک کا الزام	124
توحید کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ	124
شرک کا شرعی معنی	125
اولیاء اللہ کے تصرفات کو شرک سمجھنا غلط ہے	128
بعد از وفات تصرفات	129
اہل قبور سے فائدہ ہوتا ہے	130
تعظیم و توقیر شرک ہے یا ضروری؟	131
قبر پرستی یا تعظیم	132
قبروں کو چومنا	132
تبرکات کا ادب	134
کعبے کے اندرونی حصے میں قبریں ہیں	136
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت سے شرک کا خوف نہیں	138
بدعت کی تعریف اور مفہوم	138
بدعت کے بارے میں احادیث	142
احداث فی الدین اور احداث للدین	143

تبلیغی جماعت تحریک صلوٰۃ نہیں ہے	147
اعلیٰ حضرت بریلوی کی وصیت پر غلط اعتراض	149
تھانوی کے پاؤں دھوکر پینے میں نجات	152
ہدایت ونجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف ہے	152
اعلیٰ حضرت بریلوی کے وصایا کے بارے میں ایک اور بددیانتی	154
تھانوی لوگوں کے ہدیے فروخت کرتے تھے	156
بغیر مٹھائی کے دعا چپکتی نہیں	157
کچھ دیوبندی وہابی گستاخ علماء کا انجام	158
غوث پاک کی شان میں رباعی پر جاہلانہ اعتراض	161
عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ	163
ختم نبوت کے بارے میں علمائے دیوبند کے مختلف فتوے	165
خاتم النبیین کا معنی	169
مرزا قادیانی کا نکاح وہابی ملاؤں نے پڑھایا	170
مرزا قادیانی کے الہام پر دیوبندی ملاں کا اعتقاد	170
دیوبندی ملاں قرآن میں تحریف لفظی کا قائل ہے	172
قادیانیوں اور دیوبندیوں کی یکساں عبارات	173
یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ کی ندا	175
اعلیٰ حضرت بریلوی پر ایک اور بے جا اعتراض	177
علمائے دیوبند کا انبیاء کی امامت کرنا	179
قبر میں سوال وجواب پر ایک اعتراض کا جواب	184
اسمٰعیل دہلوی کی کتاب صراط مستقیم کی ناپاک عبارت	185
نماز میں تھانوی کا تصور جائز ہے	188

قرآنی آیت کا غلط ترجمہ	188
دیوبندی ملاں کو بھی رحمۃ للعالمین کہا جائے	189
علمائے دیوبند کی فحش، ناپاک اور گستاخانہ عبارتیں	193
محمد الیاس کی نانی کے پاخانہ میں عجیب خوشبو	193
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمائے دیوبند کا باورچی بتانا	194
نانوتوی اور گنگوہی آپس میں زن وشوہر	194
رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے	195
گرونانک مسلمان تھے	195
مدرسہ دیوبند، اللہ کا ہے	195
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدرسہ دیوبند کا حساب دیکھنے آئے	195
دیوبند، ہندوستان کا مکہ ہے	196
گنگوہی کی سوانح عمری، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری ہے	197
گنگوہی کے اہل صفہ	197
رنڈیوں کے پیر اور توحید	197
عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے؟	198
صحابہ کرام گنگوہی کے طریقے پر تھے	198
علمائے دیوبند بشر نہیں، فرشتے تھے	198
دیوبندی ملاں نے روزہ تڑوایا	199
حسین احمد مدنی مجازاً خدا تھا	200
اپنے لیے وہی الفاظ استعمال کرنا جو رسول پاک نے اپنے لیے کیے	201
حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمت لعالمین کہنا	202
تھانوی کو نعمت عظمیٰ کہنا	202

تھانوی اور اتباع سنت کا احوال 203

تھانوی نے بھائی کے سر پر پیشاب کر دیا 203

تھانوی نے کھانے میں کتے کا پلہ رکھ دیا 203

تھانوی کا نوچندی دیکھنے جانا 203

سچائی اور ذہانت کی گندی مثال 204

عوام کے عقیدہ کا حال گدھے کے عضو مخصوص جیسا ہے 204

تھانوی نے حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کی 205

تھانوی کی زوجہ ہونے کی آرزو 205

مخدوم سید اشرف جہاں گیر کے لیے شعر کا تھانوی کے لیے استعمال 206

خانقاہ تھانوی جنت ہے 206

استنجے کے پانی کو آب زم زم کہنا 206

بے وضو نماز اور شراب پینے کی اجازت دینا 206

مزا تو مذی میں ہوتا ہے 206

عقل اور وحی کے فرق کے لیے گندی مثال 206

بیان اور عمل کے لیے فحش مثال 210

حافظ جی اور حوریں۔ ایک فحش مثال 211

بھڑوا ہے رے بھڑوا 211

بیگم تھانوی رسول اللہ کی بہو ہیں 212

اتمام حجت 218

کتابیات 220

طبع جدید

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

''**سفید وسیاہ**'' کی کئی مرتبہ طباعت اردو اور انگریزی میں اب تک ہو چکی ہے اور نئی اردو طباعت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ طبع اول میں متن کی ترتیب کے علاوہ بھی کچھ خامیاں تھیں جن کے بارے میں چند قارئین نے بھی نشان دہی کی۔ میں ان احباب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کو پڑھا، پسند کیا اور طباعت کی اغلاط سے مجھے آگاہ بھی کیا۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طبع سوم میں دو برس کی تاخیر اس لئے ہوئی کہ مجھے اغلاط کی تصحیح اور متن میں کچھ اضافے کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ دریں اثناء میں اپنے دیگر مسودات کی تکمیل میں مشغول رہا، اللہ کریم کا شکر ہے کہ پانچ برس کے عرصے میں میری متعدد اردو تصانیف اور ان کے انگریزی تراجم متعدد مرتبہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول ہوئے۔ ''سفید وسیاہ'' کی نئی اشاعت میں کچھ ضروری اضافوں کے ساتھ ساتھ متن کی ترتیب اور اغلاط کی تصحیح کا بھی کسی قدر اہتمام کیا گیا ہے، بایں ہمہ اپنے احباب اور قارئین سے عرض گزار ہوں کہ میری تحریر میں جو غلطی و کوتاہی دیکھیں، مجھے اس سے آگاہ فرمائیں۔ یہ فقیر اپنی ہر (دانستہ اور نادانستہ) خطا و لغزش پر اللہ کریم سے عفو و درگزر کا طالب ہے اور اپنے قارئین سے بھی معذرت خواہ ہے۔

مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری قابل قدر محقق اور صاحب طرز ادیب ہیں، انہوں نے اس کتاب کی تیسری اشاعت پر گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا، جس کے لئے ان کا سپاس گزار ہوں اور حضرت قبلہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ القرآن مولانا غلام علی صاحب اشرفی اوکاڑوی نے جس طرح میری حوصلہ افزائی فرمائی، اسے اپنے لئے سعادت و برکت جانتا ہوں، اللہ کریم میرے ان بزرگوں کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے اور عالم اسلام کو ان سے کثیر نفع پہنچائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کراچی

1995ء

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

تقریظ

از قلم: حضرت سیدی شیخ الاسلام و المسلمین، استاذ العلماء مولانا ابو الفضل غلام علی اشرفی او کاڑوی دامت بر کاتھم القدسیه

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

یہ پُرفتن دور جو اس امر کا پورا مصداق ہے کہ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایسے میں کسی عالم دین کا، جسے حق تعالیٰ نے بصیر وخبیر ہونے کے ساتھ فراست کاملہ بھی عطا فرمائی ہو، دین اسلام، مسلک و مذہب حق اہل سنت و جماعت اور اس کے حاملین کاملین سے دفاع اور اہل باطل کے مغالطہ انداز اعتراضات وسوالات کا ٹھوس، صحیح اور مدلل تقریری وتحریری جواب، جہاد عظیم ہے۔ اور اس دفاعی جہاد کے ساتھ ان معترضین کی اپنی تصانیف معتمدہ ہی سے خود ان کے عقائد فاسدہ کاسدہ باطلہ کا ردّ و بطلان مزید، فاضل مؤلف کی وسعتِ نظر وفکر کی بیّن دلیل ہے۔ وہ شخص نہایت ہی خوش قسمت اور صاحب نصیب ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عظیم خدمت دینی کے لئے منتخب فرمالیا ہے جب کہ محض مصالح دنیوی کو دینی تبلیغ واشاعت پر ترجیح دینے والے بہت سے علم وفضل کے مدعی مہر بہ لب ہیں۔ فاضل مکرم عالمی مبلّغ اسلام، مؤید مسلک اہل سنت، صاحب التقریر و التحریر علامہ حافظ کوکب نورانی اوکاڑوی سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''سفید وسیاہ'' کے بعض حصوں کا بغور مطالعہ کیا، پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزائے خیر اور حق پر استقامت عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، چودھویں صدی کے وہ امام ومجدد گزرے ہیں کہ اپنے دور میں ان کا کوئی سہیم ومثیل نہیں تھا۔ اپنے تو اپنے، ان کے شدید ترین مخالفین نے بھی ان کے تفقہ فی الدین کا اعتراف کیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کلمہ حق کہنے میں وَیجاھدون فِي سبیلِ اللّٰہ لاَیخافونَ لَومة لائم

کے مصداق تھے، اپنے زمانے کے ہر مذہبی و سیاسی فتنے کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کسی لامذہب اور بد مذہب کو معاف نہیں کیا اور تمام بے دین گمراہ لوگوں کا ایسا مدلل ومبرہن ردّ بلیغ فرمایا کہ آج تک کسی باطل پرست کو اعلیٰ حضرت بریلوی پر گرفت کی جرأت نہیں ہوئی بلکہ جواب کے لئے جس کسی نے قلم اٹھایا وہ گڑھے سے نکل کر کنویں میں جا گرا۔ **ولنعم ماقال الامام** ؎

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

جب حق سبحانہ وتعالیٰ اور بارگاہ رسالت میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے کوئی صحیح جواب نہ ہوسکا تو انہوں نے ضد اور عناد میں اعلیٰ حضرت بریلوی کی بعض عبارات پر مغالطہ دہی، اور حقائق کو مسخ کرنے کے لئے کچھ غلط اور بے جا اعتراض شروع کر دیئے جن کا علمائے حق نے مدلل ومسکت جواب دیا، یہ کتاب ''سفید وسیاہ'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ فاضل مکرم علامہ کوکب نورانی نے نہایت آسان اور تحقیقی انداز میں نہ صرف اہل باطل کے اعتراضات کا قلع قمع کیا ہے بلکہ تمام وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کا، ان ہی کتابوں سے ایسا پوسٹ مارٹم کیا ہے، جس کو بنظر انصاف پڑھنے کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی اور وہابیوں، دیوبندیوں کی کتب کے حوالہ جات پڑھنے کے بعد ہر قاری بھی یہی کہے گا کہ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

فاضل مؤلف کو تقریر وتحریر میں جو کمال حاصل ہے اس سے وہ ملک اور بیرون ملک میں دین ومسلک کی ایسی بہترین خدمت کر رہے ہیں جو تمام اہل سنت وجماعت کے لئے قابل قدر وباعث فخر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ان کے باکمال والد مرحوم ومغفور کا سچا جانشین رکھے اور ان کی خدمات کو قبول فرما کر اہل اسلام کے لئے نافع ومفید فرمائے۔

۱۹۹۵ء

اوکاڑا　　خادم الاسلام والمسلمین، فقیر ابوالفضل **غلام علی** غفرلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقدیم

از۔حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر **محمد مسعود احمد** صاحب مظہری

جنوبی افریقا سے ایک انگریزی کتاب ''جوہانس برگ سے بریلی'' (From Joahannesburg To Bareli) (غالبًا) ۱۹۸۸ء میں تین حصوں میں شائع ہوئی۔ مصنف کا نام نہیں لکھا گیا البتہ سرورق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب ڈربن سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ کا جواب ہے جس میں بقول مصنف، علمائے دیوبند کے افکار وخیالات کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا تھا۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی زید عنایتہٗ نے اس انگریزی کتاب کا ''سفید و سیاہ'' کے عنوان سے اپنے مخصوص انداز میں اردو میں جواب قلم بند فرمایا جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا، اب تیسرا ایڈیشن (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) آپ کے سامنے ہے۔ ''سفید وسیاہ'' کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ تیسرے ایڈیشن میں بعض اضافے بھی کئے گئے ہیں اور ایک سو سات کتب ورسائل سے استفادہ کرکے دلائل و براہین کی روشنی میں علامہ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس سے انکار مشکل نظر آتا ہے......

''سفید وسیاہ'' میں مخالفین کے اعتراضات اور الزامات کے جوابات کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، انبیاء علیہم السلام، حضرات اہل اللہ رحمہم اللہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں علمائے وہابیہ اور علمائے دیوبند کے افکار وخیالات کا محاسبہ کیا گیا ہے اور زیر بحث انگریزی کتاب کی بعض علمی خیانتوں کا تعاقب بھی کیا ہے......فقیر کے خیال میں دور جدید میں علمی خیانت کرنے والے کو پشیمانی اور پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا......ایسی باتیں اہل علم کو زیب نہیں دیتیں......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک سیرت لکھنے والے، آپ کی شان میں قصائد اور نعتیں کہنے والے اور آپ کے ناموس کی حفاظت کرنے والے اور مدافعت کرنے والے خوش بخت و خوش نصیب ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ سعادت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے حصے میں آئی کہ وہ

ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے سر بکف ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور دین ومسلک کی خدمت پر استقامت عطا فرمائے، آمین۔

نکتہ چینیوں اور خردہ گیریوں کا سلسلہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے جاری ہے۔ علمائے حق کی طرف سے اعتراضات اور الزامات کے برابر جواب دیئے جارہے ہیں مگر اعتراضات کرنے والے اور الزامات لگانے والے، اعتراضات والزامات برابر دُہرائے جارہے ہیں...... دلائل وشواہد پیش کئے جائیں تو قائل ہو جانا چاہیے......ضد بحث سے ہماری توجہ دشمنان اسلام ہنود ویہود اور نصاریٰ سے ہٹ کر دوسری طرف لگ جاتی ہے اور (ان دشمنان اسلام کے خلاف) تبلیغ دین متین کا کام رک جاتا ہے......اب وقت آگیا ہے کہ ہم علمائے حق کی باتوں کو تسلیم کر کے متحد ہو جائیں، ماضی کی غلطیوں کا اعادہ نہ کریں، جن حضرات نے غلطیاں کی ہیں، ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر دست کش ہو جائیں اور یکسو ہو کر ایمان کی حفاظت کریں......

مدت سے یہ سلسلہ جاری ہے، ایک طرف علمائے اہل سنت ہیں اور دوسری طرف ان کے مخالفین، (وہ بھی انہیں سے ٹوٹ کر اور انہیں کو چھوڑ کر گئے ہیں)......ان کی شکایت یہ ہے کہ ''علمائے اہل سنت حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کیوں بڑھاتے ہیں؟'' اور علمائے اہل سنت کی شکایت یہ ہے کہ ان کے مخالفین ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کیوں گھٹاتے ہیں؟''......شکایتیں تو اور بھی ہیں مگر بڑی شکایت یہی ہے......قرآن کریم کی روشنی میں ہم ان شکایات کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوبوں اور پیاروں کی شان بڑھانا سنت الٰہی ہے اور شان گھٹانا، ابلیس لعین، کفار ومشرکین اور یہود و نصاریٰ کی عادت ہے...... یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب بھی دونوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو علمائے اہل سنت ایسی آیات واحادیث تلاش کرتے ہیں جن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفعت شان کا ذکر ہو اور ان کے مخالفین ایسی آیات واحادیث تلاش کرتے ہیں جن سے وہ اپنے خیال کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان گھٹا سکیں...... دونوں حضرات کی فکر کی بلندیوں اور پستیوں کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں......حقیقت میں محبت کی فطرت یہ ہے کہ

وہ نہ محبوب کی عیب جوئی کرتی ہے نہ اس کی شان میں خردہ گیری پسند کرتی ہے۔ یہ محبت کی فطرت کے خلاف ہے...... وہ تو ہر حال میں محبوب کی تعریف و توصیف سننا پسند کرتی ہے...... آپ خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کس کا انداز فکر محبت کی فطرت کے مطابق اور کس کا انداز فکر محبت کی فطرت کے خلاف ہے؟

محبت کرنے والے وہی ہیں جن کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے، یہی حضرات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات، صحابہ کبار، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، محدثین، رضی اللہ عنہم اور حضرت اہل اللہ رحمہم اللہ سب سے محبت کرتے ہیں، وہ صرف نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں......غور فرمائیں گے تو یہ تاریخی حقیقت سامنے آئے گی کہ ایک دو فرقوں کے علاوہ سارے فرقوں کے اکابر یا اکابر کے اجداد اسی صراط مستقیم اور دین حنیف پر تھے جس کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے...... دنیا کے سارے دشمنان اسلام سنی حکومتوں یا سنی عوام کے دشمن ہیں......ایک انگریز نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون نے اس روشن حقیقت کو دیکھتے ہوئے برملا کہا کہ سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے کہ سارا عالم ہی اس کا دشمن ہے، سارے عالم کو اسی کے جذبۂ ایمانی اور جذبۂ حریت سے خوف ہے......''

اس وقت عالمی سازش کے تحت نئے نئے فرقے ابھر رہے ہیں اور فکر و نظر میں انتشار کا عظیم سیلاب امنڈ رہا ہے، ہر فرقہ افرادی قوت 'اہل سنت ہی سے حاصل کر رہا ہے' ہم جانے والوں کو سمجھانے کے بجائے چھوڑتے چلے جاتے ہیں' یہ دانائی و حکمت کے خلاف ہے...... اپنی کھوئی ہوئی متاع کس کو عزیز نہیں ہوتی' ہر شخص حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ واپس مل جائے...... ہم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری افرادی قوت ہم کو واپس مل جائے اور ہم متحد ہو جائیں' پھر دنیا اہل سنت و جماعت کی وہی شان و شوکت دیکھے جو ایک ڈیڑھ صدی قبل سلطنت عثمانیہ کی صورت میں دیکھ چکی ہے......

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم

کراچی

۷ شوال المکرّم 1415ھ، 9 مارچ 1995ء — **محمد مسعود احمد** عفی عنہ

اَللهُ رَبُّ مُحمدٍ صلّٰی عَلَیهِ وَسَلَّمَا

پیش نوشت

یہ سعادت میرے لئے ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بڑی ہے کہ میرا انتخاب ناموس رسالت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃُ والسلام) کے تحفظ کے لئے ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں، یہ صرف انتخاب کی بات ہے کہ مبدءِ فیض نے مجھے مدحت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس پر کوئی جتنا بھی ناز کرے، کم ہے۔ مدح رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، میرے رب کریم کا فرمان واجب الاذعان ہے۔ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے مداح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے یوں دعا گو ہوتی ہے: اللھم ایدہ بروح القدس (اے اللہ روح قدس سے اس کی مدد فرما۔ مسلم شریف) اور جبریل امین! (علیہ السلام) بے شمار شہادتیں تائید کرتی ہیں کہ جبریل امین کی تخلیق ہی نبوت کے احترام کے لئے ہوئی ہے۔ وہ روح القدس، جبرائیل (علیہ السلام) آج بھی ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے محافظوں کی مدد کرتا ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ پسندیدہ کاموں پر اللہ سبحانہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور فرشتے اس شخص کی نگرانی کرتے ہیں جو ''خیر'' میں مشغول رہتا ہے۔

یہ عاجز (جسماً) فرشی ہے اور الحمدللہ عقیدے کے اعتبار سے عرشی، اور یوں وہ ہر نوری و قدسی کا ہم عقیدہ ہے۔ ذکرِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور مدحتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جن کی زندگی ہے، کچھ انہیں سے پوچھئے کہ انہیں کیا قلبی سکون اور کیا نشاطِ خاطر نصیب ہوتا ہے، ان کا یقین ہے کہ یہی عشق ان کی نجات کا وسیلہ بنے گا، یہی ایک صداقت، بارگاہ ایزدی میں ان کی سفارش ہوگی۔ اس خاک پائے آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بھی بس ایک ہی آرزو ہے کہ لمحہ لمحہ، مدنی تاج دار، آقائے نام دار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر میں بسر ہو۔ فردوسِ بریں میں انہی

کے غلاموں کے پہلو میں کوئی گوشہ میسر آجائے اور کسی دنیوی چیز کی طلب نہیں ہے۔

''وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' ارشاد ربانی ہے۔ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر تو خود خالق کائنات نے بلند کیا ہے۔ ہماری بساط کیا ہے کہ اس محبوب باری کے جمال کا بیان کر سکیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کو ہماری سعی و کاوش سے کیا علاقہ، ہم بے مایہ اس کی توقیر و جلال میں کیا اضافہ کر سکیں گے، یہ ہم اہل دنیا کے امکان میں نہیں۔ یہ بیان تو آسمانوں پر سرفراز جبریل امین کا وصف ہے اور یہ تو اس وحدہ لاشریک خالقِ ارض و سما کا شیوہ ہے۔ اتنا ہی ہم غلاموں کے لئے بہت ہے کہ ہم اس آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام لیوا ہیں، ان کی توصیف میں ہمارا ذکر ہمارے امکان کے بہ قدر رہے، ہماری توفیق کے مطابق ہے اور یہ فقیر یہی کہتا ہے کہ، جتنی توفیق ملی ہے اور جو استطاعت عطا کی گئی ہے، وہ کیوں نہ اپنے ماویٰ و ملجا کے نام کر دی جائے، یہ سارے شب و روز اسی کی یاد میں اور انہی کے احوال و اذکار کے لئے کیوں نہ وقف کر دیئے جائیں۔ اس سے بڑا وظیفہ، زندگی کا اس سے بہتر سلیقہ کوئی اور ہو تو اس ہیچ مدان کو بتایا جائے، اور رومی و جامی، سعدی و رازی سے پوچھا جائے کہ مدحت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں لفظوں کی خوشہ چینی کرتے ہوئے کیوں انہوں نے عمریں تمام کر دیں، ساری زندگی الفاظ و انداز کے انتخاب میں رات دن ایک کیئے رہے، کہ کوئی ایک ایسا لفظ اور پیرایہ مل جائے جو بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرتا ہے، اسے ان یگانہ روزگار عالموں اور ثنا خوانوں سے نسبت ہے اور اسے تو رب کریم سے نسبت ہے کہ اس کی کتاب سر بہ سر مدحتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے، یہ بنائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، بر بنائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ قرآن، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حق ہے۔ میرا ایمان ہے ہمارے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ ہوتے تو قرآن نہ ہوتا، اور کچھ بھی نہ ہوتا۔

اس خاک سار نے اپنے لئے ذکر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے علاوہ ایک اور وظیفہ بھی طے کیا ہے، ان افترا پردازوں کی سرکوبی کا، جو اس کے آقا کے بیان میں کجی و کج روی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میرے پاس ایک زبان اور ایک قلم ہے اور میرے حصے میں جو

توانائی ودیعت کی گئی ہے، میں اپنے آپ سے اور اپنے ہر ہم نسبت سے وعدہ کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ، آخری سانس تک ان زبان درازوں سے نبرد آزما رہوں گا جو میرے رسول ﷺ کے تذکرے، اس والا مرتبت کے عزّ وشان میں نا قابل برداشت اور نا قابل معافی کوتاہیاں کرتے ہیں۔ جسے رسول پاک ﷺ کی عظمت و تقدیس پر کوئی شک ہے، اس کے حواس و ادراک میں ضرور کوئی نقص ہے۔ جو ان (رسول کریم ﷺ) کی عصمت و عظمت پر حرف گیری کرتا ہے، وہ انسانیت کے جوہر سے عاری ہے۔ اس نے میرے رسول کریم ﷺ کو جانا ہی نہیں۔

ستم ظریفی یہ کہ جو خود کو اسلام کے حامی اور پیروکار کہتے ہیں کچھ وہی، رسالت مآب ﷺ کے لئے دُشنام تراشے ہیں، ان کے طور طریقے شیطان کے مماثل ہیں۔ وہ شیطان ہی تھا جس نے سب سے پہلے، نبوت کے منصب و عظمت کو تسلیم نہیں کیا۔ نمرود، فرعون، ابو جہل، ولید بن مغیرہ شیطان ہی کے روپ تھے۔ خود قرآن شاہد ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اعتراض کافروں اور منکروں کا طریقہ، اور نبوت کی عصمت و تقدیس، صداقت و عظمت کا بیان اللہ کی سنت ہے۔ اور شریعت وسنت کا فرمودہ ہے کہ فرائض میں بوجوہ رعایت ہو سکتی ہے، نماز کھڑے ہو کر ممکن نہیں تو بیٹھ کر یا اشاروں سے ادا کی جا سکتی ہے، مگر تعظیم رسول (ﷺ) کے باب میں کوئی رعایت نہیں۔ قرآن میں وضاحت ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ سے کہتا ہے، اگر اپنے کریمانہ خلق عظیم، اپنی شان رحمت کے پیش نظر تم اپنے گستاخ کے لئے ہم سے درگزر کی درخواست بھی کرو تو ہم اس گستاخ کو ہرگز معاف نہیں کریں گے، محبوب (ﷺ) کی گستاخی کا گناہ نا قابل معافی ہے۔ ان گستاخوں نے نبی پاک ﷺ کے لئے کیا کیا ہرزہ سرائیاں نہ کیں......

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، انہوں نے نبی ﷺ کے علم کو شیطان ملعون کے علم سے کم تر قرار دیا اور انہوں نے نبی ﷺ کے علم غیب کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی۔ یہ کون لوگ ہیں جو نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور نبی ﷺ کے کمال نبوت اور جمال صداقت پر جنہیں شبہ ہے۔ اوروں کی بات کیا کیجئے، وہ تو کلمہ گو نہیں مگر جو اسلام کا محراب و منبر سجائے بیٹھے

ہیں اور دین محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا ذکر، جن کا روزینہ بنا ہوا ہے، انہیں تو کچھ لحاظ رکھنا چاہیے کہ ان کی بات کہاں تک جا رہی ہے، یہ گستاخی کے زمرے میں داخل ہو رہی ہے۔ کہاں مقام ادب ہے، کہاں تک تمہیں اختیار رہے؟ یہ دعویٰ دارانِ حق تو بنیادوں ہی کو ہلا رہے ہیں۔ یہ تو اس شاخ کو کاٹنے کے درپے ہیں جس پر ان کا بسیرا ہے۔

یہ بڑی دل سوزی اور دل آزاری کی باتیں کرتے ہیں۔ انہیں اندازہ نہیں کہ ان کے ٹولے میں کسی سربرآوردہ پر تین حرف بھیجے جائیں تو ان کا کیا حال ہو، یہ تو اپنا ہوش کھو دیں۔ انہیں کچھ خیال نہیں ہوتا کہ اللہ کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین و تنقیص کے بیان سے اللہ کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (روحی فداہ) کے غلاموں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی...... یہ تو سراسر محبت وعقیدت کا معاملہ، عشق کا مسئلہ ہے، عاشق کے سامنے ذرا اس کے محبوب جاں فزا کی خامی بیان کر کے دیکھئے، وہ تو دریدہ دہن کا مونھ نوچ لے گا...... یہ گستاخ کہتے ہیں "اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری ہی طرح کے ایک بشر تھے۔" نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے، یہ فقیر چیلنج کرتا ہے کہ اپنے نام نہاد گروہ مشائخ میں، ایک غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ میرے شاہ جیلاں کا مثیل ہی دکھا دو۔ یہ کہتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی ویسی ہی غلطیوں کا صدور ہوتا تھا جیسی عام انسانوں سے سرزد ہوتی ہیں۔" اور کہتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا خبر!" اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے کہتے ہیں کہ "اللہ ہر وقت ہر غیب سے باخبر نہیں، جب کبھی اسے جس غیب کا حال جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، جان لیتا ہے...... اللہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اس نے جھوٹ بولا۔" یہ (بزعم خود) صاحبان فہم وادراک، ایسی "اونچی اونچی" واہی تباہی کرتے ہیں......

ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی عام آدمی نبی نہیں ہو سکتا، جسے نبوت عطا ہوئی وہ عام آدمی نہیں رہا، وہ "نبی" ہو گیا، اور نبی، اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ قادر مطلق ہے۔ یہ اختیار کائنات میں کسی کے پاس نہیں کہ وہ کسی کو نبی قرار دے دے اور عوام الناس میں سے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ ایک اور نبوت کا اعلان کر دے۔ نبی صرف نبی ہوتا ہے۔ کامل اور مطلق نبی، اللہ کا فرستادہ، اس کا پیغام بر۔ یہ منصب اللہ

تعالیٰ نے اسی کو عطا کیا جسے اس نے اس جلیل منصب کا اہل بنایا' سزاوار جانا' ہر کس و ناکس کو نہیں۔ کوئی شخص اپنے جسم کا رواں رواں اپنے اللہ کے لئے وقف کر دے اور اس کا ہر لمحہ یادِ الٰہی میں بسر ہوتا ہو' اس نے دنیا سے کنارہ کر لیا ہو اور زندگی سر بسر اللہ کی بارگاہ کی نذر کر دی ہو' اسے بھی اللہ تعالیٰ نبی کا مقام نہیں دیتا۔ نبی کا مقام' نبی کی فضیلت اس نے انہیں کو عطا کی جنہیں اس نے اپنا مقربِ خاص' اپنا مقبولِ بارگاہ بنایا اور اللہ نے رسول کریم' نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ میرے آقا پیارے مصطفیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس (اللہ تعالیٰ) کے التفاتِ خاص کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔

اس ناچیز نے زیرِ نظر کتاب سے پہلے اپنی کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' میں گستاخانِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اہلِ سنت و جماعت کے اختلاف کے حقائق پر گفتگو کی تھی اور اپنی دانست میں اس اختلاف کا حل بھی تجویز کیا تھا۔ وہ کتاب ''مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)'' کی طرف سے (1988ء میں) جنوبی افریقا میں انگریزی اور پاکستان میں اردو میں شائع ہو کر بفضلہٖ تعالیٰ بہت مقبول ہوئی اور ہزاروں کے عقائد کی اصلاح کا سبب بنی۔

تبلیغِ دین کے سلسلے میں جنوبی افریقا کے دوسرے سفر میں اس خاکسار کو وہاں کے احباب نے ''جوہانس برگ سے بریلی'' نامی تین کتابچے دیئے اور ان کے مندرجات کے بارے میں وضاحت چاہی۔ جنوبی افریقا میں اپنی شبانہ روز مصروفیت کی وجہ سے میں ان کتابچوں کا مطالعہ یک سوئی سے نہ کر سکا' تاہم چند صفحات کی ورق گردانی سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ تینوں کتابچے ہم اہل سنت و جماعت کے خلاف نہایت سطحی اور پست زبان میں تحریر کیے گئے ہیں اور بہتان و اِتہام کا پلندہ ہیں۔ میں نے جنوبی افریقا میں اپنے احباب سے ان کتابچوں کا جواب لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ربّ العزت جل مجدہٗ الکریم کا کرم اور اس کے محترم و مکرم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت ہے کہ یہ خادمِ اہل سنت' اب ان کتابچوں کے جواب کا پہلا حصہ شائع کرنے میں کام یاب ہو گیا ہے۔ میری کوشش رہی ہے کہ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف اور دیوبندی ازم کے

پیروانِ کار کے چہرے انہی کے آئینے میں دکھاؤں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام اعتراضات کے جوابات علمائے دیوبند کی تحریروں سے دیئے گئے ہیں۔ جنوبی افریقا کے دوسرے سفر میں دیوبندی وہابی تبلیغیوں کے سب سے بڑے مرکزی ادارے ''میاز فارم'' میں اتمامِ حجت کے لئے خود جا کے میں نے عرض گزاری تھی کہ میرے کتب خانے میں علمائے دیوبند کی کتب موجود ہیں اور انہیں کتابوں سے یہ خادم، اہل سنت و جماعت کے ان عقائد و اعمال کے صحیح ہونے کا ثبوت پیش کرے گا، جن کے لئے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء، ہم اہل سنت و جماعت کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ فقیر ہرگز انتشار وافتراق کا حامی نہیں۔ عالمِ اسلام کی یک جہتی کے لئے اس کی جان قربان ہے، لیکن یک جہتی سے مراد مصلحت آمیز خاموشی اور منافقت نہیں ہونی چاہیے۔ معاندانہ رویے شدومد سے جاری ہوں، حقائق مسخ کرنے، خلقت کو گم راہ کرنے اور بنیاد ہی پر کاری ضربیں لگانے کا عمل جاری ہو، تو میرے نزدیک خاموشی ایک گناہ ہے، بدتر از گناہ۔ یہ کوئی مصلحت نہیں، یہ شیوہ سیاست کاروں کا ہے اور ان ہی کو زیب دیتا ہے۔

اگر یہ کوئی سازش ہے تو اسے بے نقاب کرنا میرے لئے لازم ہے۔ خود علمائے دیوبند کے حوالہ وحواشی سے مقصود یہ ہے کہ حقیقت جُو اور طالبانِ حق اس ''سفید و سیاہ'' سے اچھی طرح جان لیں کہ اتّہام طرازوں کا اپنا دامن کس قدر آلودہ ہے، ان کے قول و فعل میں کیسا تضاد ہے۔ اس کتاب میں ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے تین حصوں کے مندرجات کا سطر بہ سطر جواب تو نہیں ہے، لیکن بحمد اللہ اس خاک نشیں نے تمام اعتراضات کے جوابات کا مجموعی طور پر احاطہ کیا ہے۔

یہ ہمارے رسولِ کریم ﷺ کی ناموس کا معاملہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ سارے جہان، تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ ان کا عشق، حیاتِ جاودانی ہے، ان کی عزت اور سربلندی کے لئے ہمارے سر حاضر ہیں۔ ان کی جناب میں اونچی آواز میں بات کرنے والے ہمارے نزدیک نادہند ہیں، ایسے نادہندوں کی سرکوبی، بے نقابی عین

جہاد ہے۔

اللہ سبحانہ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ اس پر تقصیر کی مساعی، دیوبندی وہابی ازم کے حامیوں کے لئے دعوتِ فکر اور صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کے لئے قرآن وسنت کے مطابق صحیح عقائد واعمال پر استقامت کا باعث ہوں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے مجھ ناتواں کی خدمات قبول فرمائے، مجھے میرے آقا کی عزت وعظمت کے تحفظ کے لئے علمِ نافع اور شرحِ صدر عطا فرمائے، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے مجھے اپنی تائید ونصرت سے نوازے، آمین

''جوہانس برگ سے بریلی'' کتابچے انگریزی میں ہیں، ان کتابچوں کا جواب انگریزی میں بھی دیا گیا ہے جسے ''مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)'' (جنوبی افریقا) کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد بانا شفیعی قادری، ڈربن سے شائع کررہے ہیں۔ (☆)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے کارپرداز جناب الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ نے ''نوری نستعلیق'' کا کمپیوٹر پلان حاصل کرلیا ہے۔ اس کتاب کا اردو متن اسی خطاطی میں شاہ صاحب کے تعاون سے منتقل ہوکر زیورطباعت سے آراستہ ہوا ہے۔

مسودہ بینی (پروف ریڈنگ) کے لئے بہت دیدہ ریزی کی گئی، اس کے باوجود کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں اور اپنے رفیق جاں، پیر مغاں جناب شکیل عادل زادہ کے ہر طرح تعاون پر اس کے سوا اور کیا کہوں

ہر مُو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے

کراچی — کوکب نورانی رااحمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) شفیع

1989ء — اوکاڑوی غفرلہ

☆ یہ کتاب انگریزی میں بھی اب پاکستان سے شائع ہورہی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ

یہ خادم اہل سنت ایک مختصر کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' کے عنوان سے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر چکا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات میں سنّی (بریلوی) اور دیوبندی وہابی اختلاف کی بنیادی حقیقت اور اس اختلاف کے خاتمے کا حل تھا۔ ''میں نہ مانوں'' تو لا علاج مرض ہے تاہم ہر خردمند، حقیقت پسند اور منصف مزاج نے اس کتاب کے مندرجات سے بخوبی جان لیا ہوگا کہ حق کیا ہے اور یہ اختلاف جو دو گروہوں کے درمیان ہے وہ قطعی اور اصولی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس ناچیز کی وہ کتاب مقبول ہوئی اور ہزاروں افراد کے لئے اصلاح عقائد اور حق پر ثبات کا باعث بنی۔ اس کا سبب میرے الفاظ یا انداز نہیں تھے بلکہ محض قوتِ حق اور فیضِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہی کی کارفرمائی تھی۔

معاندین ومخالفین نے یہ بھی کہا کہ ''یہ کون سی اسلام کی خدمت ہے، کام کرنا ہے تو غیر مسلموں کے خلاف کرو۔ معاشرے کی ترقی کے کام کرو، وغیرہ وغیرہ۔'' حیرت ہے یہی کچھ ان سے کہا جائے تو ان کی جبین، شکن آلود ہو جاتی ہے۔ تاہم اس کے جواب میں پہلی بات یہ عرض ہے کہ معاندین کی دشمنی اور مخالفت اگر صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہو تو ایسے جملے پُر اثر نہیں ہوتے کیوں کہ ان باتوں کے پس پردہ دراصل یہ راز کارفرما ہوتا ہے کہ انہیں (معاندین کو) بے نقاب نہ کیا جائے اور ان کی مذموم کارروائیوں کا نوٹس نہ لیا جائے تاکہ ان کا کاروبار چلتا رہے، ورنہ یہ ظاہر سی بات ہے کہ ان کی اصلیت جان لینے کے بعد لوگ ان کے ہم نوا نہیں ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ معاندین غالبًا تصویر کا ایک ہی رخ دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنی کم نگاہی کے سبب پوری طرح اور صحیح نہیں دیکھتے اور اگر دونوں رخ صحیح طرح دیکھ لیں تو پھر اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی، کیوں کہ حقیقت کو جھٹلانا آسان نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ کہ وہ اپنے خودساختہ آقاؤں کے دست نگر اور جی حضوریے ہوتے ہیں۔ شعور،

عقل، فہم اور اخلاق کی کوئی خوبی انہیں حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کسی قدر ہو تو اسے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی ہے کیوں کہ جب کوئی کسی کے ہاتھوں بِک جاتا ہے تو پھر اپنی دانست اور مرضی کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ چوتھی بات یہ کہ جسے منفی سوچ کی عادت ہو جائے اس سے مثبت فکر کی توقع حماقت ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اپنے مقابل کو اپنے آئینے میں دیکھنا اور حقیقت سے چشم پوشی جس کا شیوہ ہو اس سے مبنی بر حقیقت رائے کی امید، عبث ہے۔

افسوس کہ ان دیو بندیوں وہابیوں کو علمائے حق اہل سنت و جماعت کی بے مثال خدمات سے آگہی کے باوجود، حقیقت کے اعتراف کا حوصلہ نہیں، علمائے دیو بند کی تحریر و تقریر گواہ ہے کہ شائستگی سے انہیں کوئی سروکار نہیں، مگر سچ پوچھئے تو ہم اہل سنت کو کوئی نقصان نہیں، بلکہ جب یہ ہمیں اپنی دُشنام طرازی کا ہدف بناتے ہیں تو ایک گونہ قلبی مسرت ہی ہوتی ہے اور وہ اس بات کی کہ جتنی دیر ہم ان کا موضوع رہتے ہیں، کم از کم اتنی دیر تو ہم ان کو اللہ کریم کے پیارے رسول ﷺ کی بے عیب ذات بابرکات کی شان میں گستاخی و بے ادبی سے روکنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہی کامیابی کیا کم ہے، بلکہ اپنی ذات کی حد تک میں یہ چاہوں گا کہ یہ مجھے جو چاہیں کہہ لیں مگر خالق و مخلوق کے محبوب کریم ﷺ کی شان رفیع میں گستاخی و بے ادبی کر کے ہماری ایمانی غیرت کو نہ للکاریں۔

میں کیا اور میری حقیقت کیا! اللہ کریم کی پوری کائنات میں کون یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ شانِ مصطفوی (ﷺ) سے پوری طرح واقف ہے۔ اللہ کریم کے پیارے رسول ﷺ اور مقصودِ کائنات کو اپنے جیسا بشر یا محض بشر کہنے والے یہ (دیو بندی وہابی تبلیغی) زبان دراز ایک انسان کی قوت و صلاحیت اور خصوصیات کا کماحقّہ ادراک نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ اللہ کریم کے حبیب کریم ﷺ کی کوئی حد وغیرہ بیان کی جا سکے، حضرت بایزید بسطامی، مولانا روم، شیخ سعدی، مولانا جامی اور شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی علیہم الرحمہ جیسے عارفوں نے تو اپنے عجز کا اظہار کیا لیکن یہ زبان دراز برملا لکھتے کہتے ہیں کہ ”حضور ﷺ

ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔''(معاذ اللہ)

ہم اہل سنت و جماعت تو بس اتنا جانتے ہیں کہ

؎ وہ خدا نہیں بخدا نہیں، وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں، یہ محبّ حبیب کی بات ہے

؎ تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

؎ تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ　　ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں　　ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

؎ لایمکن الثناء کما کان حقہٗ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

علمائے حق اہل سنت کے کارہائے نمایاں ان کور چشم، کوتاہ بینوں کو کہاں نظر آئیں گے، مشہور فارسی شعر ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

(اگر چمگادڑ کو دن کا اجالا نظر نہیں آتا تو اس میں سورج کا کیا قصور (خطا) ہے؟)

مجھے اگر اپنے گرامی قدر اساتذہ و مشائخ کا فیضان میسر نہ ہوتا تو شاید میں بھی دیوبندی وہابی تبلیغی مکتبۂ فکر کے لوگوں کی طرح اپنی زبان و قلم کو ناشائستہ کر لیتا مگر باری تعالیٰ کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار کو اس حرکتِ بد سے محفوظ رکھا۔ میری دعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان و اخلاق میں کمال درجہ پاکیزگی عطا فرمائے، آمین۔

انگریزوں اور ہندوؤں کے پروردہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی، مشرکہ عورت اندرا گاندھی ہی کی مدح وستائش کر سکتے ہیں۔ انہیں، اللہ سبحانہ کا ہر دشمن بہت عزیز ہے، اللہ سبحانہ کے ہر پیارے سے انہیں فطری بیر ہے۔ اپنا اپنا نصیب ہے۔ ہم تو شکر کرتے ہیں اپنے خالق و مالک اللہ کریم کا، کہ اس نے ہمیں اپنی اور اپنے پیاروں کی محبت سے سرشار کیا ہے۔ بلاشبہ یہ معمولی نعمت نہیں، یہ محض اس کا کرم ہے۔ اگر ہم تمام زندگی ہر لمحہ شکرانہ ادا کرتے رہیں تو بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیاروں کی محبت میں ہمیں زندہ رکھے اور اپنے پیاروں کی ناموس کے تحفظ کے لئے ہماری خدمات قبول فرمالے اور اپنے پیاروں کی غلامی میں ہمارا حشر فرمائے، آمین۔

اللہ کریم نے عقل سلیم سے انسان کو نوازا ہے۔ یہ عقل سوچنے سمجھنے کے لئے ہے۔ ہر ایمان والا جانتا ہے کہ ''صحابی'' اس شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی دنیاوی زندگی میں ایمان کے ساتھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان ہی پر اس شخص کا خاتمہ ہوا ہو۔ اور اس زیارت کا ثمرہ یہ ہے کہ کوئی غیر صحابی اپنے ہر کمال کے باوجود صحابی کے مرتبے کو نہیں پا سکتا۔ ظاہر سی بات ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صرف دیکھنے سے یہ رتبہ مل جائے خود اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا مقام ومرتبہ کتنا ہوگا! مگر یہ بات ان عقل کے اندھوں کی سمجھ سے بالا ہے، کیوں کہ جب دین ہی ان کے پاس نہ رہا تو عقل کب رہ گئی۔

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

اللہ سبحانہ ہمیں تمام بے ادبوں اور بے ادبی سے، ہر بدعقیدہ، ہر بدعقیدگی اور اس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے، آمین۔

اس خادمِ اہل سنت کا تادمِ تحریر دو مرتبہ جنوبی افریقا جانا ہوا۔ مجھے احباب نے وہاں ''جوہانس برگ سے بریلی'' پمفلٹ کے تین حصے دیئے، جنہیں ''دی کونسل فار دی پروپگیشن آف دی سنتس آف اسلام'' (The Council for the propagation of the sunnats of Islam) پی۔ او بکس 749، لے نیزیا، 1820، جوہانس برگ، (جنوبی افریقا) کی جانب سے شائع کیا گیا۔ ان کتابچوں پر لکھنے والے کا نام درج

نہیں ہے۔ البتہ آخری صفحے پر ''سلیمان قاسم'' ایک نام لکھا ہے۔نہیں معلوم یہ تحریر کس کی ہے؟(☆) تاہم کتابچوں کے سرورق پر یہ درج ہے کہ'' یہ کتابچہ بریلویوں کے شائع کردہ پمفلٹ کے جواب میں لکھا گیا ہے کیوں کہ بریلویوں کے پمفلٹ میں علمائے دیوبند کے عقائد کو غلط بیان کیا گیا ہے۔''میں نے تینوں پمفلٹ دیکھے اور یہ سوچتا رہ گیا کہ خود کو علمائے حق کہنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی، اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں ڈرتے اور نہ ہی انہیں اپنی عاقبت کی فکر ہے، ورنہ ان کا وتیرہ یہ نہ ہوتا۔

یہاں میرا یہ اعتراف ضروری ہے کہ جس کتابچے کے جواب میں ''جوہانس برگ سے بریلی'' کتابچے تحریر کئے گئے ہیں، سنی بریلویوں کا وہ کتابچہ میری نظر سے نہیں گزرا، تاہم ''جوہانس برگ سے بریلی'' کتابچوں کے مندرجات پڑھنے کے بعد سنّی بریلویوں کے اس کتابچے کے مطالعہ کی چنداں ضرورت بھی نہیں رہی، کیوں کہ میں دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ سے دیوبند کے ''خودساختہ علمائے حق'' کی روش اور تحریر وتقریر سے خوب واقف ہوں۔جن حضرات کی نظر سے ''جوہانس برگ سے بریلی'' کتابچے گزرے ہیں، وہ اس کتابچے کے مصنف کا لب ولہجہ اور انداز خود ہی ملاحظہ فرمالیں کہ انہوں نے جن باتوں پر اعلیٰ حضرت، مجدّد دین وملت، امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف زبان قلم کو آلودہ کیا ہے، اسے دیوبندیوں کی قسمت کی خرابی کہیے کہ وہی باتیں خود دیوبند کے خود ساختہ علمائے حق کے قلم سے دیوبندیوں وہابیوں کے خلاف، ان کی اپنی تحریروں میں موجود ہیں۔فرق یہ ہے کہ وہی بات اگر امام اہل سنت بریلوی علیہ الرحمہ کہتے ہیں تو ان کو گالیاں دی جاتی ہیں اور وہی باتیں علمائے دیوبند کہتے ہیں تو دیوبندیوں کو عدل وانصاف یاد نہیں رہتا۔وہ اپنے بڑے ملاؤں کو اگر واقعی ''علمائے حق'' مانتے ہیں تو ان کی دونوں تحریروں کو سامنے رکھ کر عدل

(☆)''جوہانس برگ سے بریلی'' کتابچے لکھنے والا یقیناً کوئی دیوبندی وہابی (نام نہاد) عالم ہی ہوگا مگر اسے اپنے لکھے پر یعنی اپنے عقائد پر یقین واعتماد نہیں ہوگا اس لئے اس نے رسوائی کے ڈر سے اپنا نام نہیں لکھا، وہ کوئی منافق ہی ہوگا اور اس نے اپنا اصلی چہرہ چھپانا چاہا ہے۔

وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دیانت دارانہ فیصلہ کیوں نہیں کرتے، اپنے ہی بڑوں کے فتوے کیوں نہیں مانتے؟

اگر چاہوں تو قارئین کے سامنے وہ سب عبارات بھی پیش کر دوں جن سے دیوبند کے اکابر علماء کی کتابیں بھری پڑی ہیں، مگر ان تمام غلیظ عبارتوں کو نقل کرنے کے لئے میری غیرتِ ایمانی متحمل نہیں ہوتی۔ (☆) قارئین سوچیں گے کہ ایسی کون سی عبارتیں ہیں؟ آپ نے ''پورنوگرافی'' کی اصطلاح سنی ہو گی لیکن دین و مذہب کے ٹھیکے دار کہلانے والے دیوبندی وہابی علماء کی ان تحریروں کے سامنے پورنوگرافی کے لفظ بھی ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔

قارئین محترم؟ میرا مقصد دل آزاری یا کذب بیانی نہیں۔ (اللہ سبحانہ مجھے ہر برائی سے محفوظ رکھے)۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہ گندم نما جوفروش (دیوبندی وہابی تبلیغی) تبلیغ دین کی آڑ میں جو کچھ لکھتے اور کہتے ہیں وہ باعثِ شرم و عار ہے۔ حیرت ہے کہ غلط جملوں کی وضاحت کرنا انہیں اچھا لگتا ہے مگر غلط کو غلط کہنا انہیں گوارا نہیں۔

قارئین کرام! ہر ذی عقل، خردمند، صاحبِ دانش وشعور یہ جانتا ہے کہ گالی بہر حال گالی ہے۔ لاکھ وضاحتیں کر لیجئے گالی کو نیک دعا نہیں کہا جا سکتا۔ ہم بھی دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے یہی کہتے ہیں کہ ان کے بڑے علماء کی کفریہ اور نازیبا جو عبارتیں ہیں، یہ ان کو اپنے ہی علماء کے فتووں کے مطابق بھی جب تک کفریہ اور غلط تسلیم نہیں کرتے اور ان عبارات کے قائل اور قابل (ماننے والے اور قبول کرنے والے) ہونے کا انکار نہیں کرتے، جھگڑا برقرار رہے گا۔

مشہور مثال ہے کہ دیہات کے چند افراد ایک عالم دین کے پاس گئے اور کہا کہ ہمارے گاؤں میں پانی کا کنواں ہے، اس میں کُتّا گر کر مر گیا ہے۔ بتایئے اس کنویں کے پانی کو پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟ عالمِ دین نے کہا اتنے ڈول (کنویں سے پانی نکالنے کا برتن) پانی کے، کنویں سے نکالو، پانی پاک ہو جائے گا۔ وہ دیہاتی گئے اور اتنی

(☆) البتہ کچھ عبارتیں اس کتاب کے آخر میں دعوتِ فکر کی غرض سے (مجبوراً) شامل کی گئی ہیں۔

مقدار میں پانی نکال دیا مگر پانی میں بدبو بدستور تھی۔ وہ پھر عالم دین کے پاس آئے اور ماجرا سنایا۔ عالم دین نے پوچھا کہ تم نے کُتے کو پہلے نکالا یا کُتا ابھی تک کنویں ہی میں ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے کتا تو نہیں نکالا۔ عالم دین نے کہا جب تک کنویں سے کُتے کو نہیں نکالو گے اس وقت تک خواہ کتنی مقدار میں پانی نکالتے رہو، بدبو برقرار رہے گی۔ پہلے کُتا کنویں سے نکالو پھر اتنی مقدار میں پانی نکالو پھر دیکھنا کہ بدبو جاتی ہے یا نہیں!

قارئین محترم! کچھ یہی معاملہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کا ہے۔ جب تک یہ لوگ اصل وجہ نزاع کو ختم نہیں کرتے، غلط اور کفریہ عبارات کے قائل اور قابل ہونے کا انکار نہیں کرتے، لاکھ وضاحتیں کرتے رہیں، جھگڑا جُوں کا تُوں ہی رہے گا۔

لگے ہاتھوں ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جھوٹ، کذب بیانی، دروغ گوئی اور حقیقت سے چشم پوشی اور دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی مذموم کوشش کرنا ان کی عادت ہے۔ غالبًا ان کا خیال ہے کہ دنیا میں باقی سب اندھے بہرے بستے ہیں۔ ذرا ان کے جھوٹ کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمایئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ یہ دیوبندی وہابی کس قدر جھوٹے ہیں۔

❖ ''جوہانس برگ سے بریلی'' پارٹ ۱ کے صفحہ ۲ پر ہے کہ ''علمائے دیوبند کا محمد بن عبد الوہاب نجدی (وہابی فرقے کے امام) سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مشن سے انہیں کوئی سروکار نہیں، نہ ہی وہ ان کا روحانی قائد ہے، نہ ہی ان کی اس سے ملاقات ہوئی بلکہ علمائے دیوبند، اہل سنت و جماعت ہیں اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔'' (☆)

اس عبارت میں علمائے دیوبند کے لئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ وہابی نہیں ہیں اور امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ اس کا جواب خود علمائے دیوبند کی تحریروں سے حاضر ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

مشہور دیوبندی مناظر محمد منظور نعمانی کی کتاب ''شیخ محمد بن عبد الوہاب اور

(☆) یعنی ان کے نزدیک بھی یہ تسلیم اور طے شدہ بات ہے کہ ''وہابی'' اسے کہتے ہیں جو ابن عبدالوہاب سے کسی طور پر وابستہ یا اس کا حامی و مقلد ہو۔

ہندوستان کے علمائے حق'' (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی 1978ء) شائع ہوئے دس برس سے زیادہ مدت ہوگئی، اس کتاب پر شیخ محمد زکریا کاندھلوی اور قاری محمد طیب صاحب کی تصدیق وتوثیق بھی ہے اور اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی اور علمائے دیوبند کے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف وغیرہ نہیں بلکہ نجدی وہابی اور دیوبندی ایک ہی ہیں۔ نعمانی صاحب کی اس کتاب پر میں اپنی اس تحریر میں کوئی تبصرہ نہیں کررہا، میرا مقصد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جھوٹ اپنے قارئین پر واضح کرنا ہے تاکہ قارئین جان لیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جھوٹ سے کس قدر رغبت ہے۔ ان کے علماء اور بڑے خود کو وہابی ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کررہے ہیں اور جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جنوبی افریقا میں بیٹھے جھوٹ بولنے لکھنے سے فرصت نہیں۔ قارئین کرام، اکابر علمائے دیوبند کی مزید کچھ تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

''اس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبد الوہاب کا تابع یا موافق۔'' (امداد الفتاویٰ، ص ۲۳۳ ج ۵، مطبوعہ تھانہ بھون)

دیوبندیوں کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ''محمد بن عبد الوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱ ح ا، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی ۱۳۶۳ھ، تالیفات رشیدیہ، ص ۲۴۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

قارئین کرام! ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علمائے دیوبند کی اپنی عبارات، ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب ''اَلْمُهَنَّد'' (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند) صفحہ ۱۸ میں ہے:

''**بارہواں سوال**: محمد بن عبد الوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا، مسلمانوں کے خون اور ان کے مال وآبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف

کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہےاور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کوتم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درّ مختار نے فرمایا ہے اور (ابن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار) خوارج (کی) ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ (آگے فرماتے ہیں) ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ (پھر یہ بھی فرمایا کہ) ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی۔اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ، نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے، اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔‘‘

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ ’’ان کے عقائد عمدہ تھے‘‘ اور المہند کی عبارت میں ہے کہ ’’ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس خود وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو، وہ مشرک ہے۔اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہل سنت تھے اسی لئے ان کے نزدیک اہل سنت اور علمائے اہل سنت کا قتل مباح تھا‘‘۔تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک تمام اہل سنت کو مشرک سمجھنا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ’’وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں‘‘ اور دیگر سب علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ ’’وہ خارجی اور باغی تھے‘‘ معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی اچھے ہوتے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو۔حسین احمد صاحب مدنی، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، فرماتے

ہیں: ''صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چوں کہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی، خوں خوار فاسق شخص تھا۔''

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو حسین احمد مدنی جھوٹے ہوتے ہیں اور اگر حسین احمد مدنی سچے کہے جائیں تو گنگوہی صاحب جھوٹے قرار پاتے ہیں، فیصلہ ان دونوں کے ماننے والوں پر ہے۔

گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ان (نجدیوں) کے عقائد عمدہ تھے۔ کتنے عمدہ تھے؟ اس کا بیان، دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی کی تحریر سے ملاحظہ ہو، انہوں نے سلسلہ وار بطور نمونہ ان نجدیوں کے چند عقیدے اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب'' (مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند) میں تفصیل سے لکھے ہیں، وہ ملاحظہ ہوں:

۱۔ ''محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار، مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا، ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۴۳)

۲۔ ''نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے، بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔'' (ص ۴۵)

۳۔ ''زیارت رسول مقبول ﷺ وحضوری آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا مخظور وممنوع جانتا ہے۔ **لا تشد الرحال الا الی ثلٰثة مساجد**، ان کا مستدل ہے، بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ، زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔'' (ص ۴۵)

۴۔ ''شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں...... ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعاء میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ، معاذ اللہ، نقل کفر کفر نباشد، کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔'' (ص ۴۷)

۵۔ ''وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ، مراقبہ ذکر وفکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول ولغو، بدعت وضلالت شمار کرتے ہیں''۔ (ص ۵۹)

۶۔ ''وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے، چناں چہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں، لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔'' (ص ۶۲، ۶۳)

۷۔ مثلاً اَلرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استَوٰی۔ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور

جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے''۔
(ص ۶۴)

۸۔''وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ **الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ** کوسخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔''(ص ۶۵)

۹۔''وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام درود برخیر الانام علیہ السلام اور قراتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اوراس کے پڑھنے اوراس کے استعمال کرنے وورِد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کوقصیدہ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔مثلاً ۔

یَا اشرفَ الخلقِ مَالیِ مَن اَلوذُبہ   سِواکَ عِندَ حلُولِ الحَادثِ العَمَمِ

اے افضل مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بروقت نزول حوادث۔''(ص ۶۶)

۱۰۔''وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار وحقانی وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کوخالی جانتے ہیں۔''(ص ۶۷)

۱۱۔''وہابیہ نفس ذکرِ ولادت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کوقبیح و بدعت کہتے ہیں۔''(ص ۶۷)

قارئین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطور نمونہ ابن عبدالوہاب نجدی اوران کے اَتباع (پیروی کرنے والوں) کےخود دیوبند کے صدر مدرس حسین احمد صاحب مدنی نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔معلوم ہوا کہ انتہائی گندے خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفروشرک اور بدعت ہوتے ہیں ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

دیوبندیوں کے وہابی ہونے کا مزید اعتراف ملاحظہ ہو: اشراف السوانح، ج ۱ ص ۴۵ (مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان 1985ء) میں ہے۔ ''جن دنوں اشرفعلی تھانوی صاحب مدرسہ جامع العلوم کان پور میں مدرس تھے انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ مدرسہ کے پڑوس کی کچھ خواتین شیرینی لائیں تا کہ کلام پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے۔ مدرسے کے طلباء نے ایصالِ ثواب نہ کیا اور مٹھائی ہڑپ کر گئے۔ اس پر خوب ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ تھانوی صاحب کو ہنگامے کی خبر ہوئی اور وہ آئے اور با آواز بلند لوگوں سے فرمانے لگے۔'' بھائی! یہاں ''وہابی'' رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔''

سوانح محمد یوسف کاندھلوی، ص ۲۰۲ مطبوعہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں ہے'' ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔''

دیوبندی تبلیغی گروپ کے بڑے شیخ محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں۔'' میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔'' (سوانح محمد یوسف کاندھلوی، ص ۲۰۴، مصنفہ محمد ثانی حسنی و منظور نعمانی)

(قارئین کی توجہ کے لئے عرض ہے، جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی نے وہابیوں کو'' طائفہ شنیعہ اور خبیثہ'' (برے اور پلید گندے لوگوں کا گروہ) اور گستاخ لکھا ہے اور جناب اشرفعلی تھانوی و شیخ محمد زکریا وغیرہ خود کو بڑے فخر سے وہابی لکھ رہے ہیں، خود ان کے اعتراف سے ان کی اصلیت و حقیقت کا قارئین خوب اندازہ کر لیں گے۔)

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب، دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں: '' گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آ کر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص (تھانوی) وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا مگر چوں کہ من وجہ عوام سے موافقت عملی تھی اس لئے کسی کی بات نہ چلی اب چوں کہ شرکت عملی کا بھی ارادہ نہیں تو دقتیں ضرور پیش آویں گی۔'' تھانوی صاحب میلاد کے جلسوں میں منافقت یا تقیہ کرتے ہوئے شریک ہوتے تھے تو عام لوگوں نے ان کا وہابی ہونا تسلیم نہ کیا مگر خود تھانوی صاحب کہہ

رہے ہیں کہ اب میلاد کے جلسوں میں نہیں جاؤں گا تو یہ بات پکی ہو جائے گی کہ ''یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۳۵ ج ۱، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

جناب ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب ''دینی دعوت'' میں تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب وہ حج کے موقعہ پر حجاز گئے ہوئے تھے تو تبلیغی جماعت کے سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک وفد کے ساتھ سلطان نجد سے ملاقات کی تھی۔ سلطان سے ملاقات کے سلسلے میں تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرار پایا کہ پہلے اغراض و مقاصد کو عربی میں قلم بند کیا جائے، پھر سلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔ مولانا احتشام الحسن، عبداللہ بن حسن شیخ الاسلام اور شیخ بن بلیہد سے اپنے طور پر ملے۔ دو ہفتہ کے بعد (۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء) کو مولانا (محمد الیاس)، حاجی عبداللہ دہلوی، عبدالرحمان مظہر شیخ المطوفین اور مولوی احتشام الحسن صاحب کی معیت میں سلطان کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ جلالۃ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز ہندی مسلمانوں کو بٹھایا۔ ان حضرات نے تبلیغ کا معروضہ پیش کیا جس پر سلطان نے تقریباً چالیس منٹ تک توحید و کتاب و سنت اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی، اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر رخصت کیا۔ اگلے روز سلطان نے نجد کا قصد کیا اور ریاض کے لئے روانہ ہو گئے۔'' (محمد الیاس اور دینی دعوت، ص ۹۷، ۹۸، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام، کراچی)

سلطان نجد کے دربار سے خوشنودی کا پروانہ حاصل کر چکنے کے بعد اب ضابطہ کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں:

''احتشام الحسن صاحب نے مقاصد تبلیغ کو اختصار کے ساتھ نوٹ کر کے شیخ الاسلام رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) عبداللہ بن حسن (جو ابن عبدالوہاب نجدی کی اولاد میں ہیں) کے یہاں پیش کیا۔ مولانا (محمد الیاس) اور مولوی احتشام صاحب ان کے

یہاں خود بھی گئے۔ انہوں نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر بات کی خوب تائید کی اوزبانی ہم دردی و اعانت کا وعدہ کیا۔'' (دینی دعوت، ص ۹۸)

جذبہ انصاف کو درمیان میں رکھ کر غور فرمایئے! پوری کارروائی کے بیان میں یہ ہر شخص واضح طور پر محسوس کر سکتا ہے کہ سلطان نجد کے سامنے پیش کرنے کے لئے تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد کا جو مسودہ عربی زبان میں تیار کیا گیا تھا، پوری کارروائی کے ساتھ اسے بھی نقل کر دینے میں آخر کون سی مصلحت مانع تھی؟ لیکن ہزار پردہ ڈالنے کے بعد بھی اب یہ حقیقت چھپائی نہیں جا سکتی کہ قصر حکومت سے جن اغراض و مقاصد کی خوب خوب تائید کی گئی اور جن امور کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں پوری پوری ہم دردی و اعانت کا وعدہ کیا گیا، وہ بالکل وہی تھے جنہیں لے کر نجدی قوم اٹھی تھی اور عشق و ایمان کی لازوال حرمتوں اور اسلام کی زندہ جاوید یادگاروں کو خاک و خون میں ملایا گیا تھا۔ کیوں کہ یہ بات ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ وہ اغراض و مقاصد بھی ذرا بھی نجدی مذہب کے مزاج سے مختلف ہوتے تو نجدی حکومت کا شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ (جس کی رگوں میں ابن عبدالوہاب نجدی کا خون رواں دواں تھا، وہ) ہرگز کسی طرح کی امداد و اعانت کا وعدہ نہ کرتا۔

وہابی نجدی گروہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے فکری و اعتقادی اشتراک اور باہمی اعتماد و تعاون کے رشتے کا ایک تازہ ثبوت اور ملاحظہ فرمایئے، جناب محمد الیاس کے عہد کی کہانی کے بعد اب ان کے بیٹے محمد یوسف صاحب کے زمانہ خلافت کی کہانی ملاحظہ ہو۔

جناب ابوالحسن علی ندوی کی سرکردگی میں دہلی سے نجد کے لئے روانہ ہونے والے ایک تبلیغی وفد کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب محمد یوسف کاندھلوی کا سوانح نگار اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ (ریاض میں حکومت سعودیہ کے عمائدین کے ساتھ وفد مذکور کے گہرے روابط کا حال پڑھئے):

''شیخ عمر بن الحسن آل شیخ جو شیخ محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کی اولاد میں ہیں نیز

قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام مملکت سعودیہ شیخ عبداللہ بن الحسن (جن کے ساتھ محمد الیاس کا معاہدہ ہوا تھا) کے بھائی بھی ہیں اور ریاض کے ہئیتہ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے رئیس ہیں، جن کے تعلقات ولی عہد مملکت امیر سعود سے بہت قریبی تھے اور ان کے معتمد خاص تھے‘ ان سے اچھے تعلقات قائم ہو گئے۔ جو لوگ (تبلیغی) جماعت کے متعلق مختلف شکوک پیدا کرتے تھے، ان کے اس تعارف اور اعتماد کی وجہ سے شکوک پیدا کرنے والوں کو کامیابی نہ ہو سکی۔“

(سوانح محمد یوسف، ص ۴۳۱، مطبوعہ مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو)

اس کے بعد اعتقادی ہم آہنگی کا ایک کھلا ہوا انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں کہ:
”شیخ عمر بن الحسن کے برادر اکبر شیخ عبداللہ ابن الحسن سے بھی کئی بار ملنا ہوا (جن کے ساتھ محمد الیاس کا معاہدہ ہوا تھا) اور وہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ کچھ لوگ (تبلیغی) جماعت کے متعلق یہ تاثر پیدا کرتے تھے کہ یہ (تبلیغی) جماعت فاسد العقیدہ ہے اور یہ شکوہ علماء تک لے جاتے، علماء سے تعلق اور اہل رسوخ سے ملاقات نے شکایت پہنچانے والوں کے اثر کو ختم کر دیا۔“ (ص ۴۳۱)

نجد کے قاضیوں اور نجدی علما و حکام کے سامنے اپنے فاسد العقیدہ (بدعقیدہ) ہونے کے الزام کی صفائی ان حضرات نے کس طرح پیش کی ہو گی؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مذہبی مزاج کی سرشت یہ ہے کہ ایک بدعقیدہ آدمی بھی دوسرے کو اس وقت تک خوش عقیدہ نہیں سمجھتا جب تک کہ اس کے خیال میں وہ اپنا ہم عقیدہ نہ ثابت ہو جائے اور اس بیان میں یہ نکتہ بہت واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے کہ نجدی قوم کے عمائدین گویا انہیں پہلے سے جانتے تھے کہ یہ حضرات بدعقیدہ نہیں، بلکہ ہم عقیدہ ہیں جب ہی تو بدعقیدگی کی شکایت پہنچانے والوں کے اثرات ختم ہو گئے۔

دیوبندیوں تبلیغیوں کے وہابی ہونے اور نجدی وہابیوں سے تعلق کی تائید خود ان کے اپنے قلم سے قارئین نے ملاحظہ فرمائی۔

اس کے برعکس پاکستان کے سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے انتقال پر حنفی

کہلانے والے وہابی علمائے دیوبند نے اپنے مذہب کے خلاف کھلم کھلا عمل کیا اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھا کر دعا بھی کی اور حضرت داتا گنج بخش سیدنا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے روضہ شریف پر صدر پاکستان کے سوئم میں قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی بھی کی۔ چہلم کی محفل میں شریک ہوئے۔ (تصویروں اور اخبارات کے ذریعے تصدیق کے لئے میرا رسالہ ''اپنی ادا دیکھ'' ملاحظہ فرمائیں۔) یہی نہیں بلکہ پاکستان میں علمائے دیو بند عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں، جلسے کرتے ہیں۔ سرکاری وغیر سرکاری سطح پر منعقدہ محفل میلاد میں شرکت کرتے ہیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر خصوصی اہتمام سے جلوس نکالا۔ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے عرس کے ایام، یہ لوگ تاریخ، جگہ اور مقام کے تعین اور تشہیر کے ہر اہتمام کے ساتھ، ہر سال مناتے ہیں اور سرکاری وغیر سرکاری سطح پر منانے کی اپیلیں کرتے ہیں اور ان کے بڑے علماء کی برسی کے لئے باقاعدہ اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ تاریخ وفات ہی میں قرآن خوانی، ایصال ثواب وغیرہ اور نیاز کا اہتمام ہوتا ہے۔ دو دیوبندی مشہور ملاؤں نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس کے غسل میں شرکت کی۔ غسل کے پانی کو تبرکاً اپنے چہرے پر ڈالا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر شہادت کی، علمائے دیوبند خود مجلسیں کرتے ہیں اور شیعوں کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام کی قبروں پر چادریں چڑھاتے ہیں، ان کے عرس کی محفلوں میں جاتے ہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کے سیاسی و مذہبی لیڈر مفتی محمود صاحب نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پر چادر پوشی و گل پاشی کی، حلوہ تقسیم کیا، یہ سب کام اگر دیوبندی وہابی علماء کریں تو ان کے لئے کوئی فتویٰ صادر نہیں ہوتا اور اگر یہی کام سنّی (بریلوی) کریں تو علمائے دیوبند کی طرف سے شرک و بدعت اور حرام کے فتوے برسنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں اور سنئے، مشہور دیو بندی عالم احتشام الحق تھانوی صاحب نے جو کچھ کیا، ذرا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

آغا خانی (اسماعیلی فرقہ) بالاتفاق خارج از اسلام ہے۔ تھانوی صاحب نے آغا

خان (سوئم) کے لئے قرآن وخوانی و فاتحہ خوانی کی۔ دعائے مغفرت کی، تعزیتی اجتماع میں شریک ہوئے اور تقریر کرتے ہوئے آغا خان کو اسلام کا محسن کہا۔ (☆)

کیا فرماتے ہیں اب دیو بند کے وہابی خودساختہ علمائے حق اپنے تھانوی صاحب کے بارے میں؟ سنّی (بریلوی) اگر حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف ایصال ثواب کے لئے کریں تو اسے شریعت کے خلاف قرار دیا جاتا ہے اور دیو بندی ملاں اگر غیر مسلم کے لئے قرآن خوانی کرے، ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کرے تو اس کے لئے کوئی فتویٰ نہیں؟ دیو بند کے دار العلوم کا جشن منایا جائے، ہندو عورت سے تقریب کا افتتاح کروایا جائے (☆☆) تو کوئی فتویٰ نہیں اور اگر اللہ کے رسول ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری کا جشن منایا جائے، تو شرک و بدعت اور حرام کے فتوے داغے جاتے ہیں۔

کیا دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے نزدیک یہی معیار حق ہے کہ ان کے اپنے وہی کام، غیر مسلموں کے لئے بھی کریں تو وہ مومن اور علمائے حق ہی رہیں اور صحیح العقیدہ سنّی اگر وہ کام شریعت وسنت کے مطابق اللہ کے پیاروں کے لئے کریں، تو انہیں مشرک اور بدعتی کہا جائے؟ وہابیوں دیو بندیوں تبلیغیوں کی یہ عملی دورخی اور دین فروشی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟

❖ ”جوہانس برگ سے بریلی“ کے مصنف کی خیانت اور جھوٹ کا ایک ثبوت اور ملاحظہ ہو۔

پارٹ ۳ کے ص ۴۴ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے خیانت و بددیانتی اور جھوٹ کی انتہا کی ہے۔ بلاشبہ جھوٹے اور ظالم کے لئے اللہ کی لعنت یقینی ہے۔ کسی کے کلام کو توڑ مروڑ کر، اس کے منشا و مقصد کے صریح خلاف اس پر غلط الزام لگانا، بہتان

(☆) پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام اخبارات کے تراشوں پر مشتمل میرے شائع کردہ رسالہ ”اپنی ادا دیکھ“ میں ثبوت ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ میرے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔

(☆☆) یادرہے کہ دیو بندی وہابی تبلیغی، ہندوؤں سے اپنے اتحاد کے مظاہرے کے لئے ایک مشہور ہندو لیڈر کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھانے کی جسارت بھی کر چکے ہیں۔

اورحرام ہے۔ اس بارے میں خود دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔خود کو علمائے حق کہنے والے دیوبندی دینی لٹیرے قرآن کریم کی یہ آیات یاد رکھیں۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝ وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ

قارئین کرام! ماہ نامہ المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر، اب سے کوئی پندرہ برس پہلے شائع ہوا تھا۔ اس کے شائع کرنے والے نے دیباچے میں ایک عنوان ''تہمتوں کے انبار'' کے تحت جو پورا پیرا گراف لکھا، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیراگراف سے اپنا مذموم مقصد پورا کرنے کے لئے آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ کر چند جملے نقل کر کے یہ لکھا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کو اپنا امام ماننے والوں کی اپنی رائے ملاحظہ کیجئے۔ (☆)

یہ خادم اہل سنت پہلے ''المیزان'' کے امام احمد رضا نمبر کے دیباچے کا وہ پورا پیرا گراف نقل کرتا ہے، اس کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیرا گراف سے جو جملے نقل کئے، وہ پیش کرتا ہے تاکہ قارئین جان لیں اور دیوبندی وہابی تبلیغی، دینی لٹیروں کی خباثت کا اندازہ کرلیں کہ جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور بددیانتی پر ہے، وہ دوسروں کو بھی یقیناً **صراط مستقیم الی الجحیم** ہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(☆) یہ خادم اہل سنت اپنے قارئین سے عرض گزار ہے کہ اگر میرا مؤقف **الحب للّٰہ و البغض للّٰہ** نہ ہوتا تو جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی طرز پر، دیوبند کے بڑے بڑے علماء کی اتنی عبارتیں (جواباً) نقل کرتا کہ دیوبندیوں کو اپنا مونھ چھپانا مشکل ہو جاتا، لیکن خیانت وظلم، جھوٹ اور بے ہودہ گوئی ان دیوبندیوں ہی کو زیبا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے صرف احقاق حق اور ابطال باطل سے غرض ہے اور حق گوئی و بے باکی ہی میرا شعار و امتیاز ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

تہمتوں کے انبار

''ایک طرف ہماری سرد مہری کا یہ عالم کہ ان (اعلیٰ حضرت بریلوی) پر کتابیں لکھنا تو ایک طرف خود ان کی بہت سی کتابیں اب تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکیں جب کہ دوسری جانب مسلسل تقریر و تحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ان کی گراں مایہ خدمات کا اعتراف تو بڑی بات، ان پر تہمتوں کے انبار ہیں۔ یہ سلسلہ برس دس برس سے نہیں نصف صدی سے جاری ہے، غیر شعوری نہیں منظّم طور پر، پاک و ہند میں ہی نہیں ایشیا و یورپ کے تمام ممالک میں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آج کا سنجیدہ انسان ان کی طرف رخ کرتے جھجکتا ہے۔ عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین (مسلمانوں کو کافر گردانتے والے) تھے، بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیا میں جتنے بھی تحقیقاتی ادارے ہیں، وہاں امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہیں ملے گا۔ (☆) سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب و تنگ نظری کی بھٹی پر چڑھا دی گئی ہے۔ امام احمد رضا سے اختلاف کے جذبے نے ان کے سارے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔ امام احمد رضا اس ہیرے کی مانند ہیں جو اپنی تاب ناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں، الزام تراشیوں کے پردے ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔ وقت کا یہ کتنا عظیم المیہ ہے کہ ایک فریق کے چہروں پر تاریخ و تذکرہ کی بھرپور

(☆) قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اب ۱۹۸۹ء میں صورت حال مختلف ہے بفضلہٖ تعالیٰ اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے علوم سے ایشیا اور یورپ میں خوب استفادہ کیا جا رہا ہے۔

روشنی نچھاور کی جائے اور دوسرے فریق کا ذکر ضمناً بھی نہ آنے دیا جائے؟ کاش! ہمارے مصنفین اور اصحاب دانش فراخ دلی واعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہوئے امام احمد رضا کے موقف کا تجزیہ کرتے اور اساطین دیو بند سے اختلاف کی بے لاگ چھان بین کرتے تو آج بہت سی تلخیوں کا وجود بھی نہ ہوتا۔ ضرورت ہے اختلاف کی اہمیت کو ٹھیک انداز سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ موجودہ نئی نسل بلا جھجک امام احمد رضا کے قریب آئے۔''

''المیزان'' کی اصل عبارت کے بعد اب، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی خیانت ملاحظہ فرمایئے۔ وہ لکھتا ہے......

عنوان: ''مولوی احمد رضا خان کے بارے میں ایک بریلوی کا عام تاثر''

''آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے سے جھجکتا ہے۔ عام طور پر امام احمد رضا خان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین (مسلمانوں کو کافر گردانتے والے) تھے، بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیا میں جتنے بھی سائنسی ادارے ہیں، امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہ ملے گا۔ (ص ۲۹۔ ماہ نامہ المیزان، بمبئی، احمد رضا نمبر)''

۞ جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۳ کے ص ۴۲ پر خیانت و بد دیانتی اور جھوٹ کی ایک اور مثال کا احوال ملاحظہ ہو: جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف لکھتا ہے کہ: ''بریلویوں میں سے ایک مولوی مظہر اللہ دہلوی کے بیٹے پروفیسر مسعود احمد صاحب نے صحیح بیان کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کے متعلق مدتوں یہی تاثر رہا ہے کہ آپ جاہلوں کے پیشوا ہیں۔ (فاضل بریلوی اور ترک موالات، ص ۵، مرکزی مجلس رضا)''۔

محترم قارئین! حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کو'' ماہر رضویات'' کہا جاتا ہے، وہ برسوں سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بارے میں قابل قدر اور تحقیقی تحریریں یادگار بنا رہے ہیں۔ وہ برصغیر کے ایک ممتاز اور جید عالم و فاضل حضرت مفتی اعظم مولانا محمد مظہر اللہ، شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری (دہلی) کے نہایت لائق

اور عالم و فاضل، محقق و ادیب فرزند ہیں اور پاکستان کے علمی و تحقیقی حلقوں میں مقتدر اور مستند شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ ’’ فاضل بریلوی اور ترک موالات‘‘ کے نام سے ان کی تالیف مرکزی مجلس رضا، لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کی۔ اس کتاب کے آخر میں پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے بارے میں اہل علم و دانش اور مخالفین کے بھی تعریفی تبصرے ہیں۔ اس کتاب کے ص ۵ پر ’’ پیش لفظ‘‘ کے عنوان سے جو تحریر ہے، اس کا ایک پیراگراف مکمل ملاحظہ ہو، تاکہ جوہانس برگ سے بریلی کے بدطینت مصنف کی خیانت اور کذب کا قارئین کو اندازہ ہو۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں: ’’ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک (ان کا) صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک نابلد ہے، چناں چہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم (پروفیسر مسعود احمد) بھی موجود تھا، ایک فاضل نے فرمایا کہ ’’ مولانا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں۔‘‘ گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ضرورت ہے کہ ایک سچی، صحیح، مسند، محقق، مدلل سوانح، جدید سوانحی اور تحقیقی اصولوں کے تحت لکھی جائے اور آپ کے علمی کارناموں کو زیادہ سے زیادہ منظر عام پر لایا جائے‘‘۔

قارئین کرام! جو کتاب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی علمی فضیلت و مرتبت واضح کرنے کے لئے پروفیسر صاحب نے تالیف کی، اس کتاب ’’ فاضل بریلوی اور ترک موالات‘‘ کے ص ۵ پر جو اصل عبارت ہے، وہ آپ نے ملاحظہ فرمائی اور اس سے پہلے جوہانس برگ سے بریلی کے خائن مصنف کا تحریر کیا ہوا خود ساختہ اور جھوٹا بیان بھی آپ نے ملاحظہ کیا۔ یعنی مذکورہ کتاب میں جو بات ہرگز نہیں کی گئی، وہ خود سے گڑھ کر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کر دی ہے۔ کیا اسی کا نام دیوبندی وہابی تبلیغیوں نے ’’ حق گوئی اور تبلیغ دین‘‘ رکھا ہوا ہے؟ اس سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کتابچوں اور ان کے لکھنے والوں کی اصلیت و حقیقت کیا ہے۔ کاش کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ذہن و قلب پر بغض و تعصب اور کینہ و عناد کی جمی

ہوئی گرد کو دور کرتے ،لیکن ان کا تو روز ینہ ہی یہی ٹھہرا ہے کہ یہ اپنے اندھیرے دور کرنے کی بجائے ،حق کے اجالے کو مٹانے کی مذموم کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے نامۂ اعمال کی سیاہیوں میں اضافہ کرر ہے ہیں ،مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ فتح و کام یابی اور عزت ورفعت صرف اہل حق ہی کا حصہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اب ہر سمت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ حق وصداقت کا عنوان اور پہچان ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے مخالفین اپنی زبان وقلم سے خود ہی اپنے لئے رسوائی جمع کرر ہے ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خود کو علمائے حق کہلانے والے ان جھوٹے اور خائن دیوبندی وہابی دینی لٹیروں کا اصل روپ کیا ہے؟ ان کے اصل روپ کو جاننے کے بعد آپ بھی یہی کہیں گے کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ، بلاشبہ دین کا مذاق اور تمسخر اڑا رہے ہیں اور یہ لوگ ہرگز، اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

زیر نظر کتاب کی تحریر کا مقصد اس کے مطالعے سے آپ پر خود واضح ہو جائے گا۔ ''دیوبند سے بریلی'' کتاب میں آپ نے دیوبند کے بڑے علماء کی چالیس عبارات ملاحظہ فرمائی تھیں جو اختلاف کی بنیاد ہیں۔اس کتاب میں ان ہی عبارات کے بارے میں خود علمائے دیوبند ہی کے فتوے (شرعی رائے) ملاحظہ فرمالیجئے اور اندازہ کر لیجئے بلکہ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ قدرت نے خود علمائے دیوبند کی زبان وقلم سے (ان کی غلط اور کفریہ عبارتوں پر) ان ہی کے فتوے چسپاں کروادیئے۔رافضیوں کا یہ حال ہے کہ وہ سینہ کوبی (ماتم) کرتے ہیں اور بغضِ صحابہ پر خود ہی ہمہ وقت خود کو سزا دیتے ہیں۔اسی طرح علمائے دیوبند،توہین وتنقیص رسالت کے مرتکب ہو کر خود اپنے ہی فتووں سے ذلت ورسوائی کا شکار ہو گئے اور اپنے فتووں کی خود اشاعت کر کے اپنی جگ ہنسائی کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔قارئین کے لئے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی یہ دورنگی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی اور قارئین بخوبی جان لیں گے کہ علمائے دیوبند بڑے چھوٹے سب ہرگز درست نہیں۔اگر فی الواقعہ ان کے نزدیک ان کے علماء کی تمام تحریریں معتبر اور حجت ہیں تو پھر انہیں یہ تسلیم کرنے میں کیا عار ہے کہ سنّی علمائے حق کا فیصلہ دیوبندی وہابی علماء

کے بارے میں ہرگز غلط نہیں۔ اس موقع پر یہ بھی ملاحظہ ہو کہ علمائے دیوبند کی کفریہ اور غلط عبارتیں لکھ کر جب کبھی دیوبندی مفتیوں سے فتوی حاصل کیا گیا اور یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ عبارت کس نے لکھی ہے؟ تو ان عبارتوں پر کفر کا فتویٰ فوراً مل گیا مگر جب ظاہر کیا گیا کہ یہ عبارت ان ہی کے بڑے دیوبندی عالم کی ہے تو پھر اپنے فتوے پر کفِ افسوس ملنے لگے۔ (☆)

ان ملّا پرست دیوبندیوں کے اس عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک حق وصداقت کی اہمیت نہیں بلکہ ان کے چند علماء کی حیثیت زیادہ اہم ہے۔

چناں چہ ملاحظہ ہو، گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ وہ لکھتے ہیں:

''جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے، ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱ / ۲ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد، دہلی، ۱۳۵۲ھ) (☆☆)

غور فرمایئے کہ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک سب شامل ہیں اور فقہا اور ائمہ اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ

(☆) علمائے دیوبند کی فتویٰ نویسی کی ایسی کچھ مثالیں ''تعارف علمائے دیوبند'' مصنفہ خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ، میں ملاحظہ فرمائیں۔

(☆☆) ادارہ اسلامیات، لاہور نے ''تالیفاتِ رشیدیہ'' کے نام سے فتاویٰ رشیدیہ مکمل مبوب کو ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ہے اور اس میں گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ شائع نہیں کیا۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس فتویٰ سے گنگوہی صاحب پر شدید اعتراض وارد ہوتا ہے اور اس اعتراض کا جواب علمائے دیوبند کے پاس نہیں ہے، لیکن علمائے دیوبند یاد رکھیں کہ نئی طباعت میں اس فتویٰ کو نکال دینے سے گنگوہی پر اعتراض ختم نہیں ہوگا۔

کسی صحابی کی تکفیر کرنے والا شخص، اہل سنت سے خارج ہے بلکہ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا کرنے والا بلاشبہ کافر ہے، مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک کسی بھی صحابی کو کافر کہنے والا، کافر تو کیا، سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ فیاللعجب ......

ثابت ہوا کہ ان ملاّ پرست دیو بندی وہابیوں کے نزدیک اپنے علماء کی جتنی قدر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی قدر نہیں ہے مگر اس کے باوجود خود کو سپاہ صحابہ کہلانا چاہتے ہیں۔

❖ قارئین شاید یہ جاننا چاہیں گے میرے لئے یہ موضوع اس قدر اہم کیوں ہے؟ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ میرا مقصد دعوت حق ہے اور طلب حق کی جستجو ہر مسلمان کو ہونی چاہیے، تاکہ اپنے عقائد و اعمال کو درست رکھا جاسکے۔

قدرے تفصیل ملاحظہ ہو۔ قارئین کرام! عرض یہ ہے کہ ہر مسلمان پر تبلیغ دین و مذہب کا فریضہ عائد ہوتا ہے مگر علوم دین سے کامل واقفیت کے بعد، یہ نہیں کہ صرف قرآن کریم کا ترجمہ خود پڑھ کر یا محض دو چار کتابوں کے مطالعے کے بعد خود کو عالم سمجھ لیا جائے۔ دیانت و اخلاص کے ساتھ محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے دین کی خدمت اور تبلیغ کے لئے نکلنے والے شخص کو ایک نماز کا ثواب احادیث نبوی سے استدلال کے مطابق ۴۹ کروڑ (۴۹۰ ملین) نماز کے برابر بتایا جاتا ہے۔ تبلیغ دین بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے، مگر یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سوائے چند بڑے بڑے صحابہ کرام کے کسی اور کو فتوٰی دینے کی اجازت نہیں تھی۔

حدیث نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام) کے مطابق یہ حکم ہے کہ تم میں سے جب کوئی دیکھے کہ اس کے سامنے شریعت و سنت کے خلاف کچھ ہو رہا ہے تو دیکھنے والے کو چاہیے کہ وہ بقدر طاقت اپنے زور بازو سے اس کو روکے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اس کے خلاف صدائے حق بلند کرے اور اگر یہ بھی دیکھنے والے کے

لئے ممکن نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں اس کو برا سمجھے مگر صرف دل سے برا سمجھنا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)۔ اس فرمان نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے مطابق ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ حسب استطاعت، دین کے مخالفوں کا سدباب کرے۔ اس موضوع پر ایک تفصیل درکار ہے، مگر خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فریضے کی ادائی کے لئے ہر مسلمان کو پہلے اپنے ایمان و یقین کی صحیح اور پوری معلومات اور ان میں استحکام و استقامت چاہیے اور اپنے عقائد و اعمال کی درستی کا خاص خیال چاہیے۔

اگر مبلّغ خود راستی پر نہیں تو اس کی تبلیغ بے سود ہو گی۔ اور یہ عام حقیقت ہے کہ موجودہ ماحول میں مبلّغ اور علماء کہلانے والے افراد (الّا ماشاء اللہ) سب نہیں مگر اکثر اپنے احوال سے غافل ہیں۔ بھلائی کی ترغیب اور برائی سے ترہیب کے لئے دانائی کے ساتھ اچھے انداز میں نصیحت کا حکم ہے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایسے علماء کی طرف سے صرف فتوے داغے جا رہے ہیں اور معاشرے کی برائیوں میں بیش تر، ایسے علماء کہلانے والے خود بھی شامل ہیں۔ تبلیغ کے نام پر دین فروشی اور ہر برائی ہو رہی ہے۔ فتوٰی صرف دوسروں کے لئے ہے، خود کو علماء کہلانے والوں نے اپنے لئے ہر شجر ممنوعہ، حلال کر لیا ہے۔

مسلم معاشرے کی خوبیوں اور خرابیوں میں علماء کا بہت حصہ ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کے پاس پانچ وقت روزانہ مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت سے لے کر نکاح و طلاق اور میت، تقریباً ہر معاملہ میں علماء کا دخل ہے۔ ان کے قول و فعل کو لوگ اپنے لئے سند اور قابل عمل سمجھتے ہیں۔ اگر علمائے دین درست رہیں اور دیانت و صداقت کے ساتھ اپنے فرائض منصبی ادا کریں، تو یقیناً وہ معاشرے کے باقی تمام افراد کے لئے بہترین نمونہ اور مثال ہوں گے اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان کے متاثرین افراد کی خرابیوں کا وبال ان پر بھی ہو گا۔ بیش تر علماء کہلانے والے لوگ ''آیاتِ قرآنی'' احادیثِ نبوی اور دلائل و براہین اپنے سامعین کو شاید صرف متاثر کرنے کے لئے سناتے ہیں۔ خود

ان کے اپنے قلب و باطن پر کچھ اثر نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ معاشرے کی ابتری برقرار رہتی ہے۔ تبلیغ دین میں عقائد و نظریات کے علاوہ عبادات، معاملات، اخلاق و کردار سب شامل ہیں۔ اور ہر سچا مبلّغ اپنی تحریر و تقریر میں ان سب کی تبلیغ کرتا ہے اور خود کو اس کا عمدہ عملی نمونہ بناتا ہے۔ مگر آج دیوبندیوں وہابیوں کی تبلیغی جماعت جو کچھ کر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کلمہ و نماز کی تلقین کو اپنا مقصد ظاہر کرنے والے، دین کی تبلیغ کے نام پر محض دشمنی اور بے جا ضد کی وجہ سے ہر سچے مسلمان کو مشرک اور بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔ یہ تبلیغی جماعت والے، سنیما ہال کے دروازے پر، ساحل سمندر پر، کیسینو (جوا خانہ) کے دروازے پر، شراب کی دکانوں پر اور برائیوں کے راستے میں کھڑے ہو کر، بھکنے بھٹکنے والوں کو راہ راست نہیں دکھاتے، یہ منشیات کا کاروبار کرنے والوں کے لئے دیوار نہیں بنتے۔ انہیں دیکھئے یہ، سنّی مساجد میں لوگوں کو صلوٰۃ وسلام سے روکتے نظر آئیں گے، فاتحہ ومیلاد کے خلاف برسر پیکار نظر آئیں گے۔ یہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے مسلمانوں کو نکال کر مسجد ضرار، (جس کا نام انہوں نے مسجد نور رکھا ہوا ہے) کی طرف لے جاتے نظر آئیں گے......

شیطان لعین نے اللہ سبحانہ سے کہا تھا کہ ''میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان (سچے مسلمانوں) کی تاک میں بیٹھوں گا۔'' یعنی ان لوگوں کو شیطان بہکائے گا جو صراط مستقیم (سیدھے راستے) پر ہوں گے کیوں کہ جو بے راہ روی کا شکار ہیں وہ تو بہکے ہی ہوئے ہیں وہ تو شیطان ہی کے طریقے اور راستے پر ہیں ان پر شیطان کو محنت کی اتنی بہت ضرورت نہیں۔ شیطان تو انہیں گمراہ کرے گا جو راہ راست پر ہوں گے۔

قارئین محترم! فیصلہ آپ پر ہے، خود ہی ملاحظہ کر لیجئے کہ یہ تبلیغی دیوبندی وہابی لوگ، آپ کو مسجدوں میں آنے والوں اور اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں جانے والوں ہی کا تعاقب کرتے نظر آتے ہیں۔ راہ راست والوں ہی کو ان نیک کاموں سے روکتے نظر آتے ہیں، جو کام، رحمت و سعادت اور رضائے الٰہی و رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا موجب ہیں۔ خود ہی کہئے کیا یہ دیوبندی وہابی تبلیغی شیطان کی پیروی نہیں

کررہے؟

یہ خادم اہل سنت، خاک پائے آل رسول، عرض گزار ہے کہ تبلیغ کی آڑ میں لوگوں کو دین سے بے بہرہ کرنے والے دیو بندی وہابی تبلیغیوں سے بچانے، ان شاطروں کی عیارانہ چالوں سے اہل ایمان کو آگاہ کرنے اور انہیں راہ حق وصداقت پر ثبات کی ترغیب دینے کی خدمت غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس بارے میں احکام و ہدایات موجود ہیں، چناں چہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ...... **ایاکم و ایاھم لا یفتنونکم ولا یضلونکم**......او **کما قال** (مشکوٰۃ) تم خود کو ان (بدعقیدہ لوگوں) سے بچاؤ اور ان سے دور رہو (تاکہ) نہ وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کریں اور نہ تمہیں گمراہ کریں۔ کیوں کہ ان سے صحبت وملاقات اور خلط ملط کا برا اثر ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ، فاسق (نافرمان) اور فاجر (بدکار) کا تذکرہ کرو۔ یعنی اس بدمذہب کے بارے میں لوگوں کو بتاؤ تاکہ لوگ اس کی دھوکا دہی اور سازشوں سے بچیں۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ رُوئے زمین کے برابر خالص سونا بھی ایمان کا بدل نہیں ہوسکتا۔ جس کے پاس معمولی مقدار میں سونا ہو، وہ اس کی حفاظت کا کس قدر اہتمام کرتا ہے تو بیش بہا ایمان کی کس قدر حفاظت کرنی چاہیے! کیوں کہ ایمان ہی ذریعہ نجات اور کامیابی کا مدار ہے۔ لہٰذا صحیح عقائد پر استقامت سے بڑھ کر کوئی شے اہم نہیں ہوسکتی، چناں چہ قرآن وسنت کے مطابق صحیح عقیدے رکھنے کی تلقین بلاشبہ غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ غیر مسلم کو مسلمان کرنا شاید اتنا دشوار نہیں، جتنا کسی مسلمان کہلانے والے کو دین کامل اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پایاں دولت سے سرشار رکھنا مشکل ہے، کیوں کہ مادہ پرستی کے اس دَور میں عالم اسلام اسی لئے ابتری کا شکار ہے کہ مسلمانوں کو نسبت نبوی میں وہ کمال حاصل نہیں رہا، جو متقدمین کو حاصل تھا۔ دیوبندی وہابی تبلیغی اور دیگر باطل گروہوں نے مسلمانوں کو جس انتشار کا شکار کیا ہے، اسی کا نتیجہ، لوگوں کی دین سے دوری وفرقہ بندی اور اس میں انتہا پسندی کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ آج بھی صرف ان ہی لوگوں کو قلبی طمانینت حاصل ہے جن کا تعلق ذات رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے پختہ ہے۔

یہ دیوبندی وہابی تبلیغی جوشیطان کے علم کو نبی پاک ﷺ کے علم سے زیادہ مانتے ہیں۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ کو بھی پہلے سے علم نہیں ہوتا، جب بندہ کوئی کام کرتا ہے تب اللہ کو علم ہوتا ہے۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے، یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ نبی ہمارے جیسا عام بشر ہے۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ جیسا یا جتنا علم غیب، رسول اللہ ﷺ کو ہے ویسا ہی علم جانوروں، پاگلوں اور بچوں کو بھی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی پیدا ہونا ممکن ہے...... (العیاذ باللہ)۔ یہ لوگ خود بارگاہ مصطفوی سے کوئی قرب نہیں رکھتے، یہ دوسروں کو کیا فیض پہنچائیں گے؟ اور ان لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہر طرح نفع و نقصان دینے والا صرف اور صرف اللہ ہے، کوئی مخلوق کسی کو کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتی، جو کسی مخلوق سے کسی نفع کی امید اگر چہ اسے باذن اللہ نافع سمجھ کر رکھے، وہ بھی مشرک ہے۔ ان سے پوچھئے جب تمہارا یہ عقیدہ ہے تو پھر تبلیغ کس لئے کرتے ہو؟ درس گاہیں کس لئے بناتے ہو؟ کتابیں کیوں چھاپتے ہو؟ تقریریں کیوں کرتے ہو؟ اجتماع کیوں کرتے ہو؟ اگر تمہارا مقصد نفع پہنچانا ہے تو یہ کام تو اللہ کا ہے اور تمہارے ہی عقیدے کے مطابق کوئی مخلوق کسی کو کوئی نفع نہیں دے سکتی، گویا خود ہی اپنے عقیدے کے خلاف کرتے ہو اور خود اپنے ہی فتوے کے مطابق مشرک ٹھہرتے ہو یا پھر اپنے آپ کو خدا بتاتے ہو۔

اس خادم اہل سنت نے اپنی کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' میں اس موضوع پر بہت کچھ عرض کیا ہے۔ زیر نظر کتاب کے مندرجات سے میری سابقہ کتاب میں درج، ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کی چالیس عبارات کی، خود انہی سے نہ صرف تصدیق ہوگی بلکہ ان دیوبندیوں وہابیوں کا صحیح روپ کچھ اور نمایاں ہوگا اور لوگ ان کے شر سے یقیناً بچیں گے۔ علمائے اہل سنت، اولیائے کرام نے لوگوں کو مسلمان کیا اور دنیا بھر میں جس قدر بھی اولیاء اللہ ہوئے وہ سب صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہوئے، کسی اور مسلک میں کوئی غوث، قطب، ابدال نہیں ہوا، یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ

صرف اہل سنت ہی اہل حق ہیں ورنہ انہیں ولایت کا انعام عطا نہ ہوتا۔ اور اہل سنت و جماعت ہی وہ انعام یافتہ طبقہ ہے جس کے راستے پر چلنے کی دعا، نماز کی ہر رکعت میں کی جاتی ہے، ان اہل حق ہی نے چہار سمت میں دین کی تبلیغ کا صحیح فریضہ انجام دیا ہے، ورنہ یہ تبلیغی وہابی دیوبندی لوگ تو سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بناتے ہیں اور خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

قارئین محترم! اس مختصر تفصیل کے بعد آپ خود ہی کہئے کیا سچے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کوئی معمولی کام ہے؟ کیا دشمن اسلام سازشوں سے اہل ایمان کو آگاہ کرنا معمولی بات ہے؟ کیا احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ضروری نہیں؟ میں سچ عرض کروں کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی بھی خوب جانتے ہیں کہ ان کے بڑے علماء نے کفریہ عبارات لکھی ہیں اور ان عبارات کا کفریہ ہونا ان کے نزدیک بھی مسلّم ہے (☆) مگر محض جھوٹی انا اور اپنے غیر مسلم آقاؤں کو خوش رکھنے کے لئے یہ لوگ، حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ حیرت وافسوس کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو راضی کرنے کا کوئی خیال نہیں۔

ایسی سوچ پر ہزار افسوس کہ ان لوگوں کو توہین و تنقیص رسالت کا کوئی غم نہیں۔ ایمان کے زیاں کی کوئی فکر نہیں، انہیں رنج و ملال ہے تو صرف اس بات کا کہ ان کے چار پانچ علماء کی کفریہ عبارات پر ان علماء کے کفر کا فتویٰ کیوں دیا گیا؟ یہ لوگ یہ کیوں

(☆) چناں چہ لاہور میں انجمن صیانۃ المسلمین اور انجمن ارشاد المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے اداروں نے اب خیانت کی یہ چال چلی ہے کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں کفریہ عبارات کے متن کو بدلنا شروع کر دیا ہے تا کہ آئندہ نسل تک پرانی کتب میں درج کفریہ عبارات نہ پہنچیں اور نئی طباعت ہی کو اصل تحریر، ظاہر و ثابت کیا جا سکے۔ حالاں کہ حقائق کو جھٹلانا اور کفر کو ایمان بنا کر پیش کرنا، دُہرا جرم ہے۔ تاہم ان کی اس حرکت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عبارات یقیناً کفریہ ہیں ورنہ ان عبارات کو تبدیل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

نہیں سوچتے کہ اگر کوئی عالم دین کسی کے کفریہ قول وفعل پر شرعی حکم جاری نہ بھی کرے (تو کیا کسی عالم دین کے شرعی حکم جاری نہ کرنے سے) کفر کیا عین اسلام ہو جائے گا؟ کفر تو ہر حال میں کفر ہے اور اللہ سبحانہ سے بڑھ کر تو کیا، اس کے برابر یا مثل بھی کوئی جاننے والا نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنے چند علماء کی کفریہ عبارتوں کی وضاحتوں اور ان عبارات کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوششوں میں اپنا ایمان بھی ضائع کرتے ہیں اور ان کفریہ عبارات کے لکھنے والے چند علماء کو حکیم الامت، قطب حق، مطاع العالم اور مجدد ملت وغیرہ کہتے نہیں تھکتے۔ حالاں کہ یہ اصول یہ بھی جانتے ہیں کہ کفر کی حمایت بھی کفر ہے اور کافر کی مدح کرنے کا مطلب اللہ سبحانہ کے قہر کو دعوت دینا ہے۔

مے بلرزد عرش از مدح شقی

یہ بھی قدرت کا کرشمہ ہے کہ انہی دیوبندی وہابی تبلیغیوں کی کتابوں سے اہم اہل سنت و جماعت کے عقائد واعمال کا صحیح اور جائز ہونا ثابت ہے اور جن باتوں پر یہ ہمیں مشرک و بدعتی کہتے ہیں، وہی سب کام یہ خود بھی کرتے ہیں مگر شرک و بدعت کا فتویٰ انہوں نے صرف ہمارے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ حالاں کہ اس طرح یہ دُہرے مجرم بنتے ہیں۔ ایک تو صحیح کام کو غلط کہنے کے مجرم اور دوسرا اس کام کو غلط کہہ کر خود اس کام کو کرنے کے مجرم۔ یہ ان کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ہمیں ایسے لوگوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس خادم اہل سنت کی تمام سنّیوں سے گزارش ہے کہ ایمان کے ان تمام لٹیروں سے خبردار رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے حقائق سے پوری طرح آگہی حاصل کریں۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت پر مستحکم اور مستقم رہیں۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس نعلین شریف کے صدقے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے، آمین

❖ آئندہ صفحات میں ایک کالم میں دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی گستاخانہ وکفریہ اور دیگر عبارات کے اصل الفاظ نقل کئے جا رہے ہیں۔ ہر عبارت کے ساتھ کتاب اور اس کے مصنف کا نام اور کتاب کا صفحہ نمبر بھی ہے اور دوسرے کالم میں دیوبندی وہابی تبلیغی علماء ہی کا فتویٰ (☆) نقل کیا رہا ہے، جس کے مطابق وہ عبارت خود علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفر و شرک اور غلط ہے۔ گویا انہی کی جوتی انہی کے سر، ان کے مونھ پر انہی کا تھپڑ......

(☆) فتویٰ کے معنی ''شرعی فیصلہ یا شرعی حکم'' کے بتائے گئے ہیں اور کسی عبارت پر فتویٰ دینے اور لکھنے والا ''مفتی'' کہلاتا ہے اور وہ اپنے عقائد و نظریات کے مطابق فتویٰ لکھتا ہے۔ علمائے دیوبند کی عبارات اور ان عبارات پر فتوے بھی علمائے دیوبندی ہی کی معتبر اور معتمد کتابوں سے ہیں یہ اپنی عبارات اور تحریروں کو ہرگز جھٹلا نہیں سکتے، یہ خود فیصلہ کریں کہ ان کی عبارتیں اور فتوے خود ان کی تکذیب اور رسوائی کا باعث ہیں یا نہیں؟

علمائے دیوبند کی عبارات

O

☆ ''صاحبو! محمد ابن عبد الوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چوں کہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا......سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے......محمد ابن عبد الوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار، مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا، ان کے اموال کو ان سے چھین لینا، حلال اور جائز بلکہ واجب ہے......(ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کا گروہ) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وحضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو بدعت حرام لکھتا ہے......بعض ان میں کے سفر زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجے کو پہنچاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے فتوے

O

☆ ''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں، اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔''

(لطائف رشیدیہ، ص ۲۲، مصنفہ جناب رشید احمد گنگوہی۔ الشہاب الثاقب، ص ۵۷ مصنفہ جناب حسین احمد مدنی)

☆شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و السلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں...... ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات نا جائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر، کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے...... وہابیہ کہ تمام (مسلمانوں) کو ادنیٰ شبہ خیال سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اموال و دماء کو حلال جانتے ہیں...... بارگاہ نبوت میں عقیدت و محبت کے اشعار وغیرہ پر مبنی کلام و گفتگو کو وہابیہ خبثاء معاذ اللہ، بددینی و شرک

☆"جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی ہوتا تھا، ان کو بھی (جناب گنگوہی نے) باعث ایذاء جناب رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا...... اور فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اور مقدور ہوا گر (کفر بکنے والا) باز نہ آوے (تو اسے) قتل کرنا چاہیے کہ (وہ) موذی و گستاخ شان جناب کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسول امین ﷺ کا ہے۔"

(الشہاب الثاقب، ص ۵۰، مصنفہ حسین احمد مدنی۔ لطائف رشیدیہ، ص ۲۲، تالیفات رشیدیہ، ص ۴۳، ۴۷، ص ۶۸۸ مصنفہ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۷ء)

خیال کرتے ہیں...... تبرکات کا ادب و تعظیم، وہابیہ کے نزدیک شرک وکفراور حرام ہے...... اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا وہابیہ کا معمول ہے...... وہابی، مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات میں مشرک اور کافر قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے مال اور خون کو مباح جانتے ہیں اور جانتے تھے...... وہابیہ، بارگاہ نبوت میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے رہتے ہیں...... وہابیوں کے عقیدہ و عمل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا حرام ہے چناں چہ ان کے رسائل اور تحریریں موجود ہیں۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۵۱، ۵۲، ۵۴، ۶۳۔ نقش حیات، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی، ص ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶، ۴۳۲، تصانیف جناب حسین احمد مدنی، صدر مدرس، مدرسہ دیوبند)

☆ ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ

☆ ''(جو) دعوائے اسلام و ایمان اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو (گستاخی کرتا ہو) اورضروریات دین کا انکار کرے، وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے، کافر ہے۔'' (اشد العذاب، ص ۵ مصنفہ جناب مرتضٰی حسن دربھنگی، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

جاتے ہیں۔''

(تحذیر الناس، ص ۵، از جناب محمد قاسم نانوتوی، کتب خانہ مطبع قاسمی، دیوبند)

☆ ''جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمین دار، سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۶۱)

☆ ''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۴)

☆ ''ہر مخلوق بڑا (نبی) ہو یا چھوٹا (غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۱۴)

☆ ''یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اس کو چاہیے''۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

☆ ''اولیاء و انبیاء، امام و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی

☆ ''تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی و توہین، بے ادبی اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس (گستاخ رسول) کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے...... کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے، قصد و نیت اور قرآئن حال پر نہیں...... علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ بھی ہو۔''

(اکفار الملحدین، ص ۶۴، ۹۱، ۱۰۸، از جناب انور شاہ کشمیری، صدر مدرس دیو بند، مطبوعہ دارالکتب علمیہ، اکوڑا خٹک، پشاور ۱۹۸۴ء)

☆ ''جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔''

(المہند، ص ۲۳، از علمائے دیو بند، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

ہوئے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۸)

☆ ''اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۵)

☆ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔'' (تقویۃ الایمان ص ۵۶)

(تقویۃ الایمان، مصنفہ جناب اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، صدر بازار، دہلی)

☆ ''اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے

☆ ''اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔'' (افاضات یومیہ، ص ۲۳۴ ج ۷، از جناب اشرفعلی تھانوی مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون، ۱۹۴۱ء)

☆ ''تقویۃ الایمان (مصنفہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی) میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا...... یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے (جو اسماعیل دہلوی نے ان الفاظ میں کی)......تقویۃ الایمان کے ان الفاظ کا استعمال بھی نہ کیا جاوے گا۔'' (☆)

(☆) (قارئین کے علم میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ علمائے دیوبند کی جانب سے ''تقویۃ الایمان'' کی اشاعت اور مفت تقسیم مسلسل جاری ہے۔ ''بے ادبی اور گستاخی'' تسلیم کرنے کے باوجود اس کتاب کی اشاعت و تبلیغ یہی ظاہر کرتی ہے کہ موجود وہابی تبلیغی ''بے ادبی اور گستاخی'' میں شریک ہیں، چناں چہ کفریہ اور گستاخانہ عبارات کو دُہرانا اور ان کی اشاعت وغیرہ کے بارے میں دیوبندیوں ہی کے امام گنگوہی صاحب کا فتویٰ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق کفریہ عبارات پر تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے اور تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ہی گنگوہی کے فتوے سے بے ادب، گستاخ اور بے دین قرار پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں تقویۃ الایمان کے خلاف قول و فعل بھی دیوبندیوں وہابیوں میں عام ہے اور اسی طرح وہ وہ اپنے ہی امام اسمٰعیل دہلوی، کے مطابق کافر و مشرک اور بدعتی وغیرہ قرار پاتے ہیں)

دیوبندیوں وہابیوں کے امام و سرخیل جناب اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے بارے میں اسمٰعیل دہلوی نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں تشدد کیا ہے اور نامناسب الفاظ استعمال کئے ہیں اور شرک خفی کو شرک جلی لکھا ہے۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۷۳) اور دیوبندیوں وہابیوں ہی کے ''ماوائے جہاں، دست گیر درماندگاں، مطاع الکل، غوث اعظم'' جناب رشید احمد گنگوہی علیہ ماعلیہ فرماتے ہیں۔

''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال (بقیہ برصفحہ آئندہ)

کے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے...... اس پر طعن کرنا قرآن و حدیث پر طعن ہے اور اس کے خلاف کہنا نص کی مخالفت ہے۔'' (براہین قاطعہ، ص ۳، از جناب خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ جناب رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

(فتاویٰ امدادیہ، ص۱۱۹، ج ۴، از تھانوی، مطبوعہ در مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۴۶ء)

☆☆☆☆☆

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

اس (کتاب تقویۃ الایمان) کے بالکل کتاب اللہ (قرآن) اور احادیث سے ہیں۔ اس (کتاب تقویۃ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے'' (فتاوی رشیدہ ص ۱) گنگوہی صاحب مزید فرماتے ہیں: ''وہ (اسمٰعیل دہلوی) قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے''...... ''جو شخص یہ (قبر کے طواف کا) عمل کرے اس کو کافر کہنا اور دائرہ اسلام سے خارج کرنا، بہت ہی برا اور غیر پسندیدہ کام ہے اور اسی طرح کافر بنانے والے کو کافر بنانا بہت ہی برا ہے''۔ (ص ۸۵، ۸۸، تالیفات رشیدیہ) اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ تقویۃ الایمان کتاب میں (مصنفہ اسمٰعیل دہلوی) کے الفاظ میں انبیاء و اولیاء کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ معلوم ہوا کہ بے ادب اور گستاخ لوگ، دیوبندیوں کے امام کے مطابق، مقبول، مخلص ولی اور قطعی جنتی ہیں، اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ نبی کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں اور گنگوہی صاحب فرماتے ہیں نبی کو اپنے انجام سے بے خبر کہنے والا، اسمٰعیل دہلوی قطعی جنتی ہے۔ تمام دیوبندی وہابی یہ فیصلہ کریں کہ ان تینوں میں کون درست ہے؟ یا مان لیں کہ یہ تینوں ہی غلط ہیں۔

(بوجہ بنی آدم ہونے کے علمائے دیوبند کو نمرود، فرعون، ہامان، کرشن، رام چندر، گاندھی، مرزا قادیانی کا بھائی کہا جائے تو ہرگز نص (قرآن و حدیث) کے خلاف نہیں ہوگا، ایسا کہنے والے پر طعن کرنا، درست نہیں ہوگا، خود ان کے اپنے فتویٰ کے مطابق بالکل ٹھیک ہوگا۔)

☆☆☆☆☆

عبارات	فتوے
۲	۲
O	O
☆ جناب حاجی امداد اللہ مہاجر کو مکی کو بڑے بڑے علمائے دیوبند اپنا پیرو مرشد کہتے ہیں۔(☆) اکابر علمائے دیو بند نے اپنے ان پیر صاحب کی شان نہایت مبالغہ سے بیان کی ہے، انہیں	''اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور

(☆) دیوبندیوں وہابیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے علمائے دیوبند کی کفریہ اور گستاخانہ عبارات سے آگہی کے بعد، اپنے ان مریدوں کو ناخلف قرار دیا اور اہل سنت و جماعت کے مطابق خود اپنے صحیح عقائد کو برملا بیان کیا۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ علمائے دیوبند نہ تو حضرت حاجی امداد اللہ کے مرید رہے نہ ہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پیروکار ہیں کیوں کہ علمائے دیوبند کی تحریریں حضرت شاہ ولی اللہ کی ان تحریروں سے بھی کوئی مطابقت نہیں رکھتیں جو خود دیوبندیوں ہی نے شائع کی ہیں لہٰذا ان کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ علمائے دیوبند دراصل حضرت شاہ ولی اللہ کے پیروکار ہیں۔ (کوکب غفرلہ)

’’امیر المومنین، غوث الکاملین، منبع برکات قدسیہ، معدن معارف الٰہیہ مظہر فیوضات مرضیہ، دنیا و آخرت میں وسیلہ، علیِ وقت وغیرہ لکھنے کے باوجود حاجی امداد اللہ کی توصیف سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے۔‘‘

وہی حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیرومرشد مولانا نور محمد صاحب کی وفات کے بعد ان کو امداد کے لئے اس طرح پکارتے ہیں ۔

’’تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار، مدد، امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا‘‘

(شمائم امدادیہ، ص ۸۳ و امداد المشتاق ص ۱۱۶، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، از تھانوی)

☆ مدرسہ دیوبند کے بانی کہلانے والے جناب محمد قاسم نانوتوی کی پکار ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

’’مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
مگر کرے روح القدس میری مددگاری
تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار

حاجت برآئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں...... سو وہ شرک میں گرفتار ہیں...... تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانئے اور اس کو پکاریئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے...... اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا...... مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان (مخلوق) کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان (مشرکین عرب) کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو، ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے...... اور اس بات میں اولیا و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا، و مشرک ہو جائے گا، خواہ انبیا و اولیاء سے کرے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے...... یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں (نبیوں ولیوں) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے

جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار
مربیّ مہ و خور ذرے تیرے کوچہ کے
معلم الملکوت آپ کا سگ دربار"
دیوبندیوں وہابیوں کے یہی "قاسم العلوم و الخیرات" اور "حجتہ اللہ علی الارض" کہلانے والے نانوتوی صاحب مزید فرماتے ہیں۔
"ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا "یا نبی اللہ" کیا مرے پہ پکار
یہ سن کر آپ شفیع گناہ گاراں ہیں
کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بڑے "شخص" (اللہ) کا مرتبہ ایسے ناکارے (نبی ولی) لوگوں کو ثابت کیجئے"۔ (تقویۃ الایمان ص ۵،۶، ۷، ۸، ۲۹، مصنفہ جناب اسماعیل دہلوی بالاکوٹی)

☆ اولیاء وانبیاء کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے...... جو بشر کی سی تعریف ہو، سو ہی کرو، سو ان میں بھی اختصار ہی کرو" (تقویۃ الایمان، ص ۵۸، ۶۱ از اسمٰعیل دہلوی) (☆)

☆ "کوئی کسی کے لئے "حاجت روا و مشکل کشا و دست گیر" کس طرح ہو سکتا ہے، ایسے عقائد والے لوگ "پکے کافر" ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے "عقائد باطلہ" پر مطلع ہو کہ جو انہیں "کافر مشرک" نہ کہے وہ بھی ویسا "کافر" ہے"۔ (جواہر القرآن، ص ۱۴۷،

(☆) جناب اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ نبی کی تعریف بھی بشر کی سی کرو اور اس میں بھی اختصار کرو اور گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ قبلہ و کعبہ کے القاب بھی کسی کے لئے لکھنا درست نہیں مکروہ تحریمہ ہیں اور تمام علمائے دیوبند نے اپنے ان مذکورہ بڑوں اور ملاؤں کے لئے اپنی تحریروں میں جو القاب و آداب نہایت بے خوفی سے لکھے اور کہے ہیں، وہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا قول و فعل ہرگز یکساں نہیں بلکہ منافقت ان کا شیوہ شعار ہے۔

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار
گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کیے میں نے
تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار
لگے ہے تیرے سگ کو گو میرے نام سے عیب
پر تیرے نام کا لگنا مجھے ہے عزو وقار
رجاو خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ
جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہوئے بیڑا پار
تیرے بھروسہ پہ رکھتا ہے غرہ طاعت
گناہ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار''
(قصائد قاسمی، ص ۵، ۶، ۷، مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

☆ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی فریاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں ؎

''اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجے مجھے
یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے''
(نالہ امداد غریب، ص ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند)

☆ دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے ''مجدد، دینی آقا، طبیب امت اور حکیم الامت'' اشرفعلی صاحب تھانوی کی پکار از غلام خاں مطبوعہ دار العلوم تعلیم القرآن، راولپنڈی)

ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

"یاشفیع العباد خُذ بیَدی
انت فی الاضطرار مُعمتدی
لیس لی ملجاء سواک اغث
مسنّی الضّر سیّدی سنَدی
یا رسول اللہ بَابک لِی
من غمام الغموم ملتحدی
لیتنی کنت ترب طیبتکم
فالتثمت النعال ذاک قدی

(اے بندوں کی (سفارش) شفاعت کرنے والے میری دست گیری فرمائیے آپ ہر مشکل میں میری آخری امید اور سہارا ہیں۔ آپ کے سوا مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ میرے سردار، میرے آقا، میری فریاد سنئے، میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ میں ہوں بس اور آپ کا در، یا رسول ابرغم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی۔"

(نشر الطیب، ص ۱۶۴، تھانوی مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند)

☆ وہابیوں، دیوبندیوں کے "شیخ الہند" جناب محمود الحسن کی تمام حاجتیں

☆ "تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے حبل من مسد سب کی اس پہ لعنت و پھٹکار ہے"

فرماتے ہیں: "مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منت ماننا کفار کی راہ ہے۔"

(تذکیر الاخوان، ص ۸۳ ص ۲۶۲، از شاہ اسماعیل دہلوی، مطبوعہ ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی)

دیو بندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب سے وابستہ تھیں، وہ فرماتے ہیں ۔

''حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی''

''غوث'' کے معنی ''فریادرس'' ہیں، چناں چہ محمود الحسن صاحب اپنے گنگوہی صاحب کو صرف غوث نہیں بلکہ ''غوث اعظم'' قرار دیتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

''جنید و شبلی ثانی، ابو مسعود انصاری
رشید ملت و دین، غوث اعظم قطب ربانی''

(گنگوہی صاحب کو محمود الحسن صاحب نے یہی نہیں بلکہ ''مربی خلائق، مسیحائے زماں، قسیم فیض یزداں، بانی اسلام کا ثانی، میزبان خلق، محی الدین جیلانی، سرچشمہ احسان، لاثانی، قبلہ و کعبہ دینی وایمانی، نور مجسم'' اور جانے کیا کیا کہا ہے (☆) اور اپنے کلیات میں گنگوہی ونانوتوی کے لئے فرماتے ہیں ۔

مرے ہادی مرے مرشد مرے ماویٰ ملجا

☆ ''کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو اچھا جاننا، کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا...... کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا، ان کو عیب لگانا...... کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی، اولاد مانگنا...... کسی کے نام کی منت ماننا...... کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا...... کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لئے کافی سمجھنا...... حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا...... اس قسم کی اور بہت سی باتیں (سب کفر وشرک اور بری) ہیں۔'' (بہشتی زیور، ص ۳۷، ۳۸، از تھانوی)

(☆) ''اگر ہمہ تن زبان بن جاؤں تب بھی اس ستودہ صفات ذات (گنگوہی) کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتا'' (تذکرہ الرشید، ص ۳ ج ۲)

مرے آقا مرے مولیٰ مرے سلطاں دونوں
راشد و قاسم خیرات و رشید و مرشد
قبلہ دین ہیں اور کعبہ ایماں دونوں"
(مرثیہ، مطبوعہ راشد کمپنی، دیوبند) (☆)

☆ان ہی گنگوہی صاحب کی مزید "خصوصیات" کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔ "امام ربانی (گنگوہی) کے "تصرفات" باطنیہ ایسے قوی ظاہر ہوئے کہ ان کی کُنہ کا ادراک دشوار ہے اور چوں کہ اس میں زیادہ دخل "متوسل" کی مناسبت و تعلق مودت کو ہے اس لئے آپ کی "قوت قدسیہ" کے سامنے "قریب و بعید اور حاضر و غائب" اس "انتفاع" میں یکساں تھے...... جب تک قلب کی پوری اصلاح نہیں ہوگئی اس وقت تک حضرت نے بیعت بھی نہیں فرمایا اور بیعت کے بعد تو حضرت کے "تصرفات" نے جو کچھ کیا وہ بیان کے قابل نہیں......
دل میں درد آخرت کا پیدا ہو جانا جو ادراک باطنی کا پیش خیمہ ہے آپ کے

☆"دیوبندیوں کے "بے مثل و بے نظیر، مستجمع الصفات، سرتاپا کمال، مدار رشد و ہدایت (گنگوہی)" فرماتے ہیں۔

"قبلہ و کعبہ، قبلۂ حاجات، قبلۂ دینی و دنیوی وغیرہ ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمہ ہیں"۔
(تذکرۃ الرشید، ص ۱۳۷، ج اول، مطبوعہ بلالی سٹیم، ساڈھورہ)

"قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے۔"
(ص ۴۶۴، تالیفات رشیدیہ)

(☆) مرثیہ کے مزید اشعار اور ان کی شرح میرے والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی کتاب "تعارف علمائے دیوبند" میں ملاحظہ فرمائیں۔ کوکب غفرلہ

''تصرفات'' میں وہ معمولی ''تصرف'' ہے جس سے میرے خیال میں آپ کا ایک متوسل بھی، خالی نہیں...... راہ روندگان راہ حق کی ایک (گنگوہی کے) دامن کے ظل عاطفت میں وہ وہ ''مشکل کشائی اور حاجت روائی'' ہوئی کہ بال بال اور رواں رواں شکر یہ ادا کرے تو ادا نہیں ہوسکتا...... حضرت امام ربانی (گنگوہی) کا ہر خادم آپ کے ''فیضان'' کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لئے ہوئے ہیں اور ہر شخص پر آپ کے ''تصرفات'' کا اثر کبھی نہ کبھی لابد ہوا ہے...... آپ (گنگوہی) کا ''وجود باوجود ظاہراً و باطناً'' اس زمانہ میں عالم کے لئے ''رحمت خداوندی'' تھا کہ اپنی استعداد کے موافق سب ہی آپ کے فیضان سے ''مستفید'' ہوئے...... آپ (گنگوہی) دنیا سے تشریف لے گئے مگر ''آپ کے تصرفات'' عالم میں اپنا کام برابر کر رہے ہیں...... حضرت (گنگوہی) کا مریدین کی جانب متوجہ ہوکر استفراغ کرنا مریدین کے مفاسد باطنیہ کا وہ اخراج ہے جس کو ''توجہ اور تصرف'' سے تعلق ہے...... حضرت (گنگوہی) ''مرجع عالم'' تھے صغار و کبار اپنے اپنے

☆ ''جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں ''تصرف'' ثابت کرے...... اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے''۔

(تقویۃ الایمان ص ۲۷)

’’حاجات ظاہری و باطنی‘‘ آپ کی خدمت
میں پیش کرتے تھے...... اور تصرفات کا
دارومدار چوں کہ ’’متصرف شیخ‘‘ کے قلب
کی قوت اور ’’روحانی طاقت‘‘ پر ہے اس
لئے بعض اہل اللہ کے ’’تصرفات‘‘ اس
درجہ بڑھ گئے ہیں کہ جو افہام اس مضمون
سے بالکل بے بہرہ ہیں ان کو یقین بھی آنا
محال ہے اور بات بھی درست ہے جو شخص
حواس خمسہ کے علاوہ اس اندرونی چھٹے حاسہ
سے آگاہ ہی نہیں وہ اس کے تصرفات کو کیا
جانے اور سنے تو کیوں کر یقین کرے......
غیر معتقدین پر ’’تصرف‘‘ کرنے کی قوت
حق تعالیٰ نے اسی مقدس گروہ کو عطا فرمائی
ہے...... اہل اللہ کی قوتوں اور تصرفات کا
اثر امور طبیعیہ پر بھی پڑتا ہے...... ’’آپ
(گنگوہی) کے باطنی تصرف اور قلبی توجہ
کے سامنے کشف کونی و زمانی کا ایسا مرتبہ
نہیں جس کو لذت کے ساتھ بیان کیا
جائے...... سرتاپا آپ (گنگوہی) کا
’’وجودِ باجود مستقل طور پر‘‘ راہبر اور رہ نما
تھا...... (گنگوہی اپنے) باطنی تصرف و
توجہ سے خدام کی معاونت فرمایا کرتے

تھے۔"

(تذکرہ الرشید، ج ۲، باب تزکیہ وتصرفات ص ۱۳۲ تا ۱۵۱،ص ۳۱۱، ۲۳، ۲۲۳، ۲۳۰، ۱۲۵، از جناب عاشق الٰہی میرٹھی، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

☆ "(جناب محمد قاسم نانوتوی) کلیر شریف تشریف لے جاتے تو رڑکی سے پیدل، ننگے پاؤں ہو لیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر دیتے تھے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گزارتے تھے"۔ (سوانح قاسمی، ص ۳۰، ج ۲، از مناظر احسن گیلانی، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

☆"مکمل شاہ صاحب کے مزار کے پاس ایک دفعہ حکیم (ضیاء الدین) صاحب نے دیکھا کہ محمد قاسم نانوتوی تشریف فرما ہیں۔ حکیم صاحب بھی مزار کے قریب پہنچے اور بے خیالی میں ان کا پاؤں مزار شریف سے چھو گیا، حکیم صاحب کا بیان ہے کہ حضرت والا (نانوتوی) کو دیکھا کہ بے ساختہ دونوں ہاتھوں سے میرے پاؤں کو پکڑے ہوئے مزار سے الگ کر رہے ہیں۔" (ص ۳۰،

ج ۲،سوانح قاسمی)

☆ جو استعانت و استمداد بالمخلوق باعتقاد علم و قدرت مستقل مستمد منہ ہو، شرک ہے...... اور جو باعتقادعلم و قدرت غیر مستقل ہواور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو، جائز ہےخواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت، اور جو استمداد بلا اعتقادعلم وقدرۃ ہو، نہ مستقل نہ غیر مستقل، پس اگرطریق استمدادمفید ہوتب بھی جائز ہے" (فتاویٰ امدادیہ،ص ۹۹، ۱۰۰، ج ۴،مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱۳۴۶ھ ازاشرفعلی تھانوی)

☆ "ہاں اگرکسی مقبول بندہ کومحض واسطہ رحمت الٰہی اورغیر مستقل سمجھ کراستعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔"
(حاشیہ قرآن،ص ۱۲ازشبیراحمدعثمانی)

☆ "حق تعالیٰ کی طرف سے جب رحمت ومغفرت کی ہوائیں چلتی ہیں، تو مقصود وہی بزرگ (اللہ والے) ہوتے ہیں،مگرحسب قربِ وبُعد پہنچتی ہیں، سب آس پاس والوں کوبھی...... بزرگوں کے جوار (پڑوس) اورقرب مکانی کا کوئی فائدہ اگر نہ ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ

"کسی پیر پیغمبرکو...... یاکسی سچی قبرکو...... یا کسی کے تھان کو، یاکسی کے چلہ کوکسی کے مکان کو یاکسی کےتبرک کو یانشان کو...... یا ہاتھ باندھ کرکھڑا ہووے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے...... یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے...... رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے، ان کی قبرکو بوسہ دیوے...... ہاتھ باندھ کرالتجا کرے، مراد مانگے...... وہاں کے گردوپیش کے جنگل کاادب کرے اوراسی قسم کی باتیں کرے،سواس پرشرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۱۰)

تعالیٰ عنہ روضہ پاک میں دفن ہونے کی آرزو کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی آرزو کیوں قرار دیتے......اللہ والے لوگ ایسی قوم کے لوگ ہیں، جن کا ہم نشیں ناکام نہیں ہوسکتا...... بزرگوں کے قریب دفن ہونا مردے کے لئے فائدہ بخش ہے۔"

(سوانح قاسمی، ص ۳۵ ج ۲)

☆ "جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے، اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے......توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا، اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے......غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جب کہ اس (غیر نبی) کو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا......توسل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا۔" (نشر الطیب، ص ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰۔ از تھانوی، مطبوعہ دیوبند)

☆ "سید (محمد عابد) صاحب (دارالعلوم دیوبند کے اصلی بانی) کے دیگر ظاہری و باطنی کمالات کے ساتھ ساتھ ان میں ادنی تعویذ و گنڈہ ہے جس کے سبب اہل دیوبند اور نواح دیوبند کے

"سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دُہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے...... اور (یوں سمجھے کہ) جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے، سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے......خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام و امام زادہ سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے (عطا) سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

(تقویۃ الایمان، ص ۹، از شاہ اسماعیل دہلوی بالا کوٹی)

ہر قسم کے دکھ درد و دلدر دور ہوتے ہیں''......

آپ (سید محمد عابد) کی ذات فیض آیات سے خلائق کو بہت طرح کا نفع حاصل ہے۔'' (سوانح قاسمی، ص۲۳۹، ۲۴۰، ج۲)

☆ ''غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویرا کے تبرک ہونے اور اس کی تقبیل تبرک کے جواز میں تو کوئی کلام نہیں، اگر بوسہ دینے میں صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور کسی کو ایذا بھی نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں موجب ثواب و برکت ہے۔'' (فتاویٰ امدادیہ، ص۵۷، ج۴، از تھانوی)

☆ ''حضرت مولانا گنگوہی نے خود مجھ سے بیان فرمایا کہ جب میں ابتداءً گنگوہ کی خانقاہ میں آکر مقیم ہوا ہوں تو خانقاہ میں بول و براز نہ کرتا تھا بلکہ باہر جنگل جاتا تھا کہ شیخ کی جگہ ہے، حتی کہ لیٹنے اور جوتے پہن کر چلنے پھرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔''

(آپ بیتی، ص ۹۲۰ از شیخ محمد زکریا، مطبوعہ مکتبہ شیخ زکریا، سہارن پور۔ ارواح ثلاثہ، ص ۲۶۴ از تھانوی مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

☆ ''میں (زکریا) نے عرض کیا کہ حضرت آپ دونوں (حسین احمد مدنی و

عبد القادر رائے پوری) کی جوتیوں کی خاک اپنے سر ڈالنا باعث نجات اور فخر اور موجب عزت سمجھتا ہوں۔'' (آپ بیتی، ص ۳۸۹، از شیخ محمد زکریا)

☆ ''والد صاحب کے حجرہ سے زینہ میں آنے کے لئے حضرت کے حجرہ کی چھت پر کو آنا پڑتا تھا تو میں بجائے اس چھت کے برابر کی منڈیر پر کو ہمیشہ گزرتا تھا، تھی تو ریا کاری اس لئے کہ حقیقی ادب تو اب تک بھی نصیب نہیں ہوا۔'' (آپ بیتی، ص ۹۳، از محمد زکریا کاندھلوی)

☆ ''ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑا بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا (محمد یعقوب) کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔'' (آپ بیتی، ص ۹۸۲۔ ارواح ثلاثہ، ص ۲۹۵)

☆ حسین احمد مدنی کے والد حبیب اللہ فرماتے ہیں:

''اے بہار باغ رضواں کوئے تو
بلبل سدرہ اسیر موئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سویت حبیب
اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو''

''زن وفرزند میں خود بھی دل وجاں بھی سبھی تجھ پر
تصدق یا نبی اللہ تو محبوب یگانہ ہے''
(نقش حیات، ص ۴۷، ۴۸، ج ۱، از حسین احمد
مدنی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

☆ ''مردوں کا زندہ کرنا، اکمہ و ابرص
(اندھے و برص والے) وغیرہ مریضوں کا
صحت یاب ہونا، غیب کی خبریں بتانا یہ
حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے کھلے
معجزے ہیں''۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۷)

☆ ''(محمد قاسم نانوتوی صاحب) سماع
اولیاء اللہ کے قائل تھے...... (قاری محمد
طیب کہتے ہیں کہ) ہمارا اور ہمارے
بزرگوں کا یہی مسلک ہے کہ سماع موتی
ثابت ہے۔'' (سوانح قاسمی ص ۲۹، ۳۳)

☆ ''(تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس
صاحب نے) فرمایا کہ حضرت! میری نفلوں
(نفل نمازوں) سے تو آپ (عبدالقادر
رائے پوری) کے پاس بیٹھنا زیادہ افضل
ہے۔'' (سوانح عبد القادر رائے پوری، ص ۳۱۰
مصنفہ ابوالحسن ندوی مطبوعہ لکھنؤ)

☆ اکابر علمائے دیوبند اوران کے پیروانِ
کارکا روز کا وظیفہ ملاحظہ ہو

''کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادئ عالم علی مشکل کشا کے واسطے''
(تعلیم الدین، ص ۱۳۴، از تھانوی۔ سلاسل طیبہ، ص ۱۴، از حسین احمد مدنی مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

☆ ''چوں کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت امام ربانی (گنگوہی) کو اپنی پریشان حال و مصیبت زدہ مخلوق کے لئے ''پشت پناہ'' بنا کر بھیجا تھا ''غوثیت'' کا خلعت فاخرہ آپ کے زیب تن کیا گیا تھا اس لئے مضطرب و بے چین ہو جانے والے آفت رسیدہ لوگوں اور مایوس و ناامید بن جانے والے بیماروں اور فکرمندوں کی بھی ''دست گیری'' فرمایا کرتے تھے...... آپ (گنگوہی) کی دعا دینے والی وہ زبان جس کی حفاظت حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہوتی تھی آپ کی ''ولایت وغوثیت'' کا ہر وقت ثبوت دیتی تھی اور آپ کا ''ظل عاطفت و توسل'' جس کے ذریعہ سے ہزار ہا انسان کی ''حاجات براری'' ہوئی۔''

(تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۹۲، ۳۰۵)

☆ نانوتہ اور گنگوہ کو گنگوہی و نانوتوی کی نسبت سے کیا سمجھا جاتا ہے؟ یہ بھی

ملاحظہ ہو:

''بن گئے ان کے تصدق سے مقام محمود
کیوں نہ نانوتہ وگنگوہ ہوں نازاں دونوں''

کعبۃ اللہ میں جا کر بھی گنگوہ کو یاد کرنا فضیلت رکھتا ہے؟ ملاحظہ ہو:

''پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی''

(کلیات شیخ الہند، ازمحمود حسن دیوبندی مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، لاہور)

☆ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بیٹھنے کی جگہ (حجرے) کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''غدر (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء) کے زمانے میں اس سہ دری میں آگ لگا دی گئی تھی۔ اس حجرے کا دراور کواڑ پر اب تک جلے ہوئے کا اثر ہے۔ یہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے ہی کے ہیں، لوگوں نے مجھ (تھانوی) سے کہا بھی کہ ان کو نکلوا دو، میں (تھانوی) نے کہا کہ نہ بھائی، اس کو میں نہ نکلواؤں گا اور یہ اس خیال سے کہ ان کو حضرت کا ہاتھ بھی لگا ہوگا اور کبھی اس چوکھٹ کو سر بھی لگا ہو گا...... ایک مولوی صاحب نے (تھانوی

سے) عرض کیا جس جگہ بزرگ رہتے ہیں، اس جگہ میں ایک خاص برکت اور نور ہوتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا: میں نے خود حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ سنا ہے، فرمایا کرتے تھے، جائے بزرگان بجائے بزرگاں، واقعی برکت ضرور ہوتی ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب حج کو تشریف لے گئے تھے، ان کی جگہ بیٹھ کر ذکر کرتا ہوں تو زیادہ انوار و برکات محسوس ہوتے ہیں، اور جگہ میں یہ بات نصیب نہیں ہوتی، یہ تو مشاہدہ ہے۔''

(قصص الاکابر، ص ۱۱۴، از تھانوی مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، لاہور)

''یہی میرا ناز و نیاز ہے کہ اسیر زلف رشید ہوں
اسی سلسلے کا مرید ہوں مرا اس پر دار و مدار ہے''

(تالیفات رشیدیہ، ص ۱۴، از کلام نفیس الحسینی)

☆ ''عقل نے سمجھایا کہ اس دیو بندی اشکال کا حل بھی، ان ہی تھانوی ''مشکل کشا'' سے کرائیے''۔

''اور جو اہل حاجت تعویذ و نقش کے

طالب ہوکر آتے، ان کی حاجت روائی بھی کرتے جاتے۔'' (حکیم الامت، ص۳۶، ۹۴ مصنفہ عبدالماجد دریابادی)

☆ دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے وہ ''دینی آقا (دیو بندیوں کے نزدیک) جن کے دو پاؤں دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔'' جناب اشرفعلی تھانوی کی وہ تحریر جو بقول عاشق الٰہی میرٹھی ''قیامت کے ہول ناک دن میں مغفرت کی دستاویز اور قلبی سلامتی و ایمان کی مہری سند بنا کر **علی رؤس الاشهاد** تھانوی کے ہاتھ میں دی جائے گی'' ملاحظہ ہو (☆)

☆ (ترجمہ): **اللہ** کے لئے ہے سب تعریف اور سلام اس کے افضل و اعلیٰ پیغمبر پر۔ اس کے بعد از بندہ ذلیل بخدمت ''مخدوم ومطاع جلیل۔''

(☆) بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله تعالىٰ۔ والسلام علىٰ رسوله الا فضل الا علىٰ۔ اما بعد من العبد الذليل الى المخدوم المطاع الجليل۔ السلام عليكم و رحمة الله۔ واليكم۔ يشتاق قلبى الا واه وبعد فقدا جتمعت فى هذا لا يام بالمولوى منور على فقال ان حضرة مولانا ساخطون عليک لاختيارک طريق بعض اقاربک الذى يغائر طريقهم فعليک ان تعتذر اليهم و ترضيهم فتوجعت بهذا الخبر تو جعا فظيعا و تالمت تالما و جيعا لكن مالمت الا نفسى وما رأيت شيئًا غير الصدق ينجى فيا مولانا واللّٰه انى كنت فى ذلک الزمان غريقافى بحار الحيرة والطلب، واتطلع الىٰ من يخلصنى من ذاک الوصب والنصب۔ اذا نادى منادمن قريب من غير ارادتى و قصدى هات يدک بيدى انجيک من هذا (بقیہ آئندہ صفحے پر)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ اور مشتاق دل کے
اظہار شوق کے بعد عرض ہے کہ دریں
ایام مولوی منور علی صاحب سے ملنے کا
بندہ کو اتفاق ہوا۔ انہوں نے فرمایا

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

البحر اللجی وان الغریق یتثبت بکل حشیش۔ لما ھو فیه من التھویش والتشویش۔ و قد کنت من وراء البحار من حبیبی۔ و مغیثی و طبیبی، و مع ھذا ما ترکت بحمد الله یوما العمل بقول الاکابر۔ خذما صفا ودع ما کدر۔ ثم کما ساعدنی الجدیلثم تراب نعلیه۔ و حضرت لدیه۔ جدت الارادة۔ لیکون لما عسی ان یکون فات اعاده۔ فلما رجعت ازدوت ظماء۔ واکادا حسب السراب ماء، ورأیتنی الا از داد الا حیرة ووحشه، وضیقا ودھشه۔ کتبت الی حبیبی ما وقع من الحال، ونادیت بالبلبال ے

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی — یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم علی ایاغیاث فلیس لی — کھفی سوی حبیکم من زاد
فاز الانام بکم و انی ھائم — فانظر الّی برحمة یا ھاد
یا سیدی للّٰه شیئًا انه — انتم لی اￒدی وانی جادی

فعذرنی و نصرنی وقال حبا و کرامه۔ واقامنی علی ساحل السلامه۔ فترنمت شوقا، و تبینت ذوقا ے

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند — واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں — خاک او گشتم و چندیں در جاتم دادند

ے

قد لسعت حیة الھوی کبدی — فلا طبیب لھا ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت به — فعنده رقیتی و تریاقی

وانی واللّٰه قدرضیت باللّٰه ربا و بالا سلام دینا و بمحمد نبیا و بشیخی امداد الله للعالمین مرشد اوولیا وبکم یا مولانا (گنگوھی) ھادیا مھدیا فھذا الذی ذکر کان من خبری و حقیقة امری فبا للّٰه ھو عین الصدق۔ ومحض الحق۔ ما کان فیه من کذب ولا شعر۔ ولا خداع ولا سحر۔ ”فیا سیدی للّٰه ان تقبلوا عذری بخلقکم العظیم۔ (بقیہ برصفحہ آئندہ)

کہ حضرت مولانا (گنگوہی) تم (تھانوی)
سے ناراض ہیں کیوں کہ تم نے اپنے بعض
اقارب کا وہ طرز عمل اختیار کر لیا ہے جو
حضرت کے طریق عمل کے خلاف ہے۔
پس ضرور ہے کہ آپ معذرت کریں اور
مولانا کو راضی کریں۔ یہ خبر سن کر مجھے نہایت
صدمہ اور بہت رنج ہوا، اپنے آپ کو میں
نے ملامت کی اور سچ کے سوائے کسی شے کو
نجات دینے والا نہ سمجھا۔ پس اے میرے
آقا میں اس وقت حیرت اور طلب کے دریا
میں ڈوبا ہوا تھا اور اس بات کا متجسس تھا کہ
کوئی مجھ کو اس رنج وفکر سے چھڑا لے۔
ناگاہ میرے قصد وارادہ کے بغیر قریب
سے ایک منادی نے مجھے پکارا، کہ ''لا

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

والا تصغوا الی کل هماز لماز مشاء بنمیم۔ ولاتخرجونی من الجماعة۔ فانی ارجوان اکون معکم یوم تاتی الساعة۔ لکن لاتطیق همتی ان انا بذبا لمخالفة مع الاعلان۔ عسی ان یکون من اللّٰہ تعالیٰ بمکان۔ فایذاؤہ یوجب الهوان والخسران۔ فانی احسبه من فرقة اهل الملامه۔ ولکن لیس بمنصب الامامة۔ نعم التزمت علی نفسی انکار طریق یخالف السنة والکتاب۔ علی راس المنبر وبطن الاتراب۔ وان من مصلحتی ان یکتم هذا السر۔ لئلا یلحقنی الضر والشر۔ وهو المامول من جنابکم۔ ومن قاری کتابکم۔ ولعل اللّٰہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ویکون هذا السر جهرا۔ وها انا قد اشتدالانتظار منی۔ ان تبشرونی برضاکم عنی۔ رضی اللّٰہ عنا وعنکم و عن جمیع المسلمین۔ بحق سیدنا محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم ابدالآبدین۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۴ ھجری۔'' (ص ۱۱۴، ۱۱۵، تذکرۃ الرشید، ج ۱)

اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے، تجھے اس گہرے سمندر سے نجات دوں گا‘‘۔ اور ظاہر ہے کہ ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے کیوں کہ وہ پریشانی وتشویش میں مبتلا ہے اور میرا تو یہ حال تھا کہ ’’اپنے پیارے فریاد رس طبیب‘‘ (اعلیٰ حضرت حاجی صاحب) سے کئی دریا ورے پڑے تھا (پس اس ندا کی طرف جھک گیا) مگر باوجود اس کے میں نے بزرگوں کی اس نصیحت کو ایک دن بھی نہ چھوڑا کہ ’’صفا صفا لے لو اور گدلا گدلا چھوڑ دو‘‘ پھر جب بھی میری سعی نے اس ندا کنندہ کی ’’خاک بوسی نعلین‘‘ تک مجھ کو پہنچا دیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ارادات تجدید کر لی، اس امید پر کہ شاید مافات کی مکافات ہو جائے مگر جب واپس ہوا ہوں تو پیاس بڑھی ہوئی پائی اور قریب تھا کہ (دھوکا کھاؤں) سپید ریت کو بہتا ہوا پانی سمجھ جاؤں اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ سوائے حیرت وتوحش کی زیادتی اور تنگ دلی و دہشت کی ترقی کے کچھ نہ پایا، تب میں نے اپنے پیارے کو سارا حال لکھ کر بھیجا اور دل سے یوں عرض کیا ؎

میرے مرشد میرے مولیٰ مری وحشت کے انیس
مری دنیا کے مرے دین کے اے جائے پناہ
میرے فریاد رسا مجھ پہ ترس کھاؤ کہ میں
آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں توشہ راہ
خلق فایز ہوشہا آپ سے اور میں حیران
رحم کی ہادی من اب تو ادھر کو بھی نگاہ
میرے سردار خدا واسطے کچھ تو دیجے
آپ معطی ہیں مرے میں ہوں سوالی الی اللہ
پس اعلیٰ حضرت نے میری معذرت قبول فرمائی اور مدد کی اور محبت و بزرگی کے ساتھ لیا اور سلامتی کے کنارہ پر لا کھڑا کیا، جس کے سبب بہ شوق میں نے اس طرح نغمہ سرائی کی اور بہ ذوق یہ ابیات پڑھیں ؎
دوش وقت سحراز غصہ نجاتم دادند
واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں
خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند
ڈس لیا عشق کی ناگن نے کلیجہ میرا
کون منتر پڑھے اور کس سے رکھوں جان کی آس
ہاں وہ جاناں کہ مری جان ہے جس پر قربان
جھاڑنا جانتا ہے رکھتا ہے تریاق کو پاس
اور میں بخدا راضی ہوں اللہ کو رب سمجھنے سے اور اسلام کو دین بتانے پر اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننے اور اپنے شیخ حضرت
امداد اللہ کو عالم کا مرشد اور ولی اور آپ
(گنگوہی) کو، اے ہمارے آقا، راہبر اور
ہدایت یاب سمجھنے سے، سو کچھ عرض ہوا ہے
یہ ہے میرا قصہ اور حقیقتہ الامر جو بخدا عین
صدق اور محض حق ہے، جس میں نہ جھوٹ
ہے نہ افترا، اور نہ دھوکا ہے نہ مزاح۔ پس
اے میرے سردار اللہ واسطے میرا عذر اپنے
اخلاق سے قبول فرما اور کان بھی نہ لگایئے
کسی بدگو عیب چیں چغل خور کی طرف،
مجھے اپنی جماعت سے ہرگز خارج نہ سمجھئے
میں تو واقعی امید رکھتا ہوں کہ آپ کے
ساتھ محشور ہوں گا قیامت کے دن، ولیکن
میری ہمت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ کھلم
کھلا (ندا کنندہ کی) مخالفت کرنے لگوں
کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ شخص خدا کے
نزدیک بارتبہ ہو، پس اس کو ایذا پہنچانی
موجب ذلت وخسارہ بن جائے اس میں
شک نہیں کہ میں اس کو مستحق ملامت گروہ
میں سمجھتا ہوں ولیکن امامت کا منصب نہیں
(کہ روک سکوں) ہاں اپنے نفس پر میں
نے لازم سمجھ لیا ہے کہ جو طریق

سنت و کتاب اللہ کے مخالف ہو، اس کا انکار بالائے ممبر اور اندرون محراب کرتا رہوں اور میری مصلحت اس کو مقتضی ہے کہ یہ راز مخفی رہے، تا کہ مجھے کوئی ضرر یا شر نہ پہنچے اور اسی کی آپ کی جناب سے اور نیز خطوط کے پڑھنے والے سے امید بھی ہے، کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ اس کے بعد کوئی بات پیدا فرما دیں اور یہ راز آشکارا ہو جاوے، مجھے سرتاپا انتظار تصور فرما دیں اس کا کہ آں حضرت (گنگوہی) کے مجھ سے راضی ہو جانے کا مژدہ مجھ تک پہنچے، حق تعالیٰ سدا راضی رہیں ہم سے اور آپ سے اور تمام مسلمانوں سے بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۴ ہجری۔"

(متن و ترجمہ از تذکرۃ الرشید، ص ۱۱۳ تا ۱۱۶ ج ۱۔ از جناب عاشق الٰہی میرٹھی)

☆ "اصحاب ایں مراتب عالیہ و ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبار اولی الایدی و الابصار رامی رسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت

نمایند مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از
عرش تا فرش سلطنت ما است۔''

(ترجمہ: اس اعلیٰ رتبے اور اس بلند منصب
(ولایت) کے لوگ عالم مثال اور عالم
شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل
رکھتے ہیں، مطلق ماذون ومجاز (کھلی قطعی
اجازت دیئے گئے ہیں) ہیں، ان بڑی
قدرت اور علم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام
کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں، مثلاً ان
(اولیاء) کو جائز ہے کہ یہ کہیں کہ عرش سے
فرش تک ہماری سلطنت ہے، تو ان کو ایسا
کہنے کا حق ہے۔(☆)(صراط مستقیم، ص ۱۰۱
از جناب اسماعیل دہلوی ص ۱۰۷، اردو)

☆ دیو بندیوں وہابیوں کے یہی امام
اسماعیل دہلوی پھلتی صاحب فرماتے ہیں:
''ونیز سالک ایں سلوک را باید کہ در
ادائے حقوق انبیا و اولیا بلکہ سائر
مومنین وتعظیم ایشاں کوشش بلیغ کند کہ ہمہ
ایشاں ساعی و شافع وے شوند وسعی و

(☆) تالیفات رشیدیہ، ص ۱۴۱ ۲، از گنگوہی ہی میں ہے کہ کسی نے رشید احمد صاحب گنگوہی سے پوچھا کہ ''تقویۃ الایمان'' اور ''صراط مستقیم'' کس کی تصنیف ہیں؟ گنگوہی نے جواب میں لکھا کہ ''صراط مستقیم وتقویۃ الایمان، محمد اسمٰعیل دہلوی کی تصانیف ہیں اور میں ان کتابوں سے واقف اور مصنف (اسمٰعیل دہلوی) کے خاندان سے مستفید اور اس کے عقائد وخیالات پر پورا مطلع ہوں۔''

شفاعت انبیاء و اولیاء پُر ظاہر است“......

”وقومے دیگر درعرض حاجات و استحلال مشکلات و طلب و مرغوبات و استرداد مکروہات وسعی درشفاعات بنا بر استحکام علاقہ عبودیت واظہار حاجت کہ شعار بندگی است وبنا برحمت بر اہل اضطراب ذوالحاجات چالاک وسرگرم می باشند“......

”وہم چنیں قوم ثانی رابنظر ظہور مقتضیات علاقہ عبودیت وحصول مقام وسالت فی مابین الرب و خلقہ در وصول فیوض غیبیہ بجمہور ناس بسبب سعی ایشاں درشفاعات برقوم اول فضیلتے کہ ہست بر ہیچ یکے از عقلا پوشیدہ نیست۔“ (صراط مستقیم (فارسی)، ص ۱۳۸، ۱۶۲، ۱۶۳، مطبوعہ در مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۰۸ھ۔ ص ۲۳۵، ۲۷۷، ۲۷۸، صراط مستقیم مترجم ومصنفہ محمد اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۵۶ء)

ترجمہ: (نیز اس سلوک کے سالک کو چاہیے کہ انبیا اور اولیاء بلکہ تمام مومنین کے حقوق اور ”تعظیم“ کے ادا کرنے میں نہایت کوشش کرے کہ وہ سب اس (سالک) کے واسطے ”کوشش

اور (سفارش) شفاعت'' کرنے والے
ہیں اور'' انبیا و اولیا کی سعی (کوشش) اور
سفارش (شفاعت)'' تو نہایت ظاہر
ہے......اور دوسری قوم (دوسرا طبقہ) عرض
حاجات وحل مشکلات (مشکل کشائی) و
طلب مرغوبات و دفع مکروہات اور
شفاعات (سفارشات) میں سعی و کوشش
کرنے میں بنا پر استحکام علاقہ عبودیت و
اظہار حاجت کے جو بندہ ہونے کا شعار
ہے اور اہل اضطراب اور حاجت مندوں
پر رحمت (مہربانی) کرنے کے لئے چست
و چالاک اور سرگرم ہوتا ہے.. اور اسی طرح
دوسرے طبقے (قوم ثانی) کے لئے علاقہ
عبودیت کے مقتضیات ظاہر ہیں اور'' ان
کو رب تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان
وسیلہ ہونے کا مقام حاصل ہے'' اور ان کی
''سعی اور شفاعات'' سے عام لوگوں کو
فیوض غیبیہ پہنچتے ہیں اس لحاظ سے دوسرے
طبقہ کو پہلے طبقہ پر فضیلت حاصل ہے جو کسی
بھی عاقل سے پوشیدہ نہیں۔)

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

''پس در خوبی ایں قدر امراز امور

مرسومہ فاتحہ ہاواعراس ونذرونیاز اموات شک وشبہ نیست''۔(صراط مستقیم (فارسی)ص ۵۵،اردوص ۱۰۴)

ترجمہ: (پس مرسومہ (رسم و رواوج کے مطابق) امور میں اس قدر امریعنی ''اموات کے لئے فاتحہ ہا (ہر فاتحہ) اعراس (ہرعرس)اورنذرونیاز'' کرنے کی خوبی میں (کوئی) شک وشبہ نہیں ہے (یہ امور بہت اچھے ہیں) (واضح رہے کہ ''سوئم،دہم،چہلم''اموات کوایصال ثواب کے لئے مروجہ،مرسومہ نام اورعنوان ہیں اور اسماعیل دہلوی صاحب کی تحریر میں ''فاتحہ ہا'' کے الفاظ میں ان ہی مروجہ عنوانات کی طرف اشارہ ہے۔)

''وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلی درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکرولادت شریفہ ہو یا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری وخواب کا تذکرہ ہو۔''

☆ سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو (اس عرس میں) شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس اورمولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ،ص ۹۴، ح ۳ رشید احمد گنگوہی مطبوعہ خانہ رحیمیہ،دہلی)

☆''اورسویم،دہم وچہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔''(فتاویٰ رشیدیہ،ص۹۹،ح۱)

☆ ''مخاطبات میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ادب وعظمت کا پورا خیال رکھنا چاہئے، عام لوگوں کی طرح ''یا محمد'' وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ ''یا نبی اللہ'' اور ''یا رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیئے''۔ (حاشیہ قرآن، ص ۴۶۶، از جناب شبیر احمد عثمانی)

☆ جناب اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

''ہردم نام محمد کا لے''۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۹۲، مرتبہ اشرفعلی تھانوی)

☆ ''حضرت (عبدالقادر رائے پوری) کی زندگی کے آخری ۵، ۶ سال ''ختم خواجگان'' کی بڑی پابندی رہی''۔ (سوانح عبدالقادر رائے پوری، ص ۱۲۰، ابوالحسن ندوی) (☆)

☆ ''(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے، کہنے والا مسلمان نہیں''۔ (المہند، ص ۳۰، ۳۲، از علمائے دیوبند، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

(☆) قارئین کرام! تصور شیخ، مرشد کے نام کی دُہائی، نام جپنا، مرشد کا مرید کے ظاہری و باطنی احوال سے بہ کمال واقف ہونا، مشکل میں بنام مرشد دُہائی دینا، وفات کے بعد مرشد سے استمداد، شیخ کے مکان کا احترام، آستانہ شیخ کے اطراف واکناف کا بہت ادب، قوت تصرف ومشکل کشائی، کشف والہام، پوشیدہ باتوں (غیب) کا علم، ماضی ومستقبل کی باتوں کو جان لینا، دور وقریب دیکھنا، سننا، مدد کرنا، اموات کی تاریخ کے تعین کے ساتھ فاتحہ، برسی، میلاد اور مجالس شہادت، آستانوں اور مزارات کی زیارت کی نیت سے سفر، تبرکات کو چومنا اوران کا بے پناہ ادب، حد

(بقیہ آگے)

☆ ’’پس یہ ہر روز عادہ ولادت (حضور اکرم ﷺ) کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔‘‘

(براہین قاطعہ، ص ۱۴۸، از خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ جناب رشید احمد گنگوہی مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ۱۹۴۶ء)

☆☆☆☆☆

☆ ’’سوال: انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب: انعقاد مجلس مولود ہر حال نا جائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔‘‘

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۵۰، ج ۲، گنگوہی مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی)

☆☆☆☆☆

(بقیہ گزشتہ)

سے زیادہ اپنے مشائخ کی تعریف، اپنے مشائخ سے نسبت کو نجات کے لئے یقینی، لازمی اور کافی سمجھنا، ان سے منتیں مرادیں مانگنا اور ان کے لئے نذر و نیاز کرنا مشائخ سے ان کی زندگی اور بعد وفات نفع ونقصان کی امید ہی نہیں بلکہ یقین رکھنا، اولاد، روزی وغیرہ کے لئے اولیاء سے سوال کرنا، مانگنا، وسیلہ اولیاء اختیار کرنا، بزرگوں سے سفارش وشفاعت کی امید رکھنا اور گزارش کرنا ’’یا‘‘ کے الفاظ سے ندا کرنا وغیرہ کی تمام باتوں کے لئے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابوں، تحریروں سے تمام عبارات نقل کی جائیں تو نہایت ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ قسط اول کے طور پر چند عبارات نقل کر دی گئی ہیں تا کہ قارئین اندازہ کر لیں کہ ہر وہ بات جو دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے نزدیک کفرو شرک یا حرام و نا جائز ہے، وہی سب خود ان کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے۔ بلا شبہ یہ دیوبندی وہابی گروہ کو، اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے اور انبیاء و اولیاء کی گستاخی کرنے کی یہ بھی سزا ہے کہ جو نیک اور جائز امور ہیں، ان کو کفرو شرک اور غلط کہہ کر، یہ لوگ خود اپنے ہی فتووں سے غلط ثابت ہوتے ہیں اور عذاب کماتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔

عبارات

۳

O

☆ ''ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص، نبی کریم علیہ السلام سے اعلم (زیادہ جاننے والا) ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔''

(المہند، ص ۲۵، از علمائے دیوبند)

☆ ''حضرت مولانا گنگوہی نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیس لعین (کو☆) رسول مقبول علیہ

فتوے

۳

O

☆ دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے ''آیت اللہ، مطالع العالم اور ماوائے جہاں'' جناب رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب، براہین قاطعہ میں ہے کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر، علم محیط زمین کا فخر عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا، شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و

(☆) اس خادم اہل سنت کے پاس ''الشہاب الثاقب'' کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیو بند ضلع سہارن پور کی شائع کردہ موجود ہے، اس کتاب کے ص ۸۸ کی یہ عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ کتاب میں ''ابلیس لعین'' کے الفاظ کے بعد ''کو'' کا لفظ نہیں ہے بلکہ یوں ہے ''ابلیس لعین رسول مقبول علیہ السلام''۔ یہ خادم اہل سنت تمام دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو آگاہ کر رہا ہے کہ اگر ان دیو بندیوں وہابیوں ہی کی عادتِ بد کے مطابق کتابت و طباعت کی کسی غلطی یا کسی عبارت کا غلط مفہوم و مطلب پیش کر کے شرک و بدعت وغیرہ کے فتوے داغنے کی پیروی کرتے ہوئے کوئی شخص جناب حسین احمد مدنی کی نقل کردہ گنگوہی صاحب کی اس عبارت کے ان الفاظ پر کوئی شدید فتوی جاری کر دے تو دنیائے دیو بندیت تلملا اٹھے گی اور ان میں بپا ماتم دیدنی ہوگا۔ اس انکشاف کا مقصد یہ ہے کہ دیو بندی وہابی ازم کا ہر فرد جان لے کر ہم اہل سنت و جماعت (سنّی بریلوی) کسی سے بے بنیاد اختلاف نہیں رکھتے اور کوئی اہم فتوی کمال تحقیق اور اتمام حجت وغیرہ کے بغیر ہرگز جاری نہیں کرتے، کیوں کہ ہمارا مقصد احقاق حق اور ابطال باطل ہے، اہل ایمان سے ہماری محبت اللہ کے لئے ہے اور ہر باطل سے ہمارا بغض بھی اللہ کے لئے ہے۔

السلام سے اعلم اور اوسع علماً کہے وہ کافر ہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۸۸، از حسین احمد مدنی)

☆ ''میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا، کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم ﷺ سے علم میں زیادہ کہے۔''

(الختم علی لسان الخصم، ص۶ مطبوعہ در مطبع قاسمی، دیو بند باہتمام حبیب الرحمٰن صاحب۔ قطع الوتین، ص۷۔ مجموعہ رسائل چاند پوری ج۲، ص ۵۸۶، مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، لاہور)

(جناب خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا تو اشرفعلی صاحب تھانوی اور منظور احمد سنبھلی صاحب نے کفر کے فتوے سے علمائے دیو بند کو بچانے کے لئے جو فرمایا وہ ملاحظہ ہو)

☆ ''میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ (ﷺ) کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے

ملک و الموت کو یہ وسعت (زیادتی علم) نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم (ﷺ) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔'' (براہین قاطعہ، ص ۵۱، مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند)

☆ ''جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان کرے، آپ (ﷺ) کے علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ (ﷺ) کے علم کے برابر صبیان ومجانین و بہائم کو کہے، وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، جہنمی ہے۔ فخر عالم ﷺ اعلم الخلق ہیں۔ زیادہ کیا معنی آپ (ﷺ) کے علم کے کوئی برابر بھی نہیں ہوسکتا بلکہ علم نبوی سے کسی کے علم کو نسبت ہی نہیں۔'' (اشد العذاب، ص ۱۴، مصنفہ مرتضیٰ حسن در بھنگی مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''
(بسط البنان، ص ۱۵، تھانوی مطبوعہ محمد عثمان تاجر الکتب، دہلی)

☆''ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں کسی کو نہیں دیئے۔'' (سیف یمانی ص ۸، از سنبھلی)

(قارئین کرام! کتاب براہین قاطعہ کی جناب گنگوہی نے تصدیق اور جناب ٹانڈوی مدنی نے تائید فرمائی، اگر انبیٹھوی صاحب کی عبارت کو تمام دیو بندی وہابی تبلیغی درست مانیں تو تھانوی صاحب اور سنبھلی صاحب اور المہند پر دستخط کرنے والے تمام دیو بندی وہابی علماء سب، کافر و مشرک قرار پائیں گے اور اگر ان تمام علماء کی مصدقہ عبارت درست مانی جائے گی۔ تو انبیٹھوی و گنگوہی اور حسین احمد ٹانڈوی مدنی، کافر و مرتد وملعون قرار پائیں گے۔ یعنی ان علماء میں سے جس کسی کی تائید، یہ

☆ اور ملک الموت سے (حضور ﷺ کے) افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز (یہ) ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ (ﷺ) کا، ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو، چہ جائے کہ زیادہ۔'' (براہین قاطعہ، ص ۵۲، از خلیل احمد انبیٹھوی)

☆''ایک خاص علم کی وسعت آپ (ﷺ) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔'' (الشہاب الثاقب، ص ۹۲، از حسین احمد ٹانڈوی مدنی)

☆☆☆☆☆

دیوبندی وہابی کریں گے اس کو کفر سے کیا بچائیں گے بلکہ خود اپنا ایمان بھی ضائع کر بیٹھیں گے)

☆☆☆☆☆

عبارات	فتوے
۴	۴
○	○
دیوبندیوں، وہابیوں، تبلیغیوں کے دینی آقا اشرفعلی علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں: ''پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب	☆ ''جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے، وہ قطعاً کافر ہے۔'' (المہند، ص ۳۰، از جناب خلیل احمد انبیٹھوی و علمائے دیو بند (☆)

(☆) (واضح رہے کہ ''المہند'' نامی کتاب پر جناب محمود الحسن، عاشق الٰہی میرٹھی، احمد حسن امروہوی، مفتی کفایت اللہ اور چھوٹے بڑے بہت سے علمائے دیوبند کے تائیدی دستخط ہیں۔ یعنی ''المہند'' نامی کتاب ان سب علمائے دیوبند کی مصدقہ ہے، طرفہ تماشا یہ ہے کہ جناب اشرفعلی تھانوی بھی تائید و تصدیق کرنے والے علماء میں شامل ہیں، اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کفریہ عبارات کے، کفریہ ہونے کی تائید و تصدیق ایک دو نہیں، سینکڑوں علمائے دیوبند نے خود کر دی۔ ان کی وہ عبارتیں جو سنّی (بریلوی) اور دیوبندی وہابی اختلاف کی بنیاد ہیں، وہ المہند سے کفریہ ثابت ہو گئیں اور ان عبارتوں کے قائل اور قابل، المہند کے مطابق ''کافر'' قرار پائے۔ ان دیوبندیوں وہابیوں نے المہند شائع کر کے ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا مسلک و موقف سچا اور صحیح ہے، بلاشبہ حق کا ہی بول بالا ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے المہند کا جواب بنام ''علمائے دیوبند کی مکاریاں'' بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ''ایسا'' علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع وحیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان، ص ۷ مصنفہ جناب اشرفعلی تھانوی، مطبوعہ کریمی پرنٹنگ پریس، لاہور ۱۹۳۴ء)

''واضح ہو کہ ''ایسا'' کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی ''اس قدر'' اور ''اتنے'' کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (تھانوی کی عبارت میں) متعین ہیں''...... (تھانوی صاحب کی) ''عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ''ایسا'' بمعنی ''اس قدر اور اتنا'' ہے پھر تشبیہ کیسی''؟ (توضیح البیان، ص ۸، ۱۷، مصنفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی)

''حضرت تھانوی (اس) عبارت میں لفظ ''ایسا'' فرما رہے ہیں، لفظ ''اتنا'' تو نہیں فرما رہے ہیں، اگر لفظ ''اتنا'' ہوتا، تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا، کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے

☆ ''جو شخص ''ایسا'' اعتقاد رکھے کہ (غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے)'' یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃ یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔'' (بسط البنان، ص ۱۰، تھانوی، مطبوعہ جان محمد الہ بخش تاجران کتب، لاہور)

علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا......
لفظ ''ایسا'' تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔''
(الشہاب الثاقب، ص ۱۰۲، مصنفہ جناب حسین احمد مدنی)

(مرتضیٰ حسن صاحب، لفظ ''ایسا'' کو ''تشبیہ'' کا کلمہ نہیں مانتے کہ اگر تشبیہ کا مانیں گے، تو کفر لازم آئے گا اور حسین احمد مدنی صاحب، لفظ ''ایسا'' کو ''تشبیہ'' کا، فرما رہے ہیں اور مرتضیٰ صاحب کے نزدیک جو ''معنیٰ'' کفر وہ ہے ثابت کر رہے ہیں اور حسین احمد صاحب کے نزدیک جو ''معنیٰ'' کفر ہے وہ مرتضیٰ صاحب (تھانوی کی عبارت میں) ثابت کر رہے ہیں لہٰذا تھانوی صاحب کو بچاتے بچاتے یہ دونوں بھی ایک دوسرے کے فتوے سے خود کافر ثابت ہو گئے)

☆ ''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔'' تغییر العنوان، ص ۱۸، از تھانوی مطبوعہ محمد عثمان تاجر کتب، دریبہ، دہلی)

☆ ''علم غیب جو بلاواسطہ ہو وہ تو

☆ ''پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۹۰، ح ۳۔ تالیفات رشیدیہ، ص ۲۷، گنگوہی)

☆ ''علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے، اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۳۲، ح ۳، تالیفات رشیدیہ، ص ۹۲، از گنگوہی)

☆ ''اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (ﷺ) کو علم غیب تھا۔ صریح شرک ہے۔''
(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۴۱، ح ۲۔ تالیفات رشیدیہ ص ۱۰۴)

☆ ''جو کوئی آپ ﷺ کے علم کے برابر صبیان و مجانین و بہائم کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے۔'' (اشد العذاب، ص ۱۴، از مرتضیٰ حسن دربھنگی)

خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو (علم غیب) بواسطہ ہو، وہ مخلوق کے لئے ہوسکتا ہے۔''

(بسط البنان، ص ۱۰، تھانوی)

☆ ''حفظ الایمان (مصنفہ تھانوی) میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بعطاء الٰہی حاصل ہے۔''

(توضیح البیان، ص ۱۳، از مرتضیٰ حسن در بھنگی)

☆ ''اسی طرح نصوص کے اندر بعض مغیبات کے متعلق یہ ثابت ہے کہ ان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ہے اور ایسے علم کی نسبت حضور کی طرف جائز ہے۔''

(افاضات یومیہ، ص ۴۲۳، ج ۷، تھانوی)

☆ ''اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالات نبویہ میں داخل ہیں، اس کا انکار کون کرتا ہے۔'' (ص ۱۳۴، ترجیح الراجح از تھانوی مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

☆ ''کسی کو شبہ نہ ہو کہ جو علم غیب خصائص باری تعالیٰ سے ہے، اس میں رسل کی شرکت ہوگئی کیوں کہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں، اس کا علم

ذاتی ہونا اور اس کا محیط بالکل ہونا۔ یہاں (رسولوں میں) ذاتی اس لئے نہیں کہ وحی سے ہے اور محیط اس لئے نہیں کہ بعض امور خاص مراد ہیں، پس یہ بالمعنی الاعم غیب ہے نہ کہ بالمعنی الاخص۔" (☆) (ص ۱۵۰، بیان القرآن، تھانوی، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور)

☆ "لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا، میں (حاجی امداد اللہ) کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔" (شمائم امدادیہ، دوم ص ۱۱۵۔ امداد المشتاق ص ۷۶)

☆ "کسی انبیا و اولیاء امام وشہیدوں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں، بلکہ حضرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے، (ورنہ مشرک ہو جائے گا)۔"

(ص ۲۵، تقویۃ الایمان)

☆ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو کیا خبر۔" (تقویۃ الایمان، ص ۵۶، از اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، صدر بازار، دہلی)

(☆) "سنا ہے کہ وہ (بریلوی علماء) علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ ان (کے علم غیب) کی حد مانتے ہیں الیٰ ان یدخل اھل الجنة الجنة و اھل النار النار۔ (اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک)۔ اگر یہ صحیح ہے تو (ایسا ماننے سے) شرک ثابت بھی نہیں ہوتا۔ کیوں کہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے، علم محدود نہیں۔ تو اب ہم میں اور ان (بریلوی علماء) میں خلاف ایک امر میں ممکن رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں؟ یعنی یہ علم الیٰ مایدخل الجنة الجنة واھل النار النار، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو دیا گیا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ (یہ علم غیب) دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ (بریلوی) کہتے ہیں، ثابت بھی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ (بریلوی) پیش کرتے ہیں ناتمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں، تو زائد سے زائد الزام، ان (بریلوی علماء) پر یہ رہا کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں، اور یہ شان مبتدع کی ہے نہ کافر کی۔" (قصص الاکابر، ص ۲۵۳، اشرفعلی تھانوی)

☆ ''قرآن مجید میں ایک سے زیادہ جگہ پر فرمایا گیا ہے کہ ''الغیب'' کا علم حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے،......لیکن اسی کے ساتھ قرآن ہی میں ہے کہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ غیب سے مطلع فرماتا ہے، اب سوال یہی ہے کہ غیر اللہ کو غیب کا علم جو عطا ہوتا ہے اس پر بھی ''علم الغیب'' کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت والا (محمد قاسم نانوتوی) نے ارقام فرمایا ہے کہ...... پس غیر اللہ کی طرف علم غیب کو منسوب کرنے کا یہ مطلب کوئی نہیں سمجھتا کہ بالذات غیب کا علم ان کو حاصل ہے بلکہ یہی سمجھتے ہیں کہ غیب کے اس علم سے حق تعالیٰ نے ان کو سرفراز کیا ہے۔'' (سوانح قاسمی، ص ۵۸، ج ۲، از مناظر احسن گیلانی)

☆ ''غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں (تھانوی نے) دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں (تھانوی صاحب) موجود مانتے ہیں''۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۰۶، از حسین احمد ٹانڈوی مدنی)

☆ ''یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر

☆ ''پس اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر ''مطلع'' نہیں ہیں۔'' (مسئلہ در علم غیب، ص ۲، از گنگوہی مطبوعہ دار الاشاعت، دیوبند)

☆☆☆☆☆

قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، یا اللہ کے اسماء وصفات سے، یا احکام شرعیہ سے، یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے، یا جنت و دوزخ کے احوال سے، یا واقعات بعد الموت سے اور ان (غیب) کی چیزوں کے بتلانے میں (یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ذرا بخل نہیں کرتا۔''

(حاشیہ قرآن، ص ۷۶۴، از شبیر احمد عثمانی، مطبوعہ مدینہ پریس، بجنور، ۱۳۵۵ھ)

☆ ''وہ (اللہ) اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلاواسطہ کسی غیب کی یقینی ''اطلاع'' نہیں دی جاتی، انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے۔'' (حاشیہ قرآن، ص ۹۵، از شبیر احمد عثمانی)

☆ '' خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے ''غیب پر مطلع'' ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں۔'' ......

اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' ہم نے رسول کو غیب پر'' مطلع'' کر دیا ہے۔''
(علم غیب، ص ۳۴،۳۵، از قاری محمد طیب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

☆ '' مردوں کو زندہ کرنا، اکمہ و ابرص (اندھے و برص والے) وغیرہ مریضوں کا صحت یاب ہونا، غیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے کھلے معجزے ہیں''۔ (تفسیر عثمانی، ص ۱۷)

☆☆☆☆☆

(قارئین محترم! ان عبارات اور فتووں کے پڑھنے کے بعد آپ کو خوب اندازہ ہو گیا ہو گا کہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود آپس ہی میں ایک دوسرے کی تکذیب و تکفیر کر رہے ہیں اور اس بات کا انہیں کوئی احساس نہیں کہ ان کی ان مختلف اور متضاد باتوں سے لوگوں میں دین سے محبت کی بجائے دین سے دوری کا رجحان غالب ہو رہا ہے۔ اس خادم اہل سنت نے بطور نمونہ علمائے دیوبند کی چند عبارتیں اور فتوے پیش کئے ہیں تا کہ منصف مزاج اور عدل پسند لوگ حقائق سے آگاہ ہو کر دین کے ان لٹیروں سے خود کو بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔)

قارئین کرام! آپ نے علمائے دیوبند کی عبارات پر خود علمائے دیوبند کے فتوے

ملاحظہ فرمائے۔شاید آپ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ علماء کے لئے کسی کے کفر کا فتویٰ جاری کرنا معمولی بات ہے۔ اس پر خود اپنی کوئی رائے لکھنے کے بجائے دیو بندی عالم جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی کا ارشاد پیش کرتا ہوں، ملاحظہ ہو:

وہ اپنی کتاب ''اشدّ العذاب'' کے ص ۲ پر فرماتے ہیں، ''نہ علمائے اسلام جلد باز ہیں، نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے بلکہ جب تک آفتاب کی طرح (کسی کا) کفر ظاہر نہ ہو جائے یہ (علمائے اسلام کی) مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی۔علماء حتی الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں، مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علمائے اسلام (اس کو کافر کہنے پر) مجبور ہیں۔جس طرح مسلمان کو کافر کہنا، کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے'' (☆)

(☆) جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ'' کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔کیا اگر مسیلمہ کذاب کو کوئی شخص نبی نہ مانتا ہو مگر اس کے (کفریہ) عقائد کو کفر بھی نہ کہتا ہو تو کیا اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا؟'' (کمالات اشرفیہ، ص ۱۲۳) جناب اشرفعلی تھانوی ہی فرماتے ہیں:

''فقہا (علمائے دین) مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کو اتنا برا سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کو گنجائش ملتی ہے، اس وقت تک وہ کسی مسلمان کی طرف اس (کفر) کو منسوب نہیں کرتے ،تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود کفر کا ارتکاب کس قدر برا ہوگا۔پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جس قول یا فعل میں کفر کا احتمال بعید اور وہم بھی ہو، اس سے بھی نہایت درجہ احتراز کریں، کیوں کہ کفر سے بڑھ کر حق سبحانہ کے نزدیک کوئی جرم نہیں ہے۔چناں چہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تمام جرموں کو معاف کر دیں گے مگر کفر کو معاف نہ کریں گے۔اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس قدر شدید جرم ہے اور اس سے بچنا کس قدر ضروری ہے۔'' (رسالہ امداد، بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ، ص ۵۰)۔

مگر افسوس کہ علمائے دیو بند کا خود اپنا حال یہ ہے کہ دوسروں کو جو نصیحت کرتے ہیں، خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے۔انہیں یہ قرآنی آیات یاد رکھنی چاہئیں **اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم۔ لم تقولون مالا تفعلون۔**

ص ۲، ۳ پر مزید فرماتے ہیں ''علماء نے کس قدر احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا ہے ۔

اگر بینم که نابینا و چاه است　　اگر خاموش بنشینم گناه است

ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ آخر علماء کا کام کیا ہے، جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟'' (☆)

(☆) قارئین کی معلومات کے لئے تاویل کے بارے میں کچھ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ تاویل کے معنی ہیں ''ظاہر سے پھیر کر دوسرے معنی پہنانا'' (از فرہنگ عامرہ، مصدقہ جناب حسین احمد ٹانڈوی مدنی)۔ یعنی کسی لفظ کے ظاہری معنی کی بجائے دوسرے معنی کرنا۔ علمائے دیوبند نے بھی اپنی تحریروں میں تسلیم کیا ہے کہ ''لفظ صریح'' (اپنے معنی میں ظاہر و آشکار الفظ) میں تاویل کرنا ہرگز جائز نہیں یعنی لفظ صریح قابل تاویل نہیں ہوتا، چناں چہ جناب محمد انور شاہ کشمیری اپنی کتاب ''اکفار الملحدین'' (مطبوعہ دار الکتب علمیہ، پشاور) کے ص ۹۰ پر فرماتے ہیں کہ ''لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔'' (انہوں نے اپنی اس کتاب میں ایک پورا باب اسی عنوان سے لکھا ہے کہ ''ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں ہوتی'')

جیسے ''ولد الحرام'' کے الفاظ سے ''حرام زادہ'' ہی مراد ہوگا، لفظ ''حرام'' کی تاویل کر کے ''ولد محترم'' عزت والا بیٹا یا عزت کی پیدائش'' مراد نہیں لیا جا سکتا، کیوں کہ کلام میں صراحت کے باوجود جو تاویل کی جائے گی، وہ فاسد ہوگی اور فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔ چناں چہ انور شاہ صاحب کشمیری اپنی اسی کتاب کے ص ۸۷ پر فرماتے ہیں کہ ''فاسد تاویل'' کفر کی طرح ہے'' اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ''ضروریات دین میں تاویل کرنا دافع کفر نہیں۔'' اور جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ ''اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہوگی تو اس کا فتوی (کفر کے) قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔'' (رسالہ الامداد، بات ماہ شوال ۱۳۳۶ھ، ص ۲۳)۔ واضح رہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں کفر کا ننانوے فی صد صرف احتمال ہو اور صریح کفر نہ ہو، تو اس کلام میں تاویل کی گنجائش ہو گی، لیکن کسی کے کلام میں توہین کا مفہوم صریح ہو

(باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر)

اورص ۱۳۱ پر فرماتے ہیں: ''اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خان صاحب پر ان (علمائے دیوبند) کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان (علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے...... کیوں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔'' (ص ۱۴)

مزید فرماتے ہیں: ''تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے (جیسا کہ نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' میں اور تھانوی نے ''حفظ الایمان'' میں اور انبیٹھوی نے ''براہین قاطعہ'' میں کہا ہے) وہ کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے، لاؤ ہم بھی تمہارے فتویٰ پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے، وہ خود کافر ہے۔'' (اشد العذاب ص ۱۲، ۱۳)

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

تو اس میں کسی وجہ کا لحاظ کر کے تاویل کرنا جائز نہیں۔ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''مجموعہ ایمان و کفر کا کفر ہی ہے...... ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ نکلے گا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔ کثرت سے کافر، صانع کے قائل ہیں، کثرت سے، معاد کے قائل ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی تو ایمان کا حکم کیا جائے گا، اس سے مراد کسی ایک ہی (غیر صریح) قول یا فعل کے وہ وجوہ ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔'' (حکیم الامت، ص ۲۶۴۔ مطبوعہ ایم شمس الدین تاجران کتب، لاہور ۱۹۶۷ء)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں ''جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہوگی (اسے) کافر کہا جاوے گا اور حدیثیں اس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو، گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو، تب بھی تکفیر نہ کریں گے، نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے کیوں کہ کافر کے یہ معنی نہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں، ورنہ جن کا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔'' (فتاویٰ امدادیہ، ج ۴، ص ۱۲۰، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۴۶ھ)

یہی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی اپنی اسی کتاب کے ص ۹ پر فرماتے ہیں کہ ''انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔''

اور دیوبندیوں ہی کے ایک مشہور عالم محمد انور شاہ کشمیری اپنی کتاب ''اکفار الملحدین'' (مطبوعہ اکوڑا خٹک، پشاور) کے ص ۱۰۸ پر لکھتے ہیں:

''علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری، گستاخی و بے ادبی، کفر ہے اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو۔'' یعنی اس کی نیت، توہین کی نہ بھی ہو، تب بھی بے ادبی کے الفاظ کہنا کفر ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کے نبیوں کی بے ادبی کرنے والے کے بارے میں آپ نے علمائے دیوبند کے ارشاد ملاحظہ کیے، اب دیوبندیوں ہی کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی صاحب سے بے ادبی کی سزا بھی سن لیجیے۔

تھانوی صاحب اپنی کتاب ''زادُ السعید'' (مطبوعہ مطبع انتظامی، کان پور، ۱۳۲۲ھ) کے ص ۱۱ میں لکھتے ہیں: ''قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع میں ایک گستاخی کرنے سے (نعوذ باللہ منہا) اس شخص پر من جانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چناں چہ ولید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بہ سزاء استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔''

قارئین محترم! خود تھانوی صاحب اور وہ تمام علمائے دیوبند جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک نہیں، کئی گستاخیاں کی ہیں، خود تھانوی صاحب کے ارشاد کے مطابق، شان رسالت میں ہر گستاخی کی وجہ سے ان دیوبندیوں وہابیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس لعنتیں نازل ہونا یقینی ہیں اور یہ بھی کہ گستاخ رسول کو ولید بن مغیرہ کا پیروکار اور ہم نوا کہا جاسکتا ہے۔ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف اور اس کے ہم نوا فرمائیں کہ وہ اس تفصیلی وضاحت کے بعد بھی کفریہ عبارتوں کو کفریہ اور قائلین کو کافر تسلیم کر کے اللہ تعالیٰ کی لعنتوں سے بچنا چاہتے ہیں یا ان کفریہ عبارتوں کو درست قرار دے کر اپنے لیے دین و دنیا کی تباہی اور دائمی عذاب جمع کرنا چاہتے ہیں؟

محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیو بندی ازم کے سارے مبلغین اور پیروان کار، ہم اہل سنت و جماعت پر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی تکفیر کی مشین گن کھول رکھی تھی۔ دیو بندی وہابی تبلیغی علماء کہلانے والے، اپنے عوام کو حقائق تو بتاتے نہیں، خود اپنی طرف سے گڑھ کر جو باتیں یہ لوگ، ہم اہل سنت و جماعت کے لئے اپنے عوام کو بتاتے ہیں، عوام حقائق سے آگاہ نہ ہونے کے سبب ایسی باتیں سن کر، ہم اہل سنت و جماعت کے بارے میں بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کے سامنے حقائق پیش کروں، تاکہ وہ جان لیں کہ دیو بندی وہابی ازم کے یہ مبلغ کس قدر جھوٹے اور برے ہیں۔

قارئین کرام نے یہ ملاحظہ کرلیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے چند علمائے دیو بند کی جن گستاخانہ کفریہ عبارات پر ہر طرح اتمام حجت کے بعد کفر کا فتویٰ دیا تھا، وہ تمام عبارات خود علمائے دیو بند کے نزدیک بھی کفریہ ہیں۔ جناب مرتضیٰ حسن در بھنگی کے علاوہ دیو بند ہی کے ایک بڑے عالم شبیر احمد صاحب عثمانی کے بھتیجے جناب عامر عثمانی نے بھی ماہنامہ ''تجلی'' دیو بند کے فروری مارچ، ۱۹۵۷ء کے شمارے میں علمائے دیو بند کی کفریہ عبارات کو کفریہ ثابت کیا ہے اور دیو بند کے موقف کی مخالفت کی ہے۔ گزشتہ دنوں عالم اسلام میں شیطان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے خلاف زبردست احتجاج ہوا۔ دیو بندیوں وہابیوں نے بھی اپنے امام، ابن تیمیہ کی کتاب ''الصارم المسلول'' کے حوالے سے گستاخ رسول کو کافر و مرتد قرار دیا اور اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ اس بات پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ گستاخ رسول، بالاتفاق کافر و مرتد اور واجب القتل ہے۔

چناں چہ یہ ثابت ہو گیا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ نہ ہی انہوں نے مسلمانوں کی تکفیر کے لئے کوئی مشین گن کھول رکھی تھی بلکہ انہوں نے کفریہ عقائد رکھنے والوں

اور کفریہ عبارتیں لکھنے والوں کے لئے کفر کا فتوٰی ہر طرح اتمام حجت کے بعد، اجماع امت کے مطابق جاری کیا اور جن کفریہ عبارتوں پر فتوٰی جاری کیا ان عبارتوں کو علمائے دیوبند نے بھی کفریہ تسلیم کیا۔ قارئین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ خود علمائے دیوبند نے اپنے بہت سے ہم مسلک علماء کے لئے کفر کے فتوے دیئے ہیں، جیسا کہ (راولپنڈی کے) مشہور دیوبندی عالم غلام اللہ خاں، ابوالاعلیٰ مودودی اور غلام احمد پرویز کے بارے میں ان کے فتاوٰی مشہور ہیں، البتہ اپنے کچھ علماء کے صریح کفر پر بھی فتوے نہ دینا بلکہ ان کے صریح کفر کو اسلام ثابت کرنا بھی ان کی عادت ہے اور سیاسی فتوے جاری کرنا اور انہیں بدلتے رہنا تو ان کا روزگار رہے، یہی نہیں بلکہ شبلی نعمانی اور حمید الدین فراہی کے بارے میں اشرفعلی تھانوی کی طرف سے کفر کے فتوٰی کا ذکر، میری کتاب ''دیوبند سے بریلی'' میں قارئین نے ملاحظہ کیا ہوگا، اس لئے دیوبندی وہابی فرقے کا یہ کہنا کہ کفر کے فتوے صرف بریلی کے علمائے اہل سنت نے دیئے، یہ محض بہتان ہوگا۔ علمائے اہل سنت نے کسی مسلمان کو ہرگز کافر نہیں کہا، اس کے برعکس دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کا حال بھی ملاحظہ ہو کہ دیوبندی وہابی ازم کا بنیادی نصب العین ہی سچے مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنا ہے۔ (☆)

❖ قارئین کرام! یہ دیوبندی وہابی تبلیغی علما و مبلّغین ''یا رسول اللہ'' کہنے والے سچے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کریم کے پیارے اور آخری رسول ﷺ کا میلاد شریف منانے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی

(☆) قارئین کرام کی اطلاع کے لئے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہر مشرک بلا شبہ کافر ہے۔ ہر کافر، مشرک نہیں ہوتا مگر ہر مشرک ضرور کافر ہے۔ ان شاء اللہ یہ خادم اہل سنت بہت جلد دین اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں اپنی کتاب ''میرا دین'' قارئین کی خدمت میں پیش کرے گا جس میں کفر و شرک کے بارے میں قرآن و سنت کے مطابق تمام تفصیل ہوگی۔ تاہم شرک کے موضوع پر کچھ تفصیل آئندہ صفحات میں بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

کے مطابق جولوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، اللہ کے پیاروں کے لئے، اللہ کا عطا کیا ہوا علم غیب مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جولوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہرگز ہرگز جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر حاضر و ناظر مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ جولوگ ایصال ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا عرس کرتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جولوگ اللہ کے پیاروں کے مزارات پر جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے مزارات یا ان کے مزارات کے غلاف کو محبت سے چوم لیتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں اور ان لوگوں سے نکاح کو حرام کہتے ہیں۔ جولوگ اللہ تعالیٰ کے نبیوں ولیوں کو اللہ کی عطا سے اپنا مددگار مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کرتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جولوگ مستقل اور حقیقی متصرف صرف اللہ جل شانہ کو مانتے ہیں اور اللہ کی عطا سے اللہ کے پیاروں کے تصرفات کے قائل ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جولوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام بشر نہیں مانتے بلکہ افضل البشر مانتے ہیں اور اللہ کا نور مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں......

قارئین کرام! دیوبندی وہابی ازم میں کن کن باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہا جاتا ہے، اگر ان باتوں کی فہرست لکھوں تو ہر مسلمان ان کے مطابق، مشرک قرار پائے۔ تاہم اس مختصر فہرست سے آپ یہ حقیقت بخوبی جان لیں گے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس مسئلے پر چند علمائے دیوبند کی تکفیر کی، جس مسئلے پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ لیکن یہ دیوبندی وہابی تبلیغی جن باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہہ رہے ہیں، ان پر پوری امت کا اجماع تو کجا، خود دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کا بھی اجماع نہیں، بلکہ ان باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہنے والے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابوں سے، یہ سب باتیں اہل سنت و جماعت کے صحیح

عقائد کے مطابق ثابت ہیں۔ کیوں کہ قرآن وسنت سے ثابت صحیح باتوں کو یہ دیوبندی وہابی تبلیغی (بزعم خود) غلط کہہ تو دیتے ہیں مگر ان صحیح باتوں کو غلط ثابت نہیں کر سکتے اور صحیح کو غلط کہنے کا عذاب اپنے لئے جمع کرتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ پر یہ حقیقت بخوبی واضح ہوگئی کہ سچے مسلمانوں کی تکفیر کی مشین گن ہرگز اہل سنت وجماعت نے نہیں بلکہ دیوبندی وہابی ازم کے مبلغین نے کھول رکھی ہے اور دن رات یہ لوگ دنیا بھر کے سچے مسلمانوں کو کافر مشرک کہتے ہیں۔ اس لئے بجا طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کا مقصد دراصل سچے مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو دیوبندی وہابی علماء کی کفریہ عبارات پر شرعی فتوٰی جاری کر کے ان علمائے دیوبند کا کافر ہونا ''بتایا'' مگر یہ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے بڑوں کی کفریہ عبارات کی تائید کر کے، خود کافر بنتے ہیں اور دوسروں کو ہم نوا بنا کر کافر ''بناتے'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں سے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے تین حصوں میں کچھ اعتراضات بار بار دُہرائے ہیں۔ اس کا خیال ہوگا کہ جنوبی افریقا یا ہندوستان، پاکستان سے باہر (بیرونی دنیا) کے لوگوں کو چوں کہ حقیقت احوال معلوم نہیں اور عام لوگوں کو تحقیقات سے (بالخصوص ایسے مذہبی معاملات میں) کوئی شغف نہیں ہوتا، لہٰذا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے تا کہ عوام کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف غلط رائے قائم کرنے میں دیر نہ لگے، حالاں کہ حقیقت کو چھپانا اور چاند پر تھوکنا، خود ایسا کرنے والے کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، مگر جن کی بنیاد اور ان کا وتیرہ ہی جھوٹ بولنا ہو، انہیں خوف خدا سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ جنہیں اپنے دامن کا تار تار ہونا نظر نہ آئے وہ دوسروں کے اجلے دامن ہی کو داغ داغ کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی

استقامت، عشق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، فقہی مرتبت اور علمی عظمت و کمال کے لئے ذرا علمائے دیوبند ہی کی رائے ملاحظہ کیجئے۔

جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں: ''میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔''

(چٹان، لاہور۔ ۲۳ اپریل ۱۹۶۲ء)

''خورشید علی خان ایس ڈی او (نہر) کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی کے انتقال پر بریلی سے حضرت تھانوی کے ایک مرید کا تار آیا جو میں نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت تھانوی نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھی، حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مولانا بریلوی نے آپ کو کافر کہا اور آپ ان کی موت پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت تھانوی نے فرمایا'' مولوی احمد رضا خان بڑے عالم اور عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے میری عبارت کا جو مطلب سمجھا اور اس کی بناء پر جو لکھا وہ صحیح تھا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ ہوتے اور ان کی قلم سے یہ الفاظ سرزد ہوتے، تو اس مطلب کی بناء پر جو وہ سمجھے تھے، میں بھی ان کی تکفیر ہی کرتا۔'' (مولانا کوثر نیازی نے بھی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی زبانی سنا ہوا یہی واقعہ اپنے کالم ''مشاہدات و تاثرات'' (روزنامہ جنگ) میں تحریر کیا)

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں ''مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اور ان کی فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے، جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ نزاعی مباحث کی وجہ سے جو تلخیاں پیدا ہوئیں وہی دراصل ان کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر پردہ ڈالنے کی موجب ہوئیں۔'' (ہفت روزہ شہاب، لاہور۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

جناب سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں: ''اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران تھا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا

تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتہ چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہ کار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا (احمد رضا) مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم، جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔'' (ماہ نامہ ''ندوہ'' اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷)

''سیرۃ النبی'' نام کی مشہور کتاب لکھنے والے، جناب شبلی نعمانی فرماتے ہیں: ''مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں، مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس (مولانا احمد رضا خاں صاحب) کے سامنے، پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس احقر نے بھی آپ (فاضل بریلوی) کی متعدد کتابیں، جس میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے، جس کی چند قسطیں، بغور وخوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔'' (رسالہ ندوہ، اکتوبر ۱۹۶۴ء ص ۱۷)

مشہور سیاسی و مذہبی لیڈر مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں: ''اس دور کے مشہور عالم دین جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ایک عظیم مسلمان راہ نما ہیں، ہم بعض باتوں پر اختلاف کے باوجود، ان کی عظیم شخصیت اور دینی راہ نما ہونے کا اعتراف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس دور کے سب سے بڑے محقق، مصنف، ادیب، شاعر، مدقق اور مردحق ہیں۔ بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجود مسعود ہمارے لئے مرہون منت ہے۔'' (روزنامہ خلافت، بمبئی، ص ۴)

جناب محمد انور شاہ کشمیری (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں: ''جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا، تو حسب ضرورت احادیث

کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات واہل حدیث و دیو بندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالاخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں۔ واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہ ہیں۔'' (ماہ نامہ ہادی، دیوبند، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ، ص ۲۱)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب، جناب اعزاز علی فرماتے ہیں: '' یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے کیوں کہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو، جسے ہم آج تک کافر، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالم دین صاحب فکر ونظر پایا ہے۔ آپ (فاضل بریلوی) کے دلائل قرآن وسنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں، لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا، اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔'' (رسالہ النور، تھانہ بھون، شوال المکرّم ۱۳۴۲ھ، ص ۴۰)

جسٹس ملک غلام علی صاحب فرماتے ہیں: '' حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشق خدا اور رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔'' (ص ۱۴، ارمغان حرم لکھنؤ)

جناب معین الدین ندوی فرماتے ہیں: '' مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم اس دور کے صاحب علم ونظر علماء مصنفین میں تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ مولانا نے جس دِقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ

علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں، اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، دیانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔'' (ماہ نامہ معارف اعظم گڑھ شمارہ ستمبر ۱۹۴۹ء)

مفتی انتظام اللہ شہابی فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم اس عہد کے چوٹی کے عالم تھے۔ جزئیات فقہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ قاموس الکتب اردو، جو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم کی نگرانی میں مرتب ہوئی ہے، اس میں مولانا (احمد رضا) کی کتب کا ذکر کیا اور اس پر نوٹ بھی لکھے (مولانا احمد رضا کیے ہوئے) ترجمہ کلام مجید اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ مولانا کا نعتیہ کلام پُر اثر ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر سراج الحق پی ایچ ڈی تو مولانا کے کلام کے گرویدہ تھے اور مولانا کو عاشق رسول سے خطاب کرتے ہیں۔ مولانا کو دینی معلومات پر گہری نظر تھی۔''

علامہ نیاز فتح پوری فرماتے ہیں: ''مولانا احمد رضا کو دیکھ چکا ہوں، وہ غیر معمولی علم و فضل کے مالک تھے، ان کا مطالعہ وسیع بھی تھا اور گہرا بھی، ان کا نور علم، ان کے چہرے بشرے سے ہویدا تھا۔ فروتنی و خاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا۔''

جناب جعفر شاہ پھلواری فرماتے ہیں: جناب (مولانا احمد رضا) فاضل بریلوی، علوم اسلامیہ، تفسیر، حدیث، فقہ پر عبور رکھتے تھے۔ منطق، فلسفے اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا، عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ادب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی کی برداشت نہ تھی، کسی بے ادبی کی معقول توجیہہ و تاویل نہ ملتی تو کسی رو رعایت کا خیال کیئے بغیر اور کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ کیئے بغیر، دھڑلے سے فتویٰ لگا دیتے...... انہیں حب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) میں اتنی زیادہ فنائیت حاصل تھی کہ غلو کا پیدا ہو جانا، بعید نہ تھا۔ تقاضائے ادب نے انہیں بڑا احساس بنا دیا تھا اور اس احساس میں

جب خاصی نزاکت پیدا ہو جائے تو مزاج میں سخت گیری کا پہلو بھی نمایاں ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر بعض بے ادبانہ کلمات کو جوش توحید پر محمول کیا جا سکتا ہے تو تکفیر کو بھی محبت و ادب کا تقاضا قرار دیا جا سکتا ہے، اس لئے فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو میں اس معاملے میں معذور سمجھتا ہوں، لیکن یہ حق صرف اس کے لئے مخصوص جانتا ہوں جو فاضل موصوف (مولانا احمد رضا) کی طرح **فنافی الحب والادب** ہو۔''

جناب شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: ''مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیوں کہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔'' (ماہ ہادی، دیوبند، ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ، ص ۲۱)

جناب محمد یوسف بنوری کے والد جناب زکریا شاہ بنوری فرماتے ہیں: ''اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔''

وہابی عالم جناب فخر الدین، صدر مدرس مرادآبادی فرماتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی مگر ہمیں ان کی خدمت پر بڑا ناز ہے۔ غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔ دیکھ لو مسلمانوں ہی میں مولوی احمد رضا خان کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ ہائے افسوس کہ آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔''

جناب ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں:

''فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر جو، ان (فاضل بریلوی) کو عبور حاصل تھا، اس زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔'' (نزہتہ الخواطر، ص ۴۱، ج ۸ مطبوعہ دکن)

مودودی جماعت کے مشہور صحافی جناب منظور الحق فرماتے ہیں:

''جب ہم امام موصوف (فاضل بریلوی) کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی علمی فضیلت اور اپنی عبقریت کی وجہ سے دوسرے علماء پر اکیلا ہی بھاری ہے۔'' (ماہ نامہ حجاز جدید، نئی دہلی جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۵۴)

(روز نامہ جنگ، لاہور کی ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں مولانا (حیات محمد) کوثر نیازی کا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے دیوبند کے بیانات پر مشتمل مضمون بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی بلاشبہ سچے عاشق رسول اور دین اسلام کے یگانہ روزگار عالم اور ملت کے محسن تھے)۔

مزید شخصیات کے تاثرات جاننے کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔

خیابان رضا، امام احمد رضا، ارباب دانش کی نظر میں۔ فقیہ اسلام۔ المیز ان بمبئی (امام احمد رضا نمبر)، جہان رضا، مقالات یوم رضا (حصہ دوم)، لاہور۔

❖ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف، ۵۵ سے زائد مختلف علوم وفنون (☆) پر کامل دست گاہ رکھنے والے، نابغۂ عصر شخصیت ہونے کے ساتھ، باکمال شاعر بھی تھے۔ انہوں نے جملہ علوم وفنون سے دین کی خدمت کی۔ ان کی شاعری اپنوں بے گانوں میں بہت مقبول ہے۔ ان کے شعری مجموعے کا نام ''حدایق بخشش'' ہے جس کے دو مستند حصے ہیں۔

(☆) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جن علوم وفنون پر بفضلہ تعالیٰ عبور اور مہارت رکھتے تھے اور ان علوم و فنون پر ان کی متعدد تصانیف ہیں، ان کی کچھ تفصیل یہ ہے:

علم القرآن۔ قراۃ۔ تجوید۔ تفسیر۔ اصول تفسیر۔ حدیث۔ اسانید حدیث۔ اصول حدیث۔ اسماء رجال۔ جرح وتعدیل۔ تخریج احادیث۔ لغت حدیث۔ علم الانساب۔ تنقیدات۔ ردات۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ رسم المفتی۔ علم العقائد۔ علم المعانی۔ علم البیان۔ علم الکلام۔ منطق، فرائض۔ فضائل۔ بدیع۔ فلسفہ۔ لغت۔ قانون۔ اخلاق۔ عرف ومحاورہ۔ ریاضی۔ حساب۔ جبر و مقابلہ۔ میراث۔ صرف۔ نحو۔

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے ایک عقیدت مند مولانا محمد محبوب علی خان صاحب نے احباب کے تعاون سے اعلیٰ حضرت کا غیر مطبوعہ کلام جمع کیا۔ مختلف شہروں اور بعید و قریب مقامات میں جس کسی کے پاس کوئی غیر مطبوعہ تحریر تھی، وہ حاصل کرنے کی سعی کی گئی، تاہم اس غیر مطبوعہ کلام کے بارے میں پورے یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ فی الواقعہ یہ تمام، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی کا کلام ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت کا مستند کلام وہی ہے جو، ان کی موجودی میں دو حصوں میں شائع ہوا۔ تیسرے حصے (باقیات رضا) میں شامل کلام کی تمام ذمہ داری مولانا محبوب علی خاں صاحب کی تھی مگر افسوس کہ وہ خود تحقیق و تصدیق نہ کرنے کے ساتھ ساتھ، خود پروف ریڈنگ (مسودہ بینی) بھی نہ کر سکے، مزید برآں یہ کہ تقسیم سے قبل ہندوستان میں چھاپے خانے (پرنٹنگ پریس) مسلمانوں کی ملکیت میں نہ ہونے کے برابر تھے، جیسا کہ اب بھی غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کا احوال ہے۔ غیر مسلم چھاپے خانے والے نے بھی کچھ خیال نہیں کیا اور غلط ترتیب سے کچھ اشعار شائع ہو گئے۔ احباب کا کہنا تھا کہ یہ یقیناً شر پسندوں کی شرارت ہے۔ چناں چہ مولانا محبوب علی خان نے بغیر کسی تاخیر کے، احوال واقعی کی تشہیر کی اور توبہ نامہ شائع کر کے پورے ملک میں مشتہر کیا۔ پوسٹرز، پمفلٹس، اخبارات اور فتاوٰی کی صورت میں مولانا محبوب علی خان کی

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحہ سے

سیر۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ سیاسیات۔ شماریات۔ معدنیات۔ طبیعیات۔ اقتصادیات۔ معاشیات۔ ارضیات۔ فلکیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ زیجات۔ طب۔ توقیت۔ اوفاق۔ تکسیر۔ رمل۔ جفر۔ نجوم۔ لوگارثمات۔ مثلث کروی۔ مثلث مسطح۔ مربعات۔ زائرچہ و زائچہ۔ ادب و انشا۔ نثر و نظم (فارسی، ہندی)۔ ماحولیات۔ اوزان۔ تعبیر۔ ہندسہ۔ حساب سینی۔ عروض۔ بلاغت۔ استخراج تاریخ۔ فن تاریخ۔ اعداد۔ ارثماطیقی۔ اکر۔ رسم الخط (نستعلیق، نسخ، شکستہ)۔ نفسیات۔ موسمیات۔ تعلیقات۔ حاشیہ نگاری۔ علم الاموال۔ عمرانیات۔ صحافت۔ سلوک۔ تصوف۔ مناظرہ و منایا۔ تقابل ادیان۔ جدل۔ صوتیات۔ لسانیات......

طرف سے تفصیل اورتوبہ نامہ شائع ہوتے ہی یہ اعتراض ختم ہوگیا(☆)

مولانا محبوب علی خان جنہوں نے کلام اعلیٰ حضرت کا تیسرا حصہ مرتب کیا تھا، وہ خود فرماتے ہیں کہ ''کاتب اور نابہہ اسٹیم پریس (☆☆) کے مالک دونوں بدمذہب تھے۔ انہوں نے کاتب اور پریس والے کو بتادیا تھا کہ یہ قصیدہ پورا دست یاب نہیں ہوا اور یہ اشعار مسلسل نہیں ہیں یعنی یہ ترتیب وارنہیں ہیں۔(اشعار کا مضمون الگ الگ ہے) لہٰذا یہ اشعار اکٹھے شائع نہیں کیئے جائیں گے اور لفظ ''علیحدہ'' جلی قلم سے ان اشعار سے پہلے لکھا جائے گا اور یہ اشعار، قصیدہ میں جس ترتیب کے ساتھ لگائے جائیں گے۔ وہ بھی بتا دی، مگر کاتب اور پریس والے نے قصداً یا سہواً اس تاکید کا خیال نہیں رکھا۔ کتاب کی طباعت کے بعد بار بار فقیر (محبوب علی خان) اپنی توبہ شائع کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ فقیر کی توبہ قبول فرمائیں اور سنّی مسلمان بھائی بھی اللہ ورسول کے لئے مجھے معاف فرمائیں۔''

قارئین کرام! توجہ فرمائیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ان کے غیر مطبوعہ وغیر مصدقہ کلام کی کتابت میں ایک غلطی واقع ہوئی۔ غلطی کرنے والے کی طرف سے پوسٹرز، پمفلٹس، اخبارات وفتووں کی صورت میں توبہ نامے شائع کئے جاتے ہیں، کیوں کہ غلطی کا اسے شدید احساس ہے، وہ اپنی انا کا مسئلہ کھڑا نہیں کرتا، وضاحتوں

(☆) ماہنامہ سنی، لکھنؤ بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۷۴ھ ہجری میں مولانا محبوب علی خان کا شائع شدہ تفصیلی بیان وتوبہ نامہ دیکھا جاسکتا ہے۔ دہلی کی مشہور فتح پوری مسجد کے شاہی امام وخطیب اور ہندوستان کی مشہور علمی شخصیت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کا مفصل فتویٰ، ۱۹۵۵ء میں ''دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ'' کے نام سے ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہوکر پورے ملک میں تقسیم ہوا۔ اس میں بھی اس موضوع پر تمام تفصیل موجود ہے۔

(☆☆) ''نابہہ اسٹیم پریس'' کے الفاظ جو ہانس برگس سے بریلی ص ۶ پارٹ ۲ میں شائع ہونے والے حدائق بخشش حصہ سوم کے سرورق کے عکس میں موجود ہیں۔

کے ذریعے غلط بات کو درست ثابت نہیں کرتا، بلکہ غلطی کا اعتراف کر کے توبہ نامہ شائع کرتا ہے۔ اس کے توبہ نامے کے بعد اپنوں بے گانوں کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے، مگر دوسری طرف کا حال بھی دیکھئے کہ جنوبی افریقا میں مقیم دیوبندی وہابی تبلیغی کیسے عقل کے اندھے ہیں۔ ''جوہانس برگ سے بریلی'' ص ۷ پارٹ ۲ پر حدائق بخشش حصہ سوم کے ص ۳۷ کا عکس موجود ہے۔ جسے شاید انہوں نے فخریہ طور پر شائع کیا ہے، مگر بصیرت کے یہ اندھے، بصارت سے بھی محروم معلوم ہوتے ہیں۔ اس مطبوعہ عکس میں لفظ ''علیحدہ'' جلی قلم سے موجود ہے اور جن دوشعروں پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو اعتراض ہے، ان کے بعد بھی، ان دوشعروں کو باقی اشعار سے الگ کرنے کے لئے ''خط'' کھنچا ہوا ہے۔

اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ ص ۷ پر حدائق بخشش حصہ سوم کے ص ۳۷ کا عکس چھاپ کر جنوبی افریقا کے دیوبندی وہابیوں تبلیغیوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنی جگ ہنسائی کا اہتمام کر لیا اور ان ہی کے ذریعے مولانا محبوب علی خاں کے بیان کی تصدیق بھی ہوگئی۔

۳۳، ۳۴ سال کے بعد جنوبی افریقا میں ان اشعار کے حوالے سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر، یہ دیوبندی تبلیغی شاید یہ سوچ کر پھر اعتراض کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں ۱۹۵۵ء میں، اس معاملے میں جو کچھ ہوا، اس کی تفصیل جنوبی افریقا والوں کو کہاں معلوم ہوگی اور کون تحقیق کرتا پھرے گا؟ لہٰذا یہ لوگ اعلیٰ حضرت کے خلاف رائے عامہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دین کے یہ خود ساختہ ٹھیکے دار، خود کو علمائے حق کہنے والے، شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی سازشیں اور مذموم کارروائیاں، ان کے حق میں مفید ثابت ہوں گی لیکن یہ نہیں جانتے کہ ازل ہی سے ہر کسی کو جو ودیعت ہونا تھا، ہو چکا۔ ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے علماء کی غلط کاریوں کے باوجود دیوبندی وہابی ملّا پرستوں کے نصیب میں ان کے نام نہاد علماء کی مدح وستائش اور ان سے دفاع ہی ہے۔ ہم سنّیوں پر اللہ سبحانہ کا بے پناہ فضل واحسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے

پیارے رسول ﷺ، ان کی آل واولاد، ان کے اصحاب اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح وثنا اوران کی ناموس کا تحفظ نصیب کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا یہ اعزاز و امتیاز دارین میں سلامت رکھے اور اللہ سبحانہ ہمارا حشر اپنے پیارے رسول کے غلاموں میں فرمائے۔

یہ دیوبندی وہابی خودساختہ علمائے حق اگر عدل وانصاف کے اصول وقواعد کو مانتے ہیں تو یہ بتائیں کہ حقائق جاننے کے بعد کیا اعتراض کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ اگر نہیں تو، ان دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کے علماء کو امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی پر اعتراض کی بجائے خود اپنی شدید غلطی کا اعتراف کرنا چاہیئے اور کسی مسلمان پر تہمت و بہتان لگانے کا عذاب مول نہیں لینا چاہیئے۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی کے پارٹ اص اا پر، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اللہ کریم کے پیارے اور آخری رسول ﷺ کے میلاد شریف منانے (☆) کے بارے میں دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے فتویٰ کو نقل کیا ہے کہ ''میلاد شریف منانا ایسا ہے جیسا کہ ہندو اپنے کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں۔'' اور اس کی Clarification میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے بغیر کسی کتاب کے حوالہ کے ہم اہل سنت و جماعت پر جو بہتان عظیم لگایا ہے، اس کی سزا ان شاء اللہ اسے دنیا و آخرت میں ضرور ملے گی اور ہم سب اہل سنت و جماعت اللہ سبحانہ سے التجا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں عبرت ناک سزا دے۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں، وہ لکھتے ہیں۔

Hazrat Moulana Rashid Ahmed Gangohi------------ forbade Meelad, because the Meelad reciters copy and imitate the Blessed Birth of Rasulullah Sallallahu Alayhi

---

(☆) میلاد شریف (عید میلاد النبی ﷺ) کے بارے میں ہم اہل سنت و جماعت کا موقف جاننے کے لئے میری کتاب ''اسلام کی پہلی عید'' ملاحظہ فرمائیں۔ (کوکب غفرلہ)

Wasallam in the following manner; that a lady sits behind a curtain with a baby in her lap. When the Meelad reciters mentions the birth and that Aamina is going through severe labor pains, the lady behind the curtain starts moaning and groaning as if she is really experiencing labour. Suddenly she pinches the baby and the baby cries out aloud. On hearing this cry the Meelad reciters adjudge it to be the cry of the Blessed Birth, and start chanting, *Ya Nabi Salaamolaik, Ya Rasool Salaamolaik* "They tie up small pieces of cloths with blood stains on it to **mark the Blessed Birth**. They mimic the scene as if it is really taking place.

قارئین کرام! یہ خادم اہل سنت عرض گزار ہے کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے یہ جو کچھ لکھا ہے، یہ اس کی اپنی خانہ ساز گڑھی ہوئی بے ہودہ کہانی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نہایت شدید گستاخی ہے۔ دنیا کا کوئی صحیح العقیدہ سنّی مسلمان ایسا کرنا تو کجا، ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ گندی سوچ صرف دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کا حصہ ہے۔ ہم اہل سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ جو ایسا کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے ہر مبلغ کو میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے منعقد ہونے والی کسی بھی محفل میلاد شریف میں، ایسا ہونا (جیسا کہ جوہانس برگ سے بریلی کے خبیث مصنف نے لکھا ہے) ثابت نہیں کر سکتا، وہ یہ تسلیم کرے کہ اس نے یہ بہتان لگا کر نہ صرف سچے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی والدہ طیبہ طاہرہ، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی شدید گستاخی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دی ہے۔ ان شاء اللہ یہ بد باطن خبیث اس شدید بہتان کی سزا ضرور پائے گا۔

❖ محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کتابچے کے تینوں حصوں میں دیوبندیوں وہابیوں نے دیوبندی ازم کے بنیادی نصب العین اور اپنی پسندیدہ بری عادت کے مطابق، اپنی طرف سے کئی بے بنیاد باتیں گڑھ کر، ہم اہل سنت و جماعت پر بہتان لگائے ہیں اور

عوام کو اہل سنت و جماعت سے بدگمان کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اپنے کتابچوں میں کچھ شعر بھی مختلف شعرا کے لکھے ہیں اور ان کا غلط مفہوم پیش کر کے اپنی عادتِ بد (بہتان طرازی) کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس خادم اہل سنت نے تو یہی چاہا تھا کہ جو ہانس برگ سے بریلی کتابچوں کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اپنے قارئین کے سامنے پیش کروں۔ مگر مسودہ کی ضخامت اس قدر ہو گئی کہ احباب نے مجھے مشورہ دیا کہ کچھ حصہ ابھی روک لیا جائے اور جو ہانس برگ سے بریلی کے جواب میں حصہ دوم کی صورت میں شائع کیا جائے، یہ مشورہ مناسب تھا تاہم زیر نظر تحریر میں دیو بندی ازم کے، ہم اہل سنت و جماعت پر تمام الزامات اور بہتانات کا (بفضلہٖ تعالیٰ) مجموعی اور شافی جواب دیا گیا ہے۔ یہ خادم اہل سنت عرض گزار ہے کہ دیو بندی وہابی تبلیغی اپنی ایسی حرکتوں سے ہمارا نقصان تو کیا کریں گے مگر اتنا ضرور ہے کہ عوام کو یہ خود اپنا بدنما چہرہ دکھا دیتے ہیں اور عوام نے جان لیا ہو گا کہ یہ دیو بندی ازم اور علمائے دیو بند کس قدر جھوٹے اور برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

❖ قارئین محترم! ''جو ہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف اور دیو بندی وہابی تبلیغی گروپ کے علما و عوام، سب کے سب نے شاید دین کو اپنی اجارہ داری سمجھ لیا ہے۔ یہ لوگ بات بات پر سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں، گویا ان کے نزدیک صرف یہ ہی مسلمان ہیں اور دنیا بھر کے تمام سچے مسلمانوں کا ایمان و اسلام سے کوئی تعلق نہیں، حالاں کہ یہ ان کی خام خیالی ہے جسے حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ (دیو بندی وہابی تبلیغی) بلاشبہ، عدل نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہیں۔ ظلم کی تعریف یہی ہے کہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کہنا، جرم کسی اور کا اور مجرم کسی اور کو ٹھہرانا۔ یہ دیو بندی وہابی تبلیغی لوگ، جائز سنت اور مستحب اعمال کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ قارئین کرام! خود ہی کہئے کہ جائز و نیک کام کو غلط اور برا کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کلام ربانی (قرآن) میں صاف طور پر اعلان ہے کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو ہدایت عطا نہیں

کرتا۔‘‘

جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ا کے ص ۱۵ پر کتابچے کے مصنف نے، سچے سنّی مسلمانوں پر یہ بہتان عظیم لگایا ہے کہ ’’سنّی مسلمان، اولیاء اللہ کے عرس میں قبروں کا طواف کرتے ہیں، قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور Shirk Practices (اعمال شرک) کرتے ہیں، جب تک سنّی مسلمان اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرتے ان سے نکاح Allow (جائز) نہیں ہے۔‘‘ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ ہم پر بہتان عظیم ہے۔ قبر یا اس کے غلاف کو چوم لینا، محبت ہے اور یہ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب کی تحریروں سے بھی ثابت ہوتا ہے (☆)۔ اسے شرک پریکٹس کہنا ظلم ہے، کوئی سنّی مسلمان، اللہ تعالیٰ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کو سجدہ اور کعبۃ اللہ کے سوا کسی مکان یا مزار وغیرہ کے طواف کا فعل نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتا ہے۔ جو لوگ سنّی مسلمانوں کے بارے میں قبر پرستی یا قبر پجاری وغیرہ کا بہتان لگاتے ہیں، وہ بلاشبہ ظالم ہیں۔ سچے سنّی مسلمانوں کو مشرک قرار دینے والے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی تحریروں میں ان کے اپنے بڑے بڑے علماء کے لئے، ان کے نظریات خود ان کے اپنے فتووں کے مطابق مشرکانہ ہیں مگر انہیں خود اپنے شرک کا احساس تک نہیں۔ ہوسکتا ہے ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو شرک و بدعت کی صحیح تعریف بھی معلوم نہ ہو۔

❖ ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے قارئین کے سامنے قرآن وسنت کے مطابق شرک و بدعت کے بارے میں اپنے عقائد ونظریات مختصراً پیش کردوں، تاکہ قارئین جان لیں کہ ہم اہل سنت وجماعت، سنّیوں (بریلویوں) کو مشرک کہنے والے یہ دیوبندی وہابی کتنے ظالم ہیں۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات اس کے اسماء وافعال میں کوئی بھی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ ہم سنّی مسلمان، عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو جانتے اور مانتے ہیں۔ اللہ سبحانہ کے ملک وتصرف میں کسی کو اس کا شریک یا اس کے

☆ قبروں کو بوسہ دینے کے بارے میں فاضل مصنف کی دو کتابیں ضرور ملاحظہ فرمائیں: ۱۔ مزارات وتبرکات اور ان کے فیوضات۔ ۲۔ قبر کے احکام وآداب (ناشر)

برابر یا اس کے مثل نہیں مانتے۔ ہم اللہ سبحانہ کے سوا کسی کو (خواہ وہ کوئی بھی ہو) مستقل بالذات اور مستقل اور حقیقی متصرف نہیں مانتے۔ ہمارا مسلّمہ اور اعلانیہ عقیدہ ہے کہ کائنات کی ہر شے، ہر آن اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی یقینی طور پر محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق کا کسی آن، کسی شے اور کسی امر میں ہرگز محتاج نہیں، نہ ہی ایسا ہونا ممکن ہے۔ آسان لفظوں میں یوں کہوں کہ ہم اہل سنت و جماعت (سنّی) اللہ سبحانہ کے نبیوں رسولوں اور ولیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں ہرگز کسی طرح شریک نہیں مانتے اور انبیاء واولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرح یا اللہ تعالیٰ کے مثل ہرگز نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عبادت کے لائق ہرگز ہرگز نہیں مانتے۔

شرک کا شرعی معنی

''لسان العرب'' (عربی) جلد السابع ص ۱۰۰ از علامہ ابن منظور (طبع جدید، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت) میں ہے: ''جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے (اللہ کے سوا) اور کو بھی اللہ تعالیٰ کے ملک وتصرف میں شریک کیا اور شرک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے۔'' (☆)

(☆) جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اپنے شیخ محمد زکریا کاندھلوی کی کتاب ''فضائل درود شریف'' کے یہ جملے ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں اور ان کے جواب سے آگاہ فرمائیں۔ ان جملوں میں دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے امام نے مومنوں کو اللہ کا شریک فرمایا ہے۔

(۱) ''اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔'' (ص ۶)

(۲) ''اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کے اس اعزاز واکرام میں (مخلوق کے ساتھ) اللہ جل شانہ خود بھی شریک ہیں۔'' (ص ۷)

قارئین محترم! شرک کے ''شرعی معنی'' آپ نے ملاحظہ فرمائے اور شرک کے معنی سے قبل، اللہ سبحانہ کے لئے ہمارا عقیدہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ خود ہی کہئے، کیا آپ کا وجدان گواہی نہیں دیتا کہ ہم سنّیوں کے عقیدوں میں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔

افسوس کے لفظ ''شرک'' کے شرعی اور حقیقی مفہوم و معنی کو جانے بغیر، صرف لفظ ''شرک'' کی تعریف، ان دیوبندیوں وہابی ظالموں نے یہ کرلی کہ ''دو ذاتوں کو ایک صفت میں شریک سمجھنا شرک اور کفر ہے۔'' اگر یہ تعریف بلفظہ درست قرار دی جائے تو مفتیانِ دیوبند خود بھی شرک اور کفر میں غرق نظر آئیں گے۔ چناں چہ دیوبندیوں وہابیوں کی، کی ہوئی اس تعریف کے مطابق توجہ فرمایئے۔

''اللہ کا وجود ہے اور انسان کا بھی وجود ہے۔ یعنی (ہونے میں) دونوں کو شریک کہنا پڑے گا۔ اللہ سبحانہ سنتا ہے، انسان بھی سنتا ہے۔ اللہ سبحانہ دیکھتا ہے انسان بھی دیکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ علم والا ہے اور انسان بھی عالم ہوتے ہیں۔ اللہ مختار ہے اور انسان بھی اپنے ارادہ و اختیار سے کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور انسان خود کو، کپڑوں کو، غذاؤں، برتنوں اور جگہ کو پاک کہتا ہے، ایسی کتنی ہی مثالیں ہیں۔ اگر شرک کا معنی ''دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ'' کے نزدیک دو ذاتوں کا محض ایک صفت یا معاملے میں شریک ہونا ہی ہے تو پھر ان مفتیان شرک کو چاہئے کہ اپنا وجود، تیغ عدم سے نیست و نابود کردیں۔ اپنے کانوں میں ابلتا ہوا تارکول ڈال کر شرک سماعت سے آزاد ہوجائیں۔ اپنی آنکھوں میں تپتی ہوئی سلاخیں پھیر کر اللہ کی صفت بصیر کے اشتراک سے باہر نکلیں۔ دماغ پر ہتھوڑا مارا کر مادہ شعور کو زائل کر کے جاہل بن جائیں۔ خود کو غلاظت و خباثت اور ہر گندگی سے آراستہ و پیراستہ کر کے ہر پاکی سے دُور ہوں...... مگر افسوس ہے کہ اپنی زبان اور اپنے قلم سے مشین گن کی گولیوں کی طرح بات بات پر، سچے مسلمانوں پر شرک و کفر کے فتوے داغنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ہرگز ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ جب یہ خود اپنے فتوے کی زد میں آتے ہیں تو پھر یہ لوگ ''چوں کہ،

چناں چہ، اگر، بالفرض، اور یعنی' وغیرہ کے الفاظ سے ہیر پھیر شروع کر دیتے ہیں۔

محترم قارئین! ہم اہل سنت و جماعت کا قرآن وسنت کے مطابق یہ پکا اور پختہ عقیدہ ہے کہ وجود حقیقی دراصل اللہ سبحانہ کی شان ہے۔ سننا، دیکھنا، علم واختیار، ذاتی اور حقیقی طور پر اللہ سبحانہ کی صفات ہیں۔ اللہ سبحانہ ہی ہر شے کا حقیقی خالق و مالک ہے اور اس نے اپنی کچھ صفات اپنی بعض مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہیں۔ اگر اللہ سبحانہ اپنی کچھ خاص مخلوق، انبیا و اولیاء کو، عام مخلوق کی نسبت اپنی کچھ صفات بدرجۂ کمال عطا فرما دے، تو اس کا انکار کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ اللہ سبحانہ نے اپنی کچھ صفات کا اپنی مخلوق کو مظہر بنایا ہے اور اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں اور اپنے پیاروں کو عام مخلوق کی نسبت، ان صفات کے کمال سے جس قدر زیادہ نوازا ہے، اس کا کسی قدر صحیح اندازہ بھی وہی کر سکتا ہے جس پر اللہ کی خاص نوازش ہوئی ہو، ورنہ عام مخلوق تو اپنی بساط کے مطابق ہی خیال کرے گی کہ جس قدر میرے پاس ہے، اسی قدر خاصانِ خدا کے پاس ہو گا، حالاں کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ مقبولانِ الٰہی پر قدرت کی بے پناہ خصوصی نوازشات، قرآن وسنت سے ثابت ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو اللہ سبحانہ کی ذات وصفات کے مظہر کامل، فخر موجودات، اصلِ کائنات اور اللہ کریم کے محبوب اعلیٰ ہیں، ان کی شان کی عظمت ورفعت کا کیا ٹھکانہ!

اللہ کی قدرت کہ خود اکابر علمائے دیوبند کی متعدد تحریریں بھی اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں۔ شیخ محمد زکریا صاحب کی تصنیف، تبلیغی نصاب میں (جس کا نام بدل کر فضائل اعمال رکھ دیا گیا ہے اور جسے جنوبی افریقا کے دیو بندی وہابی تبلیغی، بظاہر قرآن سے زیادہ اہمیت دیتے نظر آتے ہیں) اور کمالات اشرفیہ ص ۵۶ میں بھی یہ فرمان الٰہی (حدیث قدسی) موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''میرا بندہ نوافل کی کثرت سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں، پھر اس کی سمع میں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی بصر میں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ میں ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں میں ہو جاتا ہوں جن

سے وہ چلتا ہے، اس کی زبان میں ہو جاتا ہے جس سے وہ کلام کرتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔'' (بخاری شریف حدیث نمبر 6502)

اس حدیث قدسی کی شرح میں امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ جو محبوب الٰہی بن جاتا ہے، پھر اس کی شان کا یہ احوال ہوتا ہے کہ وہ دور و نزدیک، دیکھتا سنتا اور تصرف کرتا ہے۔ کیوں کہ فرمان الٰہی کے مطابق اس بندے کی صفات میں اللہ تعالیٰ کی خاص قوت کارفرما ہو جاتی ہے، یعنی وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا خصوصی مظہر ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اس فرمان الٰہی پر یقین و ایمان رکھتے ہوئے ہم اہل سنت و جماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انبیا و اولیاء، بلاشبہ اللہ سبحانہ کی عطا سے روحانی قوتوں اور خصوصی طاقتوں والے ہوتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی قوتوں اور اختیارات سے مخلوق کی مدد کرتے ہیں۔

دیوبندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کی سوانح لکھنے والے دیوبندی عالم محمد عاشق الٰہی میرٹھی نے ایک پورا باب ''تزکیہ وتصرفات'' کے عنوان سے لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: '' آپ (گنگوہی) دنیا سے تشریف لے گئے مگر آپ کے تصرفات عالم میں اپنا کام برابر کر رہے ہیں۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۵۱ ج ۲) (☆)

(☆) (تصرفات کے عنوان سے جناب شیخ محمد زکریا کی تصنیف '' آپ بیتی'' میں بھی پورا باب اور اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب ''بوادر النوادر'' میں ص ۷۸۰ تا ۷۸۶ '' رسالہ التعرف فی تحقیق التصرف'' موجود ہے۔

'' توجہ باطنی کے ذریعہ دوسرے شخص پر کوئی اثر ڈالنا، جس کو اصطلاح صوفیہ میں تصرف اور توجہ وغیرہ کہتے ہیں۔'' (بوادر النوادر، ص ۷۸۰) اور تذکرۃ الرشید، ص ۱۳۷، ج ۲ پر ہے کہ '' جس طرح جسمانی قوت، اجسام محسوسہ میں تصرف کرتی اور زبردست شخص اشیاء ظاہری میں تغیر و تبدل کر دینے پر بحول اللہ قادر ہو جاتا ہے، اسی طرح قلبی قوت جس کو قوت قدسیہ کہتے ہیں، قلوب میں موثر ہوتی اور ان تاریک و زنگ و آلود دلوں کے صیقل کرنے پر باذن اللہ قادر ہو جاتی ہے جس کے دفع ہوئے بغیر باطنی ادراک حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی قوت قدسیہ کے کام میں لانے کا نام تصرف ہے...... اور تصرفات کا دارومدار متصرف شیخ کے قلب کی قوت اور روحانی طاقت پر ہے۔''

اوردار العلوم دیوبند کے مشہور عالم محمود الحسن صاحب اپنے گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں:

''حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی''

(کلیات شیخ الہند،ص ۸)

اسی کتاب تذکرۃ الرشید کے ص ۲۵۲ ج ۲ میں خود گنگوہی صاحب کا فرمان موجود ہے کہ: ''تصرفات وکرامات اولیاء اللہ بعد ممات بحال خود باقی می ماند بلکہ درولایت بعد موت ترقی می شود حدیثے کہ ابن عبد البر نقل کردہ شاہد است۔'' (اولیاء اللہ کی کرامات اوران کے تصرفات، ان کی وفات کے بعد بھی اسی طرح باقی رہتے ہیں۔ بلکہ ولایت میں وفات کے بعد ترقی ہوجاتی ہے،اس کی گواہی ابن عبد البر کی نقل کی ہوئی حدیث سے ہوتی ہے)

اپنی دوسری کتاب ''امداد السلوک'' کے ص ۹ پر گنگوہی صاحب فرماتے ہیں'' دہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعیدا گر چہ از شیخ دور است اما از روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارو و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بودو چوں ہر دم در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال می کند۔'' (نیز مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید ومحدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا،خواہ قریب ہو یا بعید،تو گویا شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔ جب اس امر کو پختہ یقین سے جان لے گا اور ہر وقت شیخ کو یادر کھے گا،تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو کسی واقعے میں شیخ کی حاجت پیش آئے تو (ربط قلب کی وجہ سے) شیخ کو قلب میں موجود مان کر زبان حال سے سوال کرے)

اشرف العلوم، بابت ماہ شعبان ۱۳۵۵ھ،ص ۲۷ میں تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''اہل قبور سے فائدہ ہوتا ہے،کبھی مستفیض (فیض چاہنے والے) کے قصد سے اور کبھی بغیر اس کے قصد کے، جیسے آفتاب سے بلا قصد بھی فائدہ ہوتا ہے۔''

اشرف العلوم، بابت ماہ جمادین ۱۳۵۴ھ،ص ۴۲ میں تھانوی صاحب کا ارشاد ہے:

''مولانا گنگوہی کو ایک ثقہ شخص نے خواب میں دیکھا، (گنگوہی نے) فرمایا کہ مجھ کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت دے دی۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ تصرف کا اذن مل گیا۔ وجہ استخلاف (قائم مقام، جانشین کرنا) یہی تصرف ہے اور یہ عام نہیں، بعض بزرگوں کو بعد وفات کے مل جاتا ہے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ وہ کس قسم کا تصرف ہوتا ہے۔(تھانوی نے) فرمایا، مثلاً کسی کو کیفیت باطنیہ حاصل ہوگئی یا اس میں یہ ترقی ہوگئی۔ فرمایا مثلاً اس بزرگ کی قبر پر جانے سے ذوق وشوق میں ترقی ہوگئی، تو یہ ترقی اس بزرگ کے تصرف وتوجہ کا اثر ہوتی ہے جو مدرک ہوتا ہے۔ کسی نے اہل مجلس میں سے کہا کہ گھر بیٹھے بھی تو یہ فائدہ ہوسکتا ہے۔(تھانوی نے) فرمایا، قبر سے مردہ کو خاص تعلق ہوتا ہے، وہاں اس کی زیادہ توقع ہے۔''

ان ہی تھانوی صاحب کی کتاب تعلیم الدین (مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) کے ص ۱۶۶ پر ہر ایک کے لئے یہ تاکید درج ہے کہ: ''اولیاء کے مزارات سے مستفید (فائدہ کا طالب) ہوتا رہے۔''

کمالات اشرفیہ، ص ۲۲۳ پر ہے، یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''خدا کی عادت ہے کہ بدون واسطہ کے وہ فیوض و برکات نازل نہیں فرماتے۔''

اپنی آخری تصنیف بوادر النوادر کے ص ۸۰ پر یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''اور جاننا چاہیے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعد انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیً حد تواتُر (پے درپے، تسلسل) تک پہنچ گیا ہے۔''

موجودہ تبلیغی دیوبندی وہابی علماء تو مخلوق کے تصرف ہی کے منکر ہیں، مگر ان کے بڑوں کا کہنا ہے کہ اولیاء اللہ، تصرفات پر صرف قادر ہی نہیں ہوتے، بلکہ بعد وفات بھی ان کے تصرفات باقی رہتے ہیں اور ان میں ترقی ہوتی ہے۔ قارئین خود جان لیں گے کہ

موجودہ تبلیغی دیوبندی وہابی لوگ اپنے جن بڑوں کو اپنا امام اور مقتدا کہتے ہیں، ان کے وہ بڑے ہی ان موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی لوگوں کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ ملت دیوبند کے ان بڑوں کو صحیح مانا جائے تو ان کے یہ چھوٹے (موجودہ) غلط ثابت ہوتے ہیں اور ان چھوٹوں کو صحیح مانا جائے تو ان کے بڑے غلط ثابت ہوتے ہیں فیصلہ یہ خود ہی کر لیں کہ کون صحیح ہے اور کون نہیں؟ یا تسلیم کر لیں کہ دونوں ہی صحیح نہیں۔

❖ قارئین کرام! آج کل کے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ہاتھ دھو کر انبیا و اولیاء کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، یہ تو اس حد تک ظالم ہیں کہ انبیا و اولیاء سے محبت و عقیدت کے عقیدہ ہی کو شرک کہتے ہیں، انبیا و اولیاء کی تعظیم کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں۔ شاید یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے یا قرآن پڑھتے نہیں۔ ان سے یہ سوال ہے کہ اگر محض عزت کرنا، تعظیم و توقیر کرنا، شرک یا پرستش ہے تو قرآن میں ''وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ'' کا حکم کیوں ہے؟ قرآن ہی میں ہے کہ: لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ...... لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ...... لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا...... وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ تعظیم کو شرک کہنے والے ان (اور تعظیم سے متعلق دیگر) آیات قرآنی کو کیوں بھول جاتے ہیں؟

یہ سب آیات، تعظیم کے احکام اور اہمیت بیان کر رہی ہیں۔ قرآن تو صاف کہہ رہا ہے۔ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ ثابت ہوا کہ جو انبیا و اولیاء کی عزت و تعظیم کے منکر ہیں، وہ قرآن کے فیصلے کے مطابق ''منافق بے علم'' ہیں۔ بلکہ وہ لوگ قرآن کے منکر قرار پاتے ہیں، کیوں کہ قرآن، انبیا و اولیاء کے لئے عزت و تعظیم ثابت کر رہا ہے، شعائر اللہ کی تعظیم کو دلوں کا تقوی فرما رہا ہے اور یہ دیوبندی وہابی ظالم اس تعظیم کو شرک کہہ رہے ہیں (☆)۔ انبیا و اولیاء کی تعظیم کو شرک کہنا اور مرتدوں، گستاخوں کی تعظیم و توقیر کرنا

(☆) قارئین پر واضح ہو کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے ماننے والے لوگوں کا قول و فعل یکسر متضاد

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر

قرآن کا انکار اور دین کا تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟

قارئین کرام! اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم، اللہ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں۔ ان کا ملت اسلامیہ پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے خلق خدا کی رہ نمائی کی۔ دلوں کو عشق الٰہی، عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے شادو آباد کیا۔ وہ جب تک ظاہری حیات میں رہے، شریعت وسنت کے خود پابند رہے اور خلق خدا کو شریعت وسنت کی پابندی کی تلقین کرتے رہے۔ اصلاح عقائد و اعمال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اولیاء اللہ جب اس فانی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو لوگ ان کے مزارات پر جاتے ہیں کہ کتاب وسنت کے مطابق اولیاء اللہ کے مزارات بھی بابرکت مقامات ہیں، دعا کی قبولیت کے مقام ہیں۔ لوگ، محبت وعقیدت سے مزارات پر جا کر ہرگز تعظیمی سجدہ یا قبر کا طواف نہیں کرتے، صاحب قبر کو ہرگز ہرگز کسی طرح، اللہ کا شریک نہیں مانتے۔ بلکہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے، برگزیدہ بندے کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے، صاحب روضہ کے توسل سے دعا کرتے ہیں اور صاحب مزار سے التجا کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کریں۔ لوگ، محبت و تعظیم سے مزارات کو چوم لیتے ہیں یا مزارات اور ان کے خلاف سے اپنے ہاتھ کو مَس کر کے چہرے پر پھیر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا ہرگز ہرگز قبر پرستی یا شرک نہیں۔ (المستدرک، امام حاکم، مسند احمد، تاریخ مدینۃ دمشق ابن عساکر اور الشفاء فی حقوق المصطفیٰ، امام قاضی عیاض میں احادیث موجود ہیں جن سے اصحاب نبوی کا بھی ایسا کرنا ثابت ہے) (☆)

❖ قارئین کرام! ''قبر کے چومنے کے بارے میں شاید یہ خیال کسی کے ذہن میں آئے کہ کیوں قبر کو چوما جاتا ہے؟ جب کہ وہ مٹی اور پتھر سے بنی ہوتی ہے اور ظاہری

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحہ سے: ہے۔ اس کتاب میں قارئین ان دیوبندیوں کی اپنے بڑے علماء وغیرہ کے لئے حد سے زیادہ تعظیم کا تذکرہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ''علماء کی تعظیم سے تو لوگوں کا نفع ہے کہ ان (علماء) کی تعظیم درحقیقت دین کی تعظیم ہے۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۱۸۰)۔ اگر تعظیم کرنا شرک ہے تو تھانوی صاحب کے اس فرمان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

☆ اس موضوع پر تفصیل کے لیے فاضل کی کتب ''مزارات وتبرکات اور ان کے فیوضات'' اور ''قبر کے احکام و آداب'' ملاحظہ فرمائیں۔ (ناشر)

بات ہے کہ محض قبر بذات خود کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔'' اس کے جواب میں عرض ہے کہ اولیاء اللہ سے نسبت کے سبب، محبت سے ان کے مقامات اور ان کی قبروں کو چوما جاتا ہے۔ محض مٹی یا پتھر کو چومنا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی دیکھئے کہ ''حجر اسود'' کو ہر کوئی چومتا ہے، حالاں کہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔ مگر آپ کہیں گے کہ اسے اس لئے چوما جاتا ہے کہ وہ جنت کا پتھر ہے، لہٰذا جنت سے نسبت کے سبب اس کی خصوصیت اور اہمیت ہوگئی، تو عرض ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق ''قَبرُ المُومنِ رَوضَۃ مِنْ رِیَاضِ الجَنّۃ'' (مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)، مومن کی قبر کو بھی جنت سے نسبت ہوگئی، لہٰذا اس کی خصوصیت و اہمیت کا انکار کیوں کر ممکن ہے؟ مزید غور فرمایئے۔ ہم سب قرآن کریم کو چومتے ہیں، یہ بھی محض محبت ہے کہ کیوں کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ حالاں کہ کلام الٰہی صرف وہ الفاظ ہیں جو Ink (روشنائی) سے کاغذ پر چھپے (پرنٹ) ہوتے ہیں، مگر ہم کاغذ کو، روشنائی کو، وہ (گتّا) کارڈ بورڈ جس سے ان کاغذوں کی بائینڈنگ (جلد بندی) ہوتی ہے، یا وہ غلاف جو قرآن پر چڑھالیا جاتا ہے، اس کو بھی چوم لیتے ہیں، صرف اس لئے کہ ان سب چیزوں کی نسبت اور تعلق کلام الٰہی سے ہوجاتا ہے۔ بات صرف اللہ جل شانہ سے خاص تعلق کی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی جو عزت و مرتبت حاصل ہے، وہ اللہ جل شانہ سے خاص تعلق کی وجہ سے ہے، لہٰذا جن چیزوں کا تعلق اللہ سبحانہ کے پیاروں سے ہوگیا، وہ بھی محبت و تعظیم کے لائق ہیں۔

صفا و مروَہ پہاڑیوں پر اللہ کی ایک پیاری بندی، حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے قدم آئے تو وہ پہاڑیاں، شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) ہوگئیں۔ قرآن سے پتہ چلا کہ جہاں، اللہ والوں کے قدم آجائیں، جب وہ مقام شعائر اللہ ہوجاتے ہیں تو جہاں اللہ جل شانہ کے اولیاء اپنے پورے وجود کے ساتھ آرام فرما ہیں، ان جگہوں کی عظمت کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟

تاہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے مزارات و تبرکات کو

محبت سے چوما جاتا ہے اور انہیں محض چومنا ہرگز عبادت نہیں البتہ محبت ہے اور سعادت سے خالی نہیں۔ چناں چہ تذکرۃ الرشید میں دیوبندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کے معمولات تفصیل سے درج ہیں۔ ان میں مدینہ منورہ کے اور اپنے مشائخ کے تبرکات کو چومنا اور ان کی حد درجہ تعظیم کرنے کا تفصیلی تذکرہ ہے (☆)

(☆) ''مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینۃ الرسول کی مٹی (گنگوہی نے) عطا فرمائی کہ لو اس کو کھالو، میں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے۔ آپ نے فرمایا، ''میاں وہ مٹی اور ہوگی'' ...... ایک مرتبہ حضرت مولانا (گنگوہی) نے موم کی بتی کا ذرا سا ٹکڑا مجھے عطا فرمایا اور کہا اس کو نگل جاؤ اور ایک بار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار ایثار فرمایا اور کہا کہ اس کو کھالو۔'' (ص ۴۸، ۴۹، تذکرہ الرشید، ج ۲)

''اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کا عطا فرمایا ہوا جبہ بھی آپ (گنگوہی) کے پاس تھا۔ یہ بھی انہیں تبرکات کے صندوقچہ میں رہتا تھا۔ جس وقت آپ اس کو نکالتے تو اول خود دست مبارک میں لے کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے، اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی۔'' (ص، ۱۶۷، تذکرہ الرشید، ج ۲) ''ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزوں، زم زمی کے ٹین اور تخم خرما (کھجور کی گٹھلی) کو یوں ہی پھینک دیتے ہیں، یہ خیال نہیں کرتے ان چیزوں کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔'' (ص ۴۸) ...... ''(گنگوہی نے) غسالہ شریفہ (روضہ رسول کے غسل کے پانی) کی گنگوہ میں سبیل لگائی اور (گنگوہی نے) فرمایا کوئی کیا جانے کہ (غسالہ کا) یہ پانی کیا چیز ہے۔'' (ص ۴۹) ''حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا' بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے، پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔ (ص ۵۲، الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی)۔ ''حجرہ شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک کو سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشا خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاللسنہ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں۔'' (ص ۵۲، الشہاب الثاقب)

اور دیوبندی وہابی ازم کے بڑے بڑے علماء نے اپنی کتابوں میں کسی مقدس ہستی یا جگہ سے نسبت کی برکت وفضیلت کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے، چناں چہ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ”اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔“ مزید فرماتے ہیں کہ ”بزرگوں کی صحبت وزیارت بڑی چیز ہے“ ان کا تو تصور بھی نافع ہے اور یہی اصل ہے تبرکات، کی کیوں کہ ان کی چیزوں کو دیکھ کر، ان کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی یاد سے دل میں نور آتا ہے، حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔“
(کمالات اشرفیہ، ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ تھانوی، کراچی)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ”لوگوں کے قلوب میں انوار و برکات ان (اہل اللہ) کی وجہ سے آتے ہیں، برکات سے متمتع (نفع کے طالب) ہونے کی شرط ان (اہل اللہ) کے ساتھ اعتقاد ہے۔“ (کمالات اشرفیہ، ص ۱۳۰)

بوادر النوادر کے ص ۸۵ پر اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں ”جیسے آگ کی مصاحبت سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور یہ صحبت، جیسے احیاء کی نافع ہوتی ہے اسی طرح اموات کی بھی، جب کہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو، جو کہ شرط فیض ہے، پس جب کہ صاحب مزار، صاحب نسبت ہو اور زائر بھی صاحب نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں تناسب ہو، اس سے زائر کے احوال حاصلہ میں رسوخ واستحکام ہو جائے، اسی کو ترقی وقوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسوخ، وحدانی ہونے کے سبب، وجدان سے مدرک بھی ہو جاتا ہے۔“ (نسبت میں پختگی اور یگانگی کی وجہ سے اچھی طرح قابل فہم ہو جاتا ہے)

یاد رکھئے! کسی شے کا پوجنا اور فعل ہے اور کسی شے کی تعظیم وتکریم دوسری بات ہے، دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ شرک کا تعلق اعتقاد سے ہے اور ہم اہل سنت و جماعت، ہرگز کسی صاحب قبر (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) کو مستقل بالذات اور حقیقی متصرف نہیں مانتے، بلکہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر اللہ ہی کے حضور التجا کرتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں، کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کی نیکیوں، عبادات اور دین وملت کے لئے خدمات کے طفیل، اپنے عفو وکرم اور عطا سے ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہیوں کو

مٹادے گا۔

اگر ہمارے اس فعل کو بھی دیوبندی وہابی ملاّ پرست حضرات ''قبر پرستی'' ہی کہنے پر مُصر ہیں، تو پھر ان سے یہ سوال ہے کہ، جولوگ بیت اللہ(مکہ مکرمہ) میں جا کر یا مکہ سے دور کسی جگہ سے کعبے کی سمت سجدہ کرتے ہیں، ان کے بارے میں کیا رائے رکھنی چاہئے؟ ان دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات کو لفظ ''غیر اللہ'' خوب یاد ہے اور وہ اس لفظ کو نہایت حقارت وتضحیک اور گستاخی کے ساتھ انبیا و اولیاء کے لئے لکھتے اور کہتے ہیں (حالاں کہ انہیں لفظ ''غیر'' کا معنی بھی صحیح معلوم نہیں ہوگا۔) ان ظالموں سے یہ سوال ہے کہ جس چار دیواری کو بیت اللہ کہتے ہو، وہ جن پتھروں سے بنی ہوئی ہے وہ پتھر بھی تو غیر اللہ ہیں، پھر یہ دیوبندی وہابی ان پتھروں کی سمت اپنا رخ عبادت کیوں موڑتے ہیں؟ ظاہر سی بات ہے کہ اس کا جواب یہی ہوگا کہ ''بیت اللہ کی عمارت میں استعمال ہونے والے پتھروں کی طرف سجدہ دینے کا حکم ہے۔'' تو پھر ان سے عرض ہے کہ یہ بھی مانو کہ اللہ تعالیٰ اگر ''غیر اللہ'' کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دے دے تو اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے، کیوں کہ کعبے کے پتھر بھی (تمہارے مطابق) انسانوں کی طرح غیر اللہ کی صف میں شمار ہوں گے، لہٰذا یہ لوگ کہیں گے کہ ''ہم اپنا رخ عبادت بیت اللہ کی طرف کرتے ہوئے اور بیت اللہ میں حاضری کے وقت بظاہر کعبے کی دیواروں یا غلاف سے لپٹے چمٹے رو رہے ہوتے ہیں، التجائیں کرتے، مرادیں مانگتے ہیں، مگر ہرگز ہرگز ہمارے ذہن میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ کعبے کی دیواروں میں چنے ہوئے پتھروں کو ہم اپنا معبود سمجھتے ہیں یا ان سے مرادیں مانگتے ہیں''۔ لہٰذا اے دیوبندی وہابی تبلیغی فتوٰی بازو! تم ان لوگوں کے حق میں پھر کیوں بدگمانی کرتے ہو جو اولیاء اللہ کے مزارات اور مقامات مقدسہ پر حاضری دیتے ہیں اور اولیاء اللہ کو ہرگز معبود نہیں مانتے بلکہ اولیاء اللہ کو محبوبان الٰہی اور برگزیدہ مخلوق سمجھ کر ان کے آستانوں پر جاتے ہیں اور وہاں بھی اللہ ہی سے مانگتے ہیں، اس کے باوجود تم ان لوگوں کو کیوں مشرک کہتے ہو؟

علمائے دیوبند سے سوال ہے کہ کعبۃ اللہ کے اندرونی حصے (حطیم) میں حضرت

اسماعیل اوران کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہما السلام اورحضرت آدم بنوری کی قبریں ہیں۔(☆)

(اس خاص مقام کو حجر اسمٰعیل (علیہ السلام) کہا جاتا تھا اور اتنے حصے پر نشانی کے لئے سبز رنگ کا پتھر تھا، گزشتہ برسوں میں جب نیا فرش بنایا گیا تو اس نشان کو ختم کر دیا گیا) تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ کعبہ کا طواف کرنے والے، کعبے کی سمت سجدہ کرنے والے کعبے سے لپٹ کر مرادیں مانگنے والے، دراصل کعبے کا طواف نہیں کرتے، کعبے کی سمت سجدہ نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ سے مرادیں نہیں مانگتے، بلکہ یہ کام ان اہل قبور سے وابستہ ہیں؟ اگر علمائے دیوبند اس سوال کے جواب میں یہ کہیں ''کہ عمل کا تعلق اعتقاد سے ہے، جب تک کعبے کے اندر مدفون ہستیوں کے بارے میں ایسا عقیدہ نہیں جو شرک ہو، اس وقت تک یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ طواف وسجدہ کعبے کا نہیں بلکہ قبروں کا ہو رہا ہے'' تو عرض ہے کہ اسی طرح اولیاء کے مزارات پر جانے والے بھی اہل قبور سے کوئی ایسا اعتقاد نہیں رکھتے جو شرک ہو، بلکہ زائرین، اولیاء اللہ تعالیٰ کے مزارات پر جا کر اللہ ہی سے مانگتے ہیں اور ہرگز قبر کا طواف یا قبر کی سمت سجدہ نہیں کرتے، تو اس حقیقت کو جاننے کے باوجود سچے سنی مسلمانوں کو مشرک کہنا کس قدر ظلم وزیادتی ہے، ایسا کہنے والے بلاشبہ ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اوران کے ہم نوا ہو سکے تو اپنے تھانوی صاحب کی آخری کتاب بوادر النوادر سے اولیاء اللہ کی عظمت وفضیلت کا احوال جاننے کے لئے ''اٹھائیس واں غریبہ'' ضرور پڑھ لیں۔)

اے دیوبندیو وہابیو! اگر تم غیر اللہ میں سے ایک چیز (کعبے کے پتھروں) کی طرف سجدہ کر کے بھی مسلمان کہلا سکتے ہو، صرف اس لئے کہ کہ تمہارے نزدیک حقیقی مسجود وہ پتھر نہیں، بلکہ مسجود حقیقی، اللہ سبحانہ کی ذات ہے، تو اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینے والے سچے مسلمان جب یہ کہتے ہیں کہ ''ہم اللہ جل شانہ ہی سے مانگتے ہیں، مگر اللہ کے پیاروں کے پاس آ کر مانگتے ہیں اور ہمارا حقیقی مقصود ومطلوب اللہ ہی ہے'' تو تم لوگ ان سچے مسلمانوں پر شرک کے فتووں کی گولیاں کیوں برسانے لگ جاتے ہو؟

عقل کے اندھو! تم شاید نہیں جانتے، مگر یہ حقیقت ہے کہ دین وایمان کی دولت

☆ جناب اشرفعلی تھانوی نے: ''فرمایا، سید آدم بنوری حضرت مجدد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے خلیفہ ہیں۔ میزاب رحمت کے نیچے ان کا انتقال ہوا۔ لاش وہاں سے نہ اٹھتی تھی۔ آخر کسی نے کہا کہ اسی جگہ دفن کرو پھر اٹھیں گے (برصفحہ آئندہ)

اور اللہ وحدہ لاشریک کے سامنے جھکنے اور اس کی بندگی کا سلیقہ، اس سے مانگنے کا طریقہ انہی اولیاء اللہ سے ہمیں ملا ہے، جنہیں تم نہایت حقارت سے ''غیر اللہ'' کہتے نہیں جھجکتے اور ہم سنی، محبت و تعظیم سے انہیں ''اہل اللہ'' کہتے نہیں تھکتے۔ انہی اہل اللہ کی برکت سے ہمیں راہ راست نصیب ہوئی، یہی وہ خانقاہیں ہیں جن سے خلق خدا کو رشد و ہدایت نصیب ہوئی۔ اسی لئے ہم کبھی کبھی ان آستانوں کی زیارت اور ان آستانوں میں موجود اہل اللہ کی خدمت میں، ان سے اپنی عقیدت اور نسبت کی تصدیق و توثیق کرانے کی غرض سے آجاتے ہیں۔ سچ ہے اور بلا شبہ سچ ہے کہ یہ اللہ والے اللہ کی رحمت کے دروازے ہیں اور اگر ان کے آستانے نہ ہوتے تو اس لامکاں والے کا ٹھکانہ نہ ملتا۔

❖ محترم قارئین! آپ کے یقین کی پختگی کے لئے رحمت عالم ﷺ کی ایک حدیث شریف بھی پیش کر دوں۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ فرماتے ہیں ''مجھے ہرگز اپنی امت سے شرک کا خوف نہیں مگر یہ اندیشہ ضرور ہے کہ میری امت دنیا سے زیادہ رغبت رکھنے لگے گی۔''

یہ حدیث شریف (نمبر 4042)، بخاری شریف، کتاب المغازی میں موجود ہے۔ بلا شبہ ہم اللہ کے پیارے نبی کی امت ہیں، جب ہمارے نبی ﷺ کو ہم سے شرک کا کوئی خوف نہیں تو ان فتوی باز مفتیان شرک کے فتووں سے ہم ہرگز مشرک نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھئے! اگر ہم اللہ کے نزدیک مشرک نہیں اور ہمارا عقیدہ توحید، قرآن و سنت کے مطابق سلامت ہے، تو ہم اللہ سبحانہ کے فضل و کرم سے سچے مسلمان ہیں۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے وہ ہمیں حق پر ثابت قدم رکھے اور دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔

شرک کے بعد اب، کتاب و سنت سے ''**بدعت**'' کے بارے میں بھی مختصراً کچھ عرض کر دوں۔ (ان شاء اللہ اس خادم کا ارادہ ہے کہ ''بدعت کی حقیقت'' کے موضوع پر ایک مکمل کتاب تحریر کروں گا، جس میں خود علمائے دیوبند کی تحریروں سے اپنے سچے

(بقیہ از صفحہ گزشتہ) آخر وہاں ہی دفن ہوئے''۔ (الکلام الحسن مکمل، ملفوظات تھانوی، ص ۲۲۱، ح ۲، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، لاہور)

موقف کو ثابت کروں گا۔)

❖ قارئین کرام! ہر سچا مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ ایمانی عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ کسی امام، مجتہد یا مفتی کا کوئی قول یا فعل جو شریعت و سنت کے مطابق نہیں، وہ ہرگز قابل قبول اور شرعی دلیل نہیں ہوسکتا۔ اس کائنات میں کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ قرآن و سنت کے احکام کو محض اپنی رائے سے بدل دے۔ جن لوگوں نے قرآن و سنت کے احکام کے مقابلے میں اپنی رائے کو ترجیح دی اور اپنی رائے کو اہم سمجھا، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ شریعت و سنت کا تو یہ اصول ہے کہ ''جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنایا۔'' یہ تو ممکن ہے کہ کسی مفتی کا فتوی قرآن و سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے غلط ہو، مگر یہ ہرگز ممکن نہیں نہ ہی متصور ہوسکتا ہے کہ قرآن و سنت کا حکم غلط ہو۔ کسی کی عقل اور سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کی عقل و فہم کا نقص ہے جس کے لئے اسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہیے۔

❖ محترم قارئین! یہ اصول ہے کہ (تُعرفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھا) ''ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے''۔ سنت و بدعت دو متقابل چیزیں ہیں۔ لغت عرب اور اصطلاح شریعت میں سنت کا معنی ''طریقہ'' ہے۔ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق وہ طریقہ، ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور کامل متبعین کا طریقہ ہے۔ لغت کے مطابق ''بدعت'' ہر نئی پیدا ہونے والی بات (ہر نو پیدا اَمر) کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت، میں مطلق بدعت وہ امر ہے جو شریعت و سنت سے ثابت نہ ہو۔ یعنی بدعت کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ، دین میں کوئی ایسا اضافہ (یا کمی) جو قولاً یا فعلاً صراحتًہ یا اشارۃً شریعت و سنت سے ثابت نہ ہو۔ اور جس عبادت و عادت اور عقیدہ و عمل کا شریعت و سنت سے ثبوت یا دلیل و نظیر مل جائے، اسے ہرگز شرعی بدعت نہیں کہا جائے گا۔ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے کتنے ہی ایسے اعمال و اذکار اور دعاؤں کو اختیار کیا جنہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا تھا، نہ ہی ان کا حکم دیا تھا اور صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اعمال اس ''خیر'' میں داخل ہیں جو دین اسلام کا مقصود ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (تم کار خیر کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لئے اس (طریقہ نکالنے کا) اجر وثواب ہے اور جس قدر لوگ اس طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثواب کا مجموعی ثواب بھی (طریقہ نکالنے والے کے لئے) ہے جب کہ بعد والوں کے لئے بھی (اس عمل کے کرنے پر) اجر میں کمی نہیں ہوگی ...... (مسلم شریف)۔ (اسی حدیث کو ص ۱۱۵، تذکرۃ الرشید ج ا میں رشید احمد گنگوہی کے مکتوب میں اور کمالات اشرفیہ، ص ۱۱۳ اور بوادر النوادر، ص ۳۵۳ میں بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے) اس ارشاد گرامی کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ہر کوئی جو نیا طریقہ چاہے اختیار کرلے، بلکہ ہر نئے طریقے کے لئے اسلام میں قواعد وضوابط متعین ہیں، لہٰذا ضروری ولازمی ہے کہ جو نیا طریقہ نکالا جائے وہ اسلام کے قواعد وضوابط اور دلائل وشواہد کے دائرے میں ہو، یعنی ہر نئے طریقے کا شریعت وسنت کے قوانین کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ شریعت وسنت جس طریقے کو اچھا کہے، وہ اچھا ہے اور جس کو شریعت وسنت اچھا نہ کہے، وہ ہرگز اچھا نہیں ہے۔ مگر اس کا فیصلہ شریعت وسنت کی اصل روح کے مطابق ہوگا، کسی کی محض ذاتی رائے پر نہیں ہوگا۔

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا، میں نے جنت میں تیرے قدموں کی چاپ سنی ہے، تو کیا خاص عمل کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کی، میں ہر بار وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، حاکم) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ حضرت بلال کے اس مبارک عمل کی فضیلت وثواب ظاہر کرنے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے دوسرے صحابہ کے سامنے پوچھا تا کہ

سب جان لیں کہ ''کارِ خیر'' بہر حال کارِ خیر ہے اور اس پر ثواب ہے، چناں چہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال کے اس طریق کو سراہا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ وہ پہلے شہید ہیں، جنہوں نے قید کی حالت میں شہید کئے جانے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنے کی سنت قائم کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مرتبہ نماز میں، رکوع سے اٹھتے ہوئے جب ''سَمِعَ اللّٰه لِمَنَ حَمِدَہ'' فرمایا تو ایک صحابی (مقتدی) نے ''رَبَّنَا لکَ الحمد'' کے ساتھ ساتھ ''حمدًا کثیرًا طیبًا مبارکاً فیه'' کے الفاظ بھی کہے۔ نماز ختم ہونے پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا، ان میں سے ہر ایک فرشتے کی یہ کوشش تھی وہ ان کلمات کو لکھے۔ یعنی ان کلمات کو ادا کرنا بے پناہ اجر و ثواب کا موجب ہوا۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح کے متعدد واقعات ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شریعت و سنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے جو کارِ خیر کیا جائے، وہ نیکی ہے اور نیکی کو مطلقاً بدعت نہیں کہا جا سکتا۔ ثابت ہوا کہ شریعت و سنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاملات میں بہت وسعت ہے۔ ہر وہ امر جس کے مطلوب ہونے کی شریعت و سنت گواہی دے اور نہ وہ کسی نص کے مخالف ہو اور نہ اس سے کوئی شدید فتنہ و فساد پیدا ہو، وہ ہرگز بدعت نہیں ہے۔ دین اسلام، ہر زمانے اور ہر علاقے کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور زمانوں اور قوموں کے تغیر کے ساتھ ساتھ، نئے نئے واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ اگر ایسے مسائل کے اسلامی حل کو محض بدعت اور گمراہی قرار دے دیا جائے تو دین مکمل ضابطہ حیات کیسے رہے گا؟

افسوس ان لوگوں پر جو شریعت و سنت کے مطابق اعمال و افعالِ حسنہ کو بدعت قرار دیتے نہیں تھکتے، وہ ان بدعتوں کی طرف سے غافل ہیں جن کا انجام، ایمان اور اہل ایمان کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ مغربی طرزِ حکمرانی جسے ''جمہوریت'' کہا جاتا ہے بلاشبہ بدترین بدعت ہے اور میلادِ رسول منانے کو بدعت کہنے والے اس طرزِ حکومت کی

تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ یہ اسلام دشمنوں کی مذموم سازش ہے، اس بری بدعت نے مسلمانوں کو شریعت وسنت کی اطاعت کی بجائے اس طاغوت کی اطاعت سکھا دی ہے، جسے ''ملکی قانون یا آئین'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ جل شانہ کے حکم کی تعمیل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محبت سے درود وسلام بھیجنے والوں کو ''بدعتی'' کہنے والے، دین کے یہ خود ساختہ ٹھیکے دار، حکمرانی کے متعلق اس بُری بدعت کے خلاف کچھ نہیں کہتے جس میں کتنے مسلم ممالک مبتلا ہو چکے ہیں، بلکہ پاکستان میں اکثر دیوبندی وہابی علماء صرف اسی جمہورت کی بالا دستی کے لئے نہ صرف عورت کی حکومت کی حمایت کر رہے ہیں، بلکہ ایک دیوبندی عالم ہی اس عورت کے مشیر کے عہدے پر فائز ہیں، جس کی امارت بلاشبہ قرآن وسنت کے صریح خلاف ہے۔ یہی نہیں وہ تو عورت کی امارت کے جواز پر زور بھی دے رہے ہیں اور عورت کی امارت کو ناجائز کہنے والوں کو برا کہہ رہے ہیں۔

''جوہانس برگ سے بریلی'' کے پارٹ ا ص ۱۰، پر یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعتی دوزخ میں جائے گا۔'' یہ حدیث نقل کر کے کتابچے کے مصنف نے ہمارے بارے میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ اہل سنت وجماعت (اس کے بقول) بدعتی ہیں۔ یہ بہتان عظیم ہے اور اس بہتان کا وبال ان دیوبندی وہابی ظالموں پر ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بدعت سے مراد، وہ (کام) بدعتیں ہیں جن (کاموں) کے صحیح ہونے کے بارے میں شریعت وسنت میں کوئی دلیل ومثال نہ ہو اور جس کام کی صحت، شریعت وسنت سے کسی طرح ثابت ہے، وہ ہرگز بدعت نہیں۔

کتاب تہذیب الاسماء واللغات، ص ۲۲۔ ۲۳، ج ۲ پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور امام ابو محمد عبد العزیز عز الدین بن عبد السلام علیہ الرحمہ کی کتاب القواعد سے نقل کیا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ واجبہ، محرمہ، مندوبہ، مکروہہ اور مباحہ۔ انہوں نے ان پانچوں اقسام کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ

عنہ کا فرمان نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں ''ایک بدعت سیئہ ہے اور ایک بدعت حسنہ ہے۔ بدعت سیئہ وہ ہے جو کسی شرعی دلیل کے خلاف ہو، ایسی بدعت، بدعتِ ضلالت ہے۔ اور بدعت حسنہ وہ ہے جو عہدِ اول کے کسی امر خیر اور شرعی دلیل کے منافی نہ ہو، ایسی بدعت، بدعت حسنہ ہے۔''(☆)

حدیث شریف میں بدعت کی مذمت سے پہلے شر الامور محد ثاتھا کے الفاظ ہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)۔ اللہ کی عطا سے غیب جاننے والے رسول کریم ﷺ نے اس ارشاد میں (کسی قید کے بغیر تمام) بدعات کو گمراہی قرار دینے سے پہلے ''شر الامور'' (برے کاموں) کے الفاظ فرما کر واضح فرما دیا کہ ''نئے اچھے کاموں'' کو ہرگز بدعت و گمراہی نہیں کہا جائے گا۔ اور جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی نقل کردہ دوسری حدیث شریف ''مَن اَحدَثَ فِي اَمرِنَا هٰذَا مَا لَيسَ مِنهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری و مسلم) میں ''فی اَمرِنا'' کے الفاظ سے علمائے دیو بند کے مطابق بھی یہ واضح ہو گیا کہ ''دین میں'' کوئی نئی بات نکالنا غلط ہو گا لیکن ''دین کے لئے'' نئے انداز وغیرہ غلط نہیں ہوں گے۔ چناں چہ دیو بندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع صاحب اپنی کتاب ''سنت و بدعت'' کے ص ۱۱، ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ:

''جو عبادت آں حضرت ﷺ یا صحابہ کرام سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً، صراحتاً یا اشارۃً، وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی...... جس کام کی ضرورت عہد رسالت میں موجود نہ تھی، بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہو گئی، وہ بھی بدعت میں داخل نہیں، (مزید فرماتے ہیں کہ) احادیث میں ممانعت احداث فی الدین (دین میں نئی بات نکالنے) کی آئی ہے، احداث للدین (دین کے لئے نئی بات نکالنے) کی نہیں۔''

اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں ''بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے، اگر معالجہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟ پس ایک

(☆) علمائے دیو بند کی مصدقہ کتاب الدر المنظم ص ۱۰۹ (مطبوعہ مجتبائی، دہلی) میں بھی یہ حوالہ موجود ہے۔

احداث للدین ہے اور ایک احداث فی الدین ہے۔ احداث للدین معنیً سنت ہے۔" (الافاضات الیومیہ،ص ۲۴۲ ج ۱،مطبوعہ مکتبہ دانش، دیوبند)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: "بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے ادّلہ کا قیام اور نحو وغیرہ کی تعلیم، اور کبھی بدعت مستحب بھی ہوتی ہے، جیسے رباط و مدرسہ وغیرہ بنانا اور تمام نیک کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے۔" (بوادرالنوادر،ص ۷۷۷)

ارواح ثلاثہ مرتّبہ جناب اشرفعلی تھانوی،ص ۱۳۹۔ ۱۴۰ پر ہے: "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوت اضافہ نہایت کامل تھی اس لئے صحابہ کی اصلاح باطن کے لئے صرف آپ کی تعلیم کافی تھی اور ان کو اشغال متعارفہ بین الصوفیہ کی ضرورت نہ تھی اور بدون ان اشغال کے، اصلاح ہو جاتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد رفتہ رفتہ یہ قوت مضمحل ہوتی گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ صوفیہ کو اصلاح باطن، میں اشغال متعارفہ مثل ذکر بالجہر وحبس دم و پاس انفاس وغیرہ سے مدد لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہوں نے اشغال متعارفہ سے کام لیا۔ یہ اشغال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے، اس لئے بدعت تھے، مگر بدعت فی الدین نہ تھے، بلکہ بدعت للدین تھے، یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ جو امور شرعاً مامور بہ تھے، ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا تھا، اس لئے یہ اشغال للدین تھے نہ کہ داخل دین۔ اس کو یوں سمجھو، ایک طبیب نے نسخہ میں شربت بنفشہ لکھا، مریض کو شربت بنفشہ کی ضرورت ہے، مگر بازار میں شربت بنفشہ نہیں ملتا، اس لئے وہ لکڑیاں لاتا ہے، آگ جلاتا ہے، دیگچی لاتا ہے، شکر لاتا ہے، پانی لاتا ہے، بنفشہ وغیرہ لاتا ہے اور شکر و بنفشہ وغیرہ کو دیگچی میں ڈال کر آگ پر پکاتا ہے اور شربت بنفشہ بنا کر نسخہ کی تکمیل کرتا ہے تو یہ لکڑیاں لانا، آگ جلانا وغیرہ زیادت فی النسخہ نہیں، بلکہ تکمیل النسخہ ہیں۔ اسی طرح سمجھو کہ تحصیل مرتبہ احسان اور اصلاح نفس شرعاً مامور بہ ہیں اور شریعت نے ان کا کوئی طریق خاص معین نہیں فرمایا، اس لئے یہ مامور بہ جس طریق مباح (حلال، جائز) سے بھی حاصل ہوں اس طریق کو اختیار کیا جائے گا

اور وہ طریق خاص، جزو دین نہ ہوگا مگر ذریعہ دین ہوگا۔''

یہاں قارئین کے لئے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ اصول ہے کہ کسی چیز کا عدم وجوب، یا منقول نہ ہونا اس کے عدم جواز کی دلیل نہیں ہوتا، یعنی اگر کوئی کام واجب یا لازمی نہیں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ وہ کام جائز اور درست بھی نہیں، کیوں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر کسی چیز یا کام وغیرہ کی ممانعت یا ناجائز ہونا کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو، تو اس چیز یا کام کو کوئی محض اپنی ذاتی رائے سے ناجائز یا غلط نہیں بنا سکتا، ورنہ ایسا کرنے والا احداث فی الدین کا مرتکب تصور کیا جائے گا کیوں کہ محض اپنی سمجھ اور ذاتی رائے پر بھروسا کر کے کسی نیک جائز کام کو برا یا غلط قرار دینا ہر گز کوئی نیکی نہیں بلکہ سنگین غلطی اور بری بدعت ہے۔

موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود ساختہ علماء حق کہلانے والے ہر گز اللہ جل شانہ سے نہیں ڈرتے ورنہ اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ وہ نئے معاملات جن میں ایک نظیر کو دوسری نظیر پر محمول کیا گیا ہو وہ ائمہ کی سنت ہیں۔ ایسے معاملات میں زبان درازی کرنے والے ان دیوبندی وہابی علماء کا حال یہ ہے کہ کسی ایک نص کو کسی طرح اپنے موافق پاتے ہیں تو فتوی داغ دیتے ہیں اور اس ایک نص کے ماسوا دیگر نصوص، قواعد، مطالب، اہل علم کے صحیح بیانات اور صحابہ کرام اور ان کے سچے کامل متبعین کے ارشادات کو خود اپنی جہالت کے سبب کچھ نہیں گردانتے۔ ان لوگوں کا یہ حال ملاحظہ کیجئے، ان سے کہا گیا کہ تم ''بدعت'' کی تعریف کرو۔ کہنے لگے'' جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی اور اب ہے وہ بدعت ہے۔'' اس تعریف پر ان کی گرفت کی گئی، جب ان کو نظر آیا کہ یہ تعریف تو خود ان کے گلے پڑ رہی ہے تو لفظ بدلنے پر مجبور ہو گئے کہنے لگے'' جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا بلکہ ان کے بعد ہوا، وہ بدعت ہے۔'' اس تعریف سے بھی یہ خود کو شدید بدعتی ہونے سے نہیں بچا سکے تو پھر کہنے لگے کہ'' بدعت کے معنی دین میں اضافہ ہے۔'' اس پر بھی یہ ثابت نہ کر سکے کہ اضافہ سے مراد کیا کیا ہے؟ بلکہ شریعت وسنت کے تحت ہر وہ

کام اور ہر وہ صحیح بات، جس کو یہ لوگ دین میں اضافہ کہتے رہے، وہی کچھ ان کی کتابوں اور ان کے اپنے عمل سے بھی ثابت تھا، تو پھر وہی ''چوں کہ، چناں چہ، بالفرض اور یعنی'' وغیرہ کے الفاظ سے ہیر پھیر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صرف لفظی نزاع ہے مگر حقیقت اپنا آپ منوا کر رہتی ہے، چناں چہ ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو بھی لکھنا پڑا کہ بدعت کی قسمیں ہیں۔ بدعت (حسنہ) اچھی بھی ہوتی ہے اور (سیئہ) بری بھی ہوتی ہے۔ (☆)

قارئین کے لئے یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ علمائے دیوبند میں بدعت کا مفہوم شروع سے متنازع رہا ہے۔ چناں چہ رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو غیر عالم لکھا اور اپنے پیر و مرشد کے موقف کو غلط قرار دیا اور کہا کہ پیر کو درست کرنا مرید کا کام ہے۔ وہی گنگوہی صاحب تھانوی صاحب کو بھی غلط کہہ رہے ہیں۔ جو ہانس برگ سے بریلی کا مصنف اور موجودہ علمائے دیو بند اپنے اشرفعلی تھانوی کو ''مجدد ملت اور حکیم الامت'' کہتے ہیں جب کہ جناب رشید احمد گنگوہی اپنے مکتوب میں تھانوی صاحب کو لکھتے ہیں۔ '' آپ نے بدعت کے مفہوم کو ہنوز سمجھا ہی نہیں۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۲۲ج ۱)

قارئین نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ یہ دیوبندی وہابی لوگ محض اپنی ذات کا تحفظ

(☆) واضح رہے کہ علمائے دیوبند نے تبلیغی جماعت اور اس طرح تبلیغ کو بدعت حسنہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو'' اصول دعوت و تبلیغ'' (مصنفہ جناب عبد الرحیم شاہ) اور دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے امام شاہ اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ '' الدر المنظم '' کے ص ۱۰۴، ۱۰۵ پر موجود ہے۔ اس میں وہ بدعت کی دونوں قسموں، حسنہ اور سیئہ کو تسلیم کرتے ہیں اور امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ'' امام شافعی نے فرمایا کہ جو نئی چیز مخالف ہو کتاب و سنت و اجماع امت کی یا کسی اثر کے، وہ بدعت ضالہ ہے اور جو نئی بات دین میں خیر کی قسم سے ہو اور کتاب و سنت کی بھی مخالف نہ ہو اور نہ خلاف اجماع ہو، وہ بدعت محمودہ ہے۔ حاصل یہ کہ بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے۔'' اسی فتوی میں اسمٰعیل دہلوی نے علامہ ابن حجر کے استاد کے حوالے سے یوم میلاد رسول کو عید منانا بھی بدعات حسنہ میں سب سے عمدہ لکھا ہے۔

چاہتے ہیں۔ دین اسلام کے زریں اصولوں کے تحفظ کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ ہر وہ کام جس کو محض بدعت اور گمراہی قرار دے کر یہ لوگ ہم سنّیوں پر بدعتی ہونے کا فتوٰی لگاتے ہیں، وہی سارے کام اسی طرح بلکہ کچھ زیادہ شدّ ومد سے یہ خود کرتے ہیں۔ یہ خادم پہلے بھی عرض کر چکا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ پورے اعتماد اور وثوق سے پھر عرض کر رہا ہے کہ میرے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ میلاد شریف، مجلس ذکر شہادت سیدنا امام حسین، جلوس، فاتحہ وایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی وغیرہ تاریخ، جگہ، وقت کے اعلان، سالانہ تعین اور تشہیر کے ساتھ عرس وبرسی، مزارات پر حاضری وغیرہ کے سب اعمال یہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود بھی کرتے ہیں مگر شرک وبدعت کے فتوے انہوں نے صرف ہم سنّیوں کے لئے مخصوص کر لئے ہیں، جس کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ جو عمل ان کے فتوے کے مطابق غلط ہے وہ کام اگر یہ خود کریں تو جائز ہے اور اگر کوئی دوسرا کرے تو ناجائز ہے۔

قارئین کرام! آپ خود ہی کہئے کہ یہ دین کے ساتھ تمسخر کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس کے باوجود ان کا دعوٰی ہے کہ یہ علمائے حق ہیں، حالاں کہ ان کو دین کے لٹیرے کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کے شر سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

❖ محترم قارئین! یہ خادم اہل سنت اپنی کتاب ''دیوبند سے بریلی (حقائق)'' میں عرض کر چکا ہے کہ ان لوگوں کا مقصد مسلمانوں کو روحِ اسلام سے دُور کرنا ہے اور اس کام کو یہ اپنے غیر مسلم آقاؤں کے اشارے اور ان کی امداد کے بل بوتے پر انجام دے رہے ہیں اور وہ بھولے بھالے مسلمان جو حقائق سے آگاہ نہ ہونے کے سبب ان شاطروں کی مکاریوں کے فریب میں آگئے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ یہ دیوبندی وہابی انہیں تباہی کی کن اندھیری غاروں میں پہنچا رہے ہیں۔ نمازوں کی تلقین تو ان کا ظاہری ہتھکنڈا ہے، خود تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کی گواہی پیش خدمت ہے، اپنی ''دعوت'' کے ص ٦ میں فرماتے ہیں: ''میاں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ

سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریک صلوٰۃ ہے۔ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلوٰۃ نہیں ہے۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا، میاں ظہیر الحسن، ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔''
(ص ۱۹۹، محمد الیاس اوران کی دینی دعوت، مرتبہ ابوالحسن علی ندوی، مطبوعہ مجلس نشریات اسلام، کراچی)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی وہابی تبلیغی علماوعوام، اپنے الیاس صاحب کے اس بیان کے بارے میں؟ کون سچا ہے؟ اگر الیاس صاحب کو سچا کہیں تو یہ سارے تبلیغی جھوٹے ہیں جو تبلیغی جماعت کو تحریک صلوٰۃ کہتے ہیں، اگر یہ سارے خود کو سچا کہیں، تو ان کے بانی جھوٹے قرار پائیں گے۔ اور قارئین بخوبی جان لیں گے کہ یہ بڑے چھوٹے سب ہی جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے۔

کچھ عرصہ قبل دیوبندیوں وہابیوں ہی کی طرف سے دیوبندیوں ہی کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی کتاب ''فضائل اعمال'' (جس کا پہلا نام تبلیغی نصاب تھا) پر اعتراض کئے گئے۔ اعتراضات میں ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ ''تبلیغی جماعت'' کے افراد، دیوبند کے بڑے علماء کی کتابوں کو پس پشت ڈال رہے ہیں، مٹا رہے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے افراد کے پاس صرف ''فضائل اعمال'' نامی کتاب ہوتی ہے، اشرفعلی تھانوی اور حسین احمد مدنی وغیرہ کی کتابیں نہیں ہوتیں۔ اس کے جواب میں شیخ محمد زکریا صاحب اور محمد شاہد سہارن پوری صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تبلیغی نصاب میں شامل کتابیں تبلیغی تحریک کے بنیادی اصولوں کے موافق ہیں اور تحریک کے اصول اور مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ''یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ہمارا مقصد لوگوں کو دیوبندی بنانا ہے، یعنی بقول (تبلیغی جماعت کے بانی) مولانا محمد الیاس صاحب کے، کہ تعلیمات مولانا اشرفعلی تھانوی کی اور طریقہ مولانا محمد الیاس کا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''تبلیغی جماعت کا ایک بہت قدیم اور ابتدائی اصول ہے کہ تبلیغی جماعت اور تبلیغی اجتماعات میں مسائل ہرگز نہ بیان کئے جائیں''۔ اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ: ''(مسائل کی وجہ سے) لوگوں کے بددل اور ناشاد ہونے کا اندیشہ ہے اور

پھر بد دلی کے بعد تبلیغی اجتماعات میں لوگ شریک نہیں ہوں گے۔'' (☆)

(ملخصاً از کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات، اور تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات)

جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے ہم نوا دیو بندی وہابی تبلیغی حضرات اپنے بڑوں کے ان ارشادات سے بخوبی واقف ہوں گے۔ کیا اس کے باوجود بھی وہ تبلیغی جماعت کو تحریک صلوٰۃ اور اصلاحی تحریک قرار دیں گے؟

قارئین کرام! جن لوگوں کا نصب العین ہی قرآن وسنت کے احکام نہ بتانا ہو، صرف اس لئے کہ لوگ ناخوش ہوں گے، ان سے صدائے حق کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟ خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ تبلیغی جماعت کے دربدر مارے مارے پھرنے والے پھر کیا تبلیغ کرتے ہوں گے۔ یقین جانئے کہ دیو بندی وہابی تبلیغی جماعت کا ظاہر و باطن ایک نہیں، یہ ہاتھی کے دانت والی مثال ہے کہ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ منافقت اسی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

۞ ان کا ایک اور اعتراض اور اس کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔ ''جو ہانس برگ سے بریلی'' کے پارٹ ۲ ص ۹ پر اس کتابچے کے مصنف نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ ''وصایا شریف'' کے ص ۱۲ کا عکس شائع کر کے ایک اعتراض کیا ہے، حالاں کہ عقل کے اس اندھے کو نظر نہیں آیا کہ اسی عکس میں اس کے اعتراض کا دنداں شکن جواب موجود ہے۔ مگر سچ ہے کہ تعصب اور عناد والے کو حقائق نظر نہیں آتے، کیوں کہ بے بنیاد بغض وعناد، نہ صرف عقل کو

(☆) تبلیغی جماعت پر جناب ظفر احمد تھانوی کے شدید اعتراضات کے لئے کتاب ''تذکرہ الظفر'' بھی ملاحظہ ہو۔ علاوہ ازیں سعودی عرب کے بھی ایک وہابی نجدی مفتی، حمود بن عبد اللہ نے ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعت التبلیغ'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے ''دار الصمیعی للنشر والتوزیع'' ریاض، نے شائع کیا ہے، جس میں تبلیغی جماعت کے قائدین کو مشرک و بدعتی اور تبلیغی جماعت کو مناق اور گمراہ کن جماعت ثابت کیا ہے اور علمائے دیو بند کو مشرک اور دجال قرار دیا ہے۔

زائل کرتا ہے بلکہ حواس کی خوبیوں سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کا خیال تھا کہ جنوبی افریقا میں ان کی مذموم کارروائیاں کام یاب ہو جائیں گی کیوں کہ جنوبی افریقا کے تمام مسلمان حقائق سے واقف نہیں۔ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے ہر جھوٹ پر پردہ پڑا رہے گا مگر انہیں کیا پتا تھا کہ انہوں نے فتوؤں کی گولیوں سے بھری ہوئی جس مشین گن کا رخ، سچے سنّی مسلمانوں کی طرف کر رکھا ہے، اپنی اسی مشین گن کی گولیوں کا نشانہ یہ خود بن جائیں گے، چناں چہ ملاحظہ ہو۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصایا شریف کا آخری پیراگراف جس کا عکس ''جوہانس برگ سے بریلی'' پارٹ ۲ کے ص ۹ پر موجود ہے، اس میں اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں: ''رضا حسین، اور حسنین تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت مت چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔ والسلام''۔

اس پیراگراف میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو صرف دو لفظوں پر اعتراض ہے اور وہ دو لفظ یہ ہیں ''میرا دین''۔ ان دو لفظوں کو بنیاد بنا کر دیوبندی وہابی تبلیغی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے (معاذ اللہ) کوئی نیا دین نکالا تھا ورنہ ''میرا دین'' کے الفاظ کیوں استعمال کیے؟

اس اعتراض کی اصولاً کوئی حقیقت نہیں، کیوں کہ پورا جملہ جو ''جوہانس برگ سے بریلی'' پارٹ ۲ ص ۹ پر موجود ہے وہ یہ ہے کہ ''میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے''۔ اگر اعلیٰ حضرت بریلوی کی ایک ہزار سے زائد تصانیف یا ان میں سے چند ایک بھی دیکھی جائیں تو اس حقیقت کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، بلا شبہ قرآن و سنت کے سچے مبلّغ تھے اور دین اسلام کے سچے پاس بان اور مسلمانوں کے سچے محسن تھے۔ اگر ان کی تصانیف سے کوئی ایک بات بھی اسلام کے سچے اصول و قواعد کے خلاف ثابت نہیں، تو یہ اعتراض کرنا کہ ''میرا دین'' سے مطلب،

اسلام سے ہٹ کر کوئی اور دین ہے، یہ محض حماقت اور جہالت ہے۔ کیوں کہ اعلیٰ حضرت نے صرف ''میرا دین'' کے الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ پورا جملہ یہ ہے کہ ''میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے'' اور اس جملے سے پہلے شریعت کی اتباع کی تاکید کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود اگر دیوبندی وہابی تبلیغی، حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تو ذرا کھلی آنکھوں سے اپنے گھر کا احوال دیکھیں اور سوچیں کہ خود انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ الزامی جواب ملاحظہ ہو۔

۱۹ رمضان المبارک، ۱۳۹۰ ہجری کو سہارن پور کے مدرسہ مظاہر علوم میں ہونے والی شیخ محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی ایک مجلس کے ملفوظات میں (دیوبندی وہابی عالم) تقی الدین ندوی مظاہری نے لکھا ہے، اس مجلس میں دیوبندی وہابی علماء، منظور نعمانی اور ابوالحسن علی ندوی بھی شریک تھے۔ ارشاد فرمایا: ''ہمارے اکابر حضرت گنگوہی (رشید احمد گنگوہی) و حضرت نانوتوی (محمد قاسم نانوتوی) نے جو دین قائم کیا تھا، اس کو مضبوطی سے تھام لو، اب قاسم ورشید پیدا ہونے سے رہے، بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ۔'' (صحبتے با اولیاء، ص ۱۲۵، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ناشران کتب، کراچی ۱۹۸۲ء)

قارئین کرام! مذکورہ عبارت کے کچھ الفاظ قابل توجہ ہیں۔ دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے ہیڈ، شیخ محمد زکریا صاحب کاندھلوی کے الفاظ ذرا توجہ سے دیکھئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ''جو دین گنگوہی و نانوتوی نے قائم کیا تھا۔''

اگر کوئی ان الفاظ کے مطابق یہ کہے کہ ''گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے نیا یا الگ دین قائم کیا تھا'' تو دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ان دونوں بڑوں کی کتابیں دکھا کر ہرگز یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں، کہ دونوں اسلام ہی کے مبلغ تھے، کیوں کہ اول تو ان دونوں کی کتابوں میں کفریات بھی موجود ہیں، دوسرا یہ کہ زکریا صاحب کے الفاظ میں ''جو دین'' کے الفاظ بعد صرف گنگوہی و نانوتوی کا نام ہے، ان کی کتابوں کا ذکر ہی نہیں ہے، علاوہ ازیں زکریا صاحب، صرف گنگوہی یا نانوتوی کی اتباع کی تاکید کر رہے

ہیں، ہرگز شریعت کی اتباع کی تاکید نہیں کر رہے۔

اور سنئے، تذکرۃ الرشید، ص ۱۱۳ ج ۱ پر ہے کہ: ''واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔''

قارئین ملاحظہ فرمایئے کہ اس جملے کو اللہ کی قسم سے شُروع کر کے کتنا قطعی بنایا گیا ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں وہابیوں کو دین، ایمان، نماز، روزے کی چھٹی، تھانوی کے پاؤں دھو کر پیئیں اور اپنے مفتی کے فتوے کے مطابق نجات پائیں۔

رشید احمد گنگوہی صاحب کا بھی ایک ارشاد ملاحظہ ہو فرماتے ہیں: ''سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں، مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۷ ج ۲)

یہ الفاظ کس قدر قطعیت سے کہے گئے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ''حق وہی ہے جو گنگوہی کہے'' اور تمام انبیا وصحابہ واولیاء اور علمائے حق ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام وہابی دیوبندی علماء بھی جو کہیں وہ حق نہیں، تو اس کے لئے ''چوں کہ، چناں چہ، اگر، بالفرض، یعنی وغیرہ'' کے ہیر پھیر نہ کئے جائیں، نہ ہی گنگوہی صاحب کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کی جائے، ورنہ دیوبندیوں وہابیوں کے لئے دُہری مشکل ہو جائے گی، بلکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ گنگوہی صاحب کا یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ کیوں کہ جھوٹ، واقعہ کے خلاف بات کو کہتے ہیں اور گنگوہی صاحب کے یہ الفاظ، بلاشبہ واقعے کے خلاف ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب جھوٹ کہہ رہے ہیں، تو پھر خود ہی فرمایئے کہ جھوٹے کی پیروی پر ہدایت ونجات موقوف ہونا تو در کنار، کیا ممکن بھی ہوسکتی ہے؟

محترم قارئین! یہ خادم اہل سنت پھر عرض گزار ہے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے علما وعوام، ہم اہل سنت و جماعت کے صرف اس لئے کچھ زیادہ دشمن ہیں کہ ہم انہیں کے بڑوں کی کتابوں کے آئینے میں ان کو انہی کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ جب انہیں آئینے میں

اپنا ہی چہرہ داغ دار نظر آتا ہے، تو ان کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو اپنے چہرے کے داغ دور کریں یا آئینہ توڑ دیں۔ آئینہ ان کے بڑوں کی کتابیں ہیں، اور چہرے کے داغ ان کے وہ بے جا اعتراض ہیں، جو یہ ہم پر کرتے ہیں۔ مگر مشہور مثل ہے کہ رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔ (مثال تو کُتے کی دُم والی بھی ہے مگر بفضلہٖ تعالیٰ اس گناہ گار کی زبان و قلم کو نامناسب پیرایۂ بیان پسند نہیں) ان لوگوں کا بھی وہی حال ہے، نہ تو یہ اپنے بڑوں کی ایسی ہفوات و خرافات سے بھری کتابیں دریا برد کرتے ہیں، نہ ہم اہل سنت پر بے جا اعتراض کا سلسلہ بند کرتے ہیں۔ آپ کچھ کر لیجیے ان کی ''میں نہ مانوں'' والی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی ختم نہیں ہوتی۔ الزامی جواب کے بعد اب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے الفاظ ''میرا دین'' کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیقی جواب بھی ملاحظہ ہو۔

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ'' (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا)۔ جب اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ''تمہارا دین'' تو کوئی مسلمان اگر یہ کہے کہ ''میرا دین'' تو یہ ہرگز غلط نہیں ہوگا۔

مسلم شریف اور بخاری شریف کی حدیث کے مطابق قبر میں دو فرشتے تین سوال کرتے ہیں اور ان کا دوسرا سوال یہ ہوتا ہے ''**مادینک**'' (تیرا دین کیا ہے؟) اس کا جواب، مومن یہ دیتا ہے ''**دینی الاسلام**'' (میرا دین اسلام ہے)۔ دیوبندی وہابی تبلیغی علما و عوام سے گزارش ہے کہ ان میں کا ہر ایک اپنی قبروں میں جب جائے، تو منکر نکیر سے صاف صاف کہہ دے کہ ''میرا کوئی دین نہیں'' ورنہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی یہ تسلیم کریں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کا اعتراض، ان کی اعلیٰ حضرت بریلوی سے بے بنیاد دشمنی کے سوا کچھ نہیں۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ کے ص ۲۵ پر کتابچے کے مصنف کا ایک اور جھوٹ ملاحظہ ہو۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصایا

شریف کا ایک حصہ نقل کر کے جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے دروغ گوئی اور اپنے خبث باطن کا برملا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"It is interesting to note that Ahmed Raza Khan does not say that these things be given to the poor and convey the reward of it to me. Nay, he says, send these things"

اتنا لکھنے کے بعد جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اپنی عادت بد کے مطابق ناشتائستہ لب ولہجہ اختیار کرتے ہوئے جو کچھ لکھا، اس سے قطع نظر جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے جھوٹ پر یہی کہوں گا، کہ ''لَعنَةَ اللهِ عَلَى الْكاذِبِين''۔ اس قرآنی جواب کے بعد قارئین کرام کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے عزیزوں کو Last will (آخری وصیت) میں فرمایا اگر تم سے باآسانی ممکن ہو تو اچھی چیزوں پر ایصال ثواب کے لئے فاتحہ دینا اور فقرا و مساکین کی طبع خاطر کے لئے چند اچھے مروجہ کھانوں کا ذکر بھی فرمایا۔ لیکن ایصال ثواب کے لئے فاتحہ وطعام کی ہدایات لکھواتے ہوئے واضح طور پر پہلے ہی جو کچھ فرمایا، ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر، غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو''۔

ان الفاظ کے فوراً بعد اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ عبارت ہے، جس کا عکس پارٹ ۲ کے ص ۲۷، پر جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کیا ہے، لیکن اس ہدایت کے الفاظ، جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے، اس عکس میں سے نکال دیئے کہ ''فاتحہ کا کھانا اغنیاء کو نہیں صرف فقراء کو دیا جائے۔''

قارئین کرام خود اندازہ کرلیں کہ جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے کس قدر خیانت اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے باوجود دیوبندی وہابی تبلیغی علماء،

خود کو علمائے حق کہتے ہیں، انہیں شرم آنی چاہئے۔ کیا ان دیوبندیوں وہابیوں کی ایسی حرکتوں اور ان کے گندے عقیدوں کا احوال جاننے کے بعد، ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے لئے یہ تصور بھی ممکن ہے کہ ان جھوٹوں اور دین کا مذاق اڑانے والوں کا، حق اور پاکیزگی سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔

خود دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں: ''کسی کے کلام کو توڑ مروڑ، کر اس کی منشا و مقصد کے خلاف اس پر غلط الزام لگانا کھلا بہتان ہے، جس کے حرام ہونے میں کسی کو کسی تردد کی گنجائش نہیں''۔ (سنت و بدعت، ص ۱۰، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

قارئین کرام! کیا حرام کام کرنے والے ''اہل حق'' کہلا سکتے ہیں؟ آپ کا جواب بھی یقیناً یہی ہوگا، کہ ایسے لوگ ہرگز اہل حق نہیں ہو سکتے۔ یہ دیوبندی تبلیغی وہابی علماء، ہرگز علمائے حق نہیں، بلکہ اپنے گندے عقائد اور اپنی بری حرکتوں کے باعث، یہ بلاشبہ علمائے سُوء ہیں۔

❖ تھانوی صاحب کی Last will بھی مطبوعہ موجود ہے، فرماتے ہیں: ''میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہ وار ان (بیگم تھانوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان (بیگم تھانوی) کو تکلیف نہ ہو گی''۔ (تنبیہات وصیت، ص ۲۔ اشراف السوانح، ص ۱۱۸ ج ۳)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ تو اپنے عزیزوں کو یہ وصیت کر رہے ہیں کہ: ''فقیروں کا خیال رکھنا اور سنت رسول کے خلاف کچھ نہ کرنا'' اور دیوبندیوں وہابیوں کے تھانوی صاحب کو اللہ تعالیٰ پر بھروسا نہیں، اسی لئے وہ غیر اللہ کو بھی، صرف اپنے اہل خانہ کے لئے تاکید کر رہے ہیں، انہیں فقراء کا کوئی خیال نہیں۔ تھانوی صاحب کو اپنی زندگی میں بھی اپنا ہی خیال رہا، چناں چہ خود تھانوی صاحب کی زبانی ہی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تمام زندگی کیا کرتے رہے؟ فرماتے ہیں:

''میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے

ساتھ کھاتا ہوں، اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ''۔(الافاضات الیومیہ، ح ۷ ص ۷۱)

مہمانوں کے ساتھ تھانوی صاحب کا معمول یہی بتاتا ہے کہ جناب تھانوی اپنے مہمانوں کو اپنی کم خوری اور اپنی نمائشی سادگی کا دھوکا دیتے تھے، یہی نہیں بلکہ تھانوی صاحب، لوگوں کے دیئے ہوئے تحفوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟ وہ بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''بعضی چیز تو خیر ایسی ہوتی ہے کہ آتے ہی کام میں آجاتی ہے لیکن بعضی چیز ایسی آتی ہے کہ سوچنا پڑتا ہے کہ آخر اس کا کیا کروں، یا تو کسی کو دے دی یا اگر بخل کا غلبہ ہوا تو سوچا کہ اجی مفت کسی کو کیوں دیں! لاؤ بیچو جی۔ چناں چہ بیچ کر دام کھرے کر لئے۔''

(اشرف المعمولات، ص ۲۳، النور بابت ماہ شوال المکرّم ۱۳۵۰ھ، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو بخیل کے لئے، ارشادنبوی خوب یاد ہوگا۔ وہ غور فرمائیں کہ ''متبع سنت'' کہلانے والے اشرفعلی تھانوی صاحب، خود کہہ رہے ہیں کہ ''اگر بخل کا غلبہ ہوا''، یعنی بخل ان کی عادت تھی، مگر کبھی بہت غالب ہو جاتی تھی اور جب غالب ہوتی تھی تو لوگوں کے دیئے ہوئے تحائف اور ہدیوں کا کاروبار ہوتا تھا۔

مزید سنئے، خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے۔ پہلے تو باپ کی کمائی کھائی، بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تنخواہ سے گزر ہوا، پھر اس کے بعد سے وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گزر رہے ہے، نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔'' (الافاضات الیومیہ، ح ۱، ص ۳۵۴، مطبوعہ دیوبند)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ تو آخری وصیت میں بھی فقراء کو عزت واحترام سے عمدہ کھانے کھلانے کی ہدایات لکھوار ہے ہیں اور دیوبندیوں کے حکیم الامت کو مفت خوری اور اپنی شکم پروری سے فرصت نہیں۔

دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کی بھی سنئے: ''ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت (آپ) دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر

بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے، نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے۔'' (الافاضات الیومیہ، ج ۲ ص ۲۳)

ذرا یہ بھی ملاحظہ ہو۔ دیوبندی ازم کے بڑے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی فرماتے ہیں:

''میری دعا تو مٹھائی کے بغیر چپکتی نہیں''۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۷۲)

(دعا کے لئے چپکنے کے لفظ کا استعمال بھی دیوبندیوں کا ''امام'' ہی کر سکتا ہے)

اور ملاحظہ فرمایئے: ''حضرت (حسین احمد مدنی) فرماتے کہ حاجی (بدرالدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے؟ تو میں عرض کرتا، حضور میرے پاس پیسے ہی نہیں ہیں، تو حضرت (حسین احمد مدنی) طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان (حاجی بدرالدین) کی تلاشی لی جائے۔ پھر کیا تھا، جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب، میرے (حاجی بدرالدین کے) اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی، سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی۔ کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہو گی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دو گے۔ تب مجھ کو پیسے دینے پڑتے...... جب حضرت زیادہ موڈ میں ہوتے تو اپنی چھوٹی بچی عمرانہ سے یہ شعر پڑھواتے:

کہیں ہے روس کا بٹوا کہیں ہے چین کا بٹوا
ہے حضرت شیخ کی محفل میں بدر الدین کا بٹوا''

(الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، ص ۱۸۵)

ان حسین احمد ٹانڈوی مدنی کو دیوبندی تبلیغی ''شیخ الاسلام'' کہتے ہیں۔ یہ وہی حسین احمد مدنی ہیں جنہوں نے جب قرآنی نظریات کے خلاف فتوے دیئے تو مشہور شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے کلام میں حسین احمد کی مذمت کی اور برملا فرمایا کہ دیوبندیوں کا ''یہ شیخ الاسلام''، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبہ و مقام سے بے خبر ہے اور ابولہب کی سی باتیں کر رہا ہے۔

❖ قارئین کرام! ہر عمل کا ردِ عمل ضرور ہوتا ہے۔ ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں

نے ، اللہ سبحانہ کے پیارے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی اور کفر تک چلے گئے ۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ محبوب خدا ﷺ کی گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ان کو یہ ملی کہ یہ دنیا ہی میں رُسوا ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے اور آخرت میں ان کا جو حال ہوگا وہ ان شاء اللہ ساری مخلوق دیکھے گی ۔ کافر ، ولید بن مغیرہ نے جب حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو ، اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کو ایسا رُسوا کیا کہ اس کے دس عیب قرآن میں بیان فرمائے ۔ (آپ قرآن کریم میں سورۃ ن والقلم ، پارہ ۲۹ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ گستاخان رسول کی مذمت اور اس کے دوسرے عیبوں کا بیان کرنا قرآن سے ثابت ہے ۔ قرآن ہی میں دیکھیئے ۔ نمرود نے خدائی کا دعوٰی کیا ، فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا ، اللہ نے ان کو ڈھیل دی ، وہ حکومت کرتے رہے مگر جب انہوں نے اللہ کے پیاروں ، اللہ کے نبیوں کی گستاخی کی ، تو خدائی کا دعویٰ کرنے والا نمرود ایک معمولی سی مخلوق مچھر سے رسوا ہو کر مرا ، اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت غرق ہوا ۔ دیو بندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کے خاص شاگرد حسین علی صاحب واں بھچرانی (☆) نہایت بے ادب اور گستاخ تھے ، ان کی تفسیر ’’بلغتہ الحیر ان‘‘ کی چند ناپاک عبارات ، میری کتاب ’’ دیو بند سے بریلی (حقائق) ‘‘ میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں ۔ ان کا یہ حال ہوا کہ موت سے کچھ دن پہلے ان کی آنتیں کچھ اس طرح ہو گئی تھیں کہ ان کا پاخانہ ان کے مونھ میں آ جاتا ، کبھی اسے اگل دیتے اور کبھی پھر نگل جاتے اور ان کی ٹانگیں کچھ اس طرح ہو گئی تھیں کہ پیشاب کرتے تو خود ان کے مونھ پر پڑتا اور حسین علی صاحب کے شاگرد غلام خان راولپنڈی والے (جن کو دیو بندی وہابی ، شیخ القرآن غلام اللہ خاں کہتے ہیں) اپنے استاد سے بھی بڑھ کر بے ادب و گستاخ تھے ، دبئی (U. A. E) میں ان کی موت سے پہلے ان کی پوری زبان مونھ سے باہر آ گئی جس پر بدنما سیاہ آبلے پڑ گئے اور مونھ کتے کی طرح ہو گیا ۔

(☆) جوہانس برگ سے بریلی ، پارٹ ۲ ص ا پر دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کی ایک حماقت خود ان کے اپنے ہاتھوں درج ہے ، لکھا ہے ۔

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر

پاکستان کے اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی کہ ڈاکٹروں کی یہ ہدایت تابوت پر لکھی ہوئی ہے کہ ''غلام خان کا مونھ دیکھنے کے قابل نہیں۔''

ایک برس پہلے کی بات ہے، وہابی ملاں حبیب الرحمٰن یزدانی نے لاہور (پاکستان) میں جلسہ عام سے دن کے وقت خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''سنّی بریلوی کہتے ہیں کہ داتا (گنج بخش) بہت کچھ کرسکتا ہے، اگر بہت کچھ کرسکتا ہے تو میری ٹانگیں توڑ کر دکھادے۔'' چناں چہ خلق خدا نے دیکھا، کہ اسی روز اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور وہ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کی گستاخی کی سزا پا گیا۔

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحہ سے

"This is the first time that we have heard of this book "Bulgatul Hairaan"

اگر جنوبی افریقا میں مقیم دیوبندی ازم کا پرچار اور دفاع کرنے والے اپنے علماء اور ان کی کتابوں کا علم نہیں رکھتے تو انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے گھر سے بے خبر رہ کر دوسروں پر حرف زنی کریں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ بلغتہ الحیر ان کتاب سے لاعلمی کا ذکر کرنے کے باوجود جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف بلغتہ الحیر ان کی عبارت کو درست ثابت کرنا چاہ رہا ہے، یہ اس کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

قارئین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت جب کبھی ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو ان ہی کے بڑے بڑے علماء کی تحریریں دکھاتے ہیں، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مونھ تکتے ہیں، کیوں کہ انہیں خود اپنے گھر کی خرابیوں کا احوال جاننے اور اپنے بڑوں کی کتابیں پڑھنے سے کوئی دلچسپی نہیں، ورنہ یہ لوگ اہم اہل سنت و جماعت پر بے جا و بے بنیاد اعتراض کرنے کی جرات نہ کرتے۔ اس خادم اہل سنت کا تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہوسکے تو اپنے علماء اور ان کی تحریروں سے آگہی حاصل کیجیے اور ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ تحقیق کر لیجئے کہ آپ ہی کے علماء کا آپ کے اس اعتراض کے بارے میں موقف کیا ہے؟ اس طرح آپ شرمندگی اور رسوائی سے شاید بچ جائیں، ورنہ ہم آپ کے ہر اعتراض کا جواب آپ ہی کے بڑوں کی تحریروں سے پیش کریں گے تا کہ خلق خدا جان لے کہ آپ کا دیوبندی ازم محض جھوٹ ہی کا پلندہ ہے۔

قارئین! ان گستاخوں اوران کی گستاخیوں کا احوال اس لئے بیان کیا جا تا ہے کہ سب لوگ عبرت حاصل کریں اورکسی طرح بھی اللہ کے پیاروں کی گستاخی و بے ادبی نہ کریں، نہ ہی گستاخوں بے ادبوں کی حمایت وتعریف کریں، مگرافسوس کہ ان دیوبندیوں تبلیغیوں کو اللہ کے پیاروں کے گستاخوں بے ادبوں کی حمایت وتعریف سے فرصت نہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کا یہ عمل، بلاشبہ اللہ کے غضب اور ناراضی کا موجب ہے، چناں چہ دیوبندیوں ہی کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

’’زبان سے کلماتِ کفر وشرک کا نکالنا اور ان کو دلائل سے ثابت کرنا، اس کے اعتراضات کو دفع کرنا، خود دلیل عقیدہ کی ہے اور اگر بالفرض عقیدہ نہ ہو، تب بھی حرام اور موجبِ غضب خداوندی ہے۔مثلاً کوئی شخص تم کو گدھا،سؤر کہے یا کوئی مغلظ گالی دے،تو ظاہر ہے کہ وہ شخص عقیدہ نہیں رکھتا کہ تم گدھے،سؤر یا ایسے ہو، جیسا وہ گالی میں تمہیں بتا رہا ہے، صرف زبان ہی زبان سے کہہ رہا ہے،مگر بتلاؤ تو سہی تمہیں اس پر غصہ آئے گا یا نہیں؟ ضرور آئے گا۔ پس ایسے ہی کلماتِ کفر وشرک کو سمجھو، کہ ضرور موجبِ غضب خداوندی ہوں گے، کیوں کہ حق تعالیٰ کی ذات، حیادار سے حیادار مسلمان سے بھی زیادہ غیور ہے۔‘‘ (تذکرۃ الرشید،ص ۹۴ ج۱)

علمائے دیوبند اپنے امام کی عبارت میں غور کریں۔ ان کے اپنے فتووں کے مطابق جو کلمات، بلاشبہ کفر وشرک اور حرام ہیں، یہ دیوبندی وہابی صرف زبان ہی سے انہیں ادا نہیں کرتے، بلکہ ان کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں اور ان کو درست ثابت کرنے کے لئے دلائل دیتے ہیں، ان ہی کے امام کے مطابق، ایسا کرنا، ان کلمات پر ان کا اپنا عقیدہ ثابت ہوا اور یہ سب اللہ کے غضب اور ناراضی کا موجب ہے اور عقیدہ نہ ہونے کی صورت میں بھی ان کلمات کو کہنا حرام ہے اور تمام دیوبندی وہابی یہی حرام کام کر رہے ہیں۔ افسوس کہ ان کی اپنی ذات، ان کی اپنی حیثیت ان کے اپنے امام کے مطابق اس حرام اور کفر وشرک کے کام میں ملوث ہے، مگر دوسروں کو چراغ دکھانے کا دعویٰ کرنے والے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو یہ ہوش نہیں، کہ یہ خود کتنے اندھیرے

میں ہیں۔ اللہ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

❖ جو ہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ ص ۱۰ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ پر ایک اور اعتراض، ان دیوبندیوں وہابی تبلیغیوں کی جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منظوم کلام میں حضرت محبوب سبحانی، شیخ سید عبد القادر جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب، شاعری کی کئی اصناف میں کہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام کے حروف کی حروف تہجی کے اعتبار سے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی رباعیاں کہی ہیں۔ ایک رباعی میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام ''عبد القادر'' کے حروف کے لطائف کا بیان حسنِ عقیدت ومحبت سے کیا ہے۔ (حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام، عبد القادر کا چوتھا اور ساتواں حرف ''الف'' ہے اور آخری حرف ''ر'' ہے اور اسی حرف کو، اس نام میں انجام سے تعبیر کیا ہے۔) اس رباعی کے صرف دو مصرعوں کا عکس، جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کیا ہے۔ اگر وہ دیانت دار ہوتا تو پوری رباعی کا عکس شائع کرتا، لیکن اسے معلوم تھا کہ پوری رباعی کا عکس، شائع کرنے کی صورت میں، اہل علم جان لیں گے کہ ''جو ہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف کا اعتراض محض اس کی اپنی جہالت اور اعلیٰ حضرت سے بے بنیاد دشمنی ہی ہے۔ یہاں قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ دیوبند کے بڑے بڑے علماء کا یہ بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے منظوم کلام کی سطر سطر، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز ہے۔ دیوبند کے کسی بڑے عالم کو اعلیٰ حضرت بریلوی کے کلام میں کوئی نقص نہیں ملا، انہوں نے ہرگز کوئی اعتراض نہیں کیا، ''جو ہانس برگ سے بریلی'' کتابچے کا مصنف، شاید تمام علمائے دیوبند سے زیادہ بڑا عالم ہے اور شاید، اپنے اسی زیادہ علم وفہم کی وجہ سے اپنے بڑوں کی رسوائی کا سامان کر رہا ہے۔ (☆)

(☆) جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا اوڑھنا بچھونا ''انگریزی'' ہے اسی لئے عربی فارسی علوم

(باقی فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر)

قارئین کرام، اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ مکمل (فارسی) رباعی ملاحظہ فرمائیں جس کے صرف دو مصرعے نقل کرکے ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف نے اعلیٰ حضرت بریلوی پر شدید بہتان باندھا ہے:

''بر وحدت او رابع عبد القادر　　یک شاہد و دو سابع عبد القادر

انجام وے آغاز رسالت باشند　　اینک گو ہم تابع عبد القادر''

اس رباعی کا ترجمہ یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ کی وحدت پر (حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام) عبدالقادر کا چوتھا حرف ''الف'' شاہد ہے اور اس نام عبدالقادر کا ساتواں حرف ''الف'' دوسرا شاہد ہے۔ عبدالقادر نام کا انجام (آخر) ''ر'' کے حرف پر ہوتا ہے جو لفظ ''رسالت کا پہلا حرف ہے، تو یہ کہو کہ اس نام عبدالقادر کی خوبی یہ ہے کہ یہ نکات، مبارک نام ''عبدالقادر'' کے تابع ہیں، اس مبارک اور پیارے نام سے مستفاد ہیں۔

یوں بھی حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اس رباعی کے آخری دو مصرعوں میں یہ فرما رہے ہیں کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، اللہ کے ولیوں کے سردار ہیں، جہاں سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مقامِ ولایت کی انتہا ہے، وہاں سے اللہ سبحانہ کے نبیوں (علیہم السلام) کے مقامِ رسالت کی ابتداء ہوتی ہے۔

جوہانس برگ سے بریلی کے بددیانت مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے بدطینت

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

سے وہ بے بہرہ ہے، وہ اپنے پیشوا، اشرفعلی تھانوی صاحب کا ''انگریزی'' کے بارے میں ارشاد ملاحظہ فرمالے: (تھانوی صاحب نے) ''فرمایا کہ انگریزی کوئی علم نہیں، اس کو دین سے کیا تعلق، بلکہ اس کو پڑھ کر تو اکثر دین سے بے تعلقی ہوجاتی ہے۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۷۰)

چناں چہ، جوہانس برگ سے بریلی، کے مصنف اپنے ہی پیشوا کے ارشاد کے مطابق دین سے بے تعلق ثابت ہوتے ہیں اور اپنے کتابچوں میں انہوں نے اس کا ثبوت بھی فراہم کیا ہے۔

مبلغ اپنی جہالت وسفالت کی بنیاد پر اس رباعی کے آخری دو مصرعوں کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ ''شیخ عبدالقادر کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہوگا اور وہ نیا رسول بھی شیخ عبدالقادر کا تابع ہوگا''۔اس اعتراض کے جواب میں (عربی کا) مشہور مقولہ دُہراؤں گا کہ ''جسے فقہ نہیں آتی وہ فقہ کی کتاب کا مصنف بن بیٹھا'' یہ دیوبندی وہابی ازم کے مبلغین کی بدقسمتی اور شامتِ اعمال ہے کہ وہ اہل سنت کے امام، اعلی حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام سمجھنے کی لیاقت و صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور اپنی جہالت کے باوجود، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر اعتراض کرتے اور بہتان لگاتے ہیں اور اس طرح خود اپنی رسوائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ دراصل اس رباعی کے پہلے شعر (دو مصرعوں) کا مطلب ان دیوبندی وہابی نام نہاد علماء کو سمجھ نہیں آتا، اس لئے وہ دوسرے شعر کا اپنی طرف سے غلط مطلب ومفہوم گڑھ کر، عقیدۂ ختم نبوت کے سچے محافظ اعلی حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اور عذاب کماتے ہیں۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ''اعلیٰ حضرت بریلوی چوں کہ ''قادری'' کہلاتے ہیں۔ اس لئے وہ شیخ عبدالقادر کے تابع ہیں، اس طرح اعلیٰ حضرت خود کو ''نبی'' کہہ رہے ہیں۔'' یہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی پر بہتان ہے، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور اس کے حامی، اس بہتان طرازی کی سزا ان شاء اللہ ضرور پائیں گے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی، ذرا کھلی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت بریلوی کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ وفتویٰ ملاحظہ فرمائیں، جو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کتاب ''جزاللہ عدوہ بابائہٖ ختم النبوۃ'' میں تحریر فرمایا۔

وہ فرماتے ہیں ''اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا۔ مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالی کو احد، صمد، لاشریک لہ، جاننا فرض اول ومناط ایمان ہے، یوں ہی محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانے میں

خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزئے ایقان ہے، ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً ملعون، مخلد فی النیر ان ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے، وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے، وہ بھی کافر......''۔ (ص ۶، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، لاہور)

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کے خود اپنے قلم سے ''ختم نبوت'' کے موضوع پر پوری کتاب بلکہ کئی کتابوں اور واضح فتوی کے باوجود، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر بہتان لگانا، بلاشبہ دیوبندیوں وہابیوں کے بدباطن اور کذاب ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ یہاں اپنے قارئین کی معلومات کے لئے یہ ضرور عرض کروں گا کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھنا ہو تو ''تحذیر الناس'' کا مطالعہ کیجئے۔ چناں چہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کے بڑے عالم، محمد قاسم نانوتوی صاحب، اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ نانوتوی صاحب کی کتاب ''تحذیر الناس'' میں لکھا ہوا ہے کہ ''خاتم النبیین'' کا معنی ''آخری نبی'' سمجھنا عوام کا خیال ہے، اہل فہم کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔'' (☆)

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا''۔ نانوتوی صاحب کی تحریر سے یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور کسی نبی کا پیدا ہونا،

(☆) دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ہی تھانوی صاحب سے یہ گواہی ملاحظہ فرمائیں، وہ فرماتے ہیں: ''جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی ہے، کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب، مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد عقیدت اور محبت تھی''۔ (ص ۵۸۰، افاضات یومیہ، ج ۴)

ممکن ہے۔ افسوس کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اپنا کفر نظر نہیں آتا، خواہ مخواہ دوسرے سچے مسلمانوں کو کافر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف، عیب جوئی اور عیب گوئی کی اپنی عادت کے بارے میں خود اپنے دیوبندی وہابی ازم کے بڑے عالم اشرفعلی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ افاضات یومیہ، حصہ چہارم صفحہ ۳۳۷ پر تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''اپنے بدن میں تو کیڑے پڑ رہے ہیں، ان کی خبر نہیں اور دوسروں کے کپڑوں پر جو مکھیاں بیٹھی ہیں ان پر نظر ہے، ارے اپنے کو تو دیکھ کہ کس حال میں ہے۔''

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی ذرا توجہ سے ملاحظہ فرمائیں، ان کے تھانوی صاحب فرماتے ہیں ''باغ میں کوئی جاتا ہے تفریح سیر کے لئے، کوئی پھول سونگھنے کے لئے اور کوئی پھل کھانے کے لئے، مگر سؤر جب جائے گا نجاست ہی کو تلاش کرے گا کہ پاخانہ بھی کہیں ہے یا نہیں؟ ایسے اس عیب چیں کی مثال ہے کہ کسی میں کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں، مگر اس کی نظر عیوب ہی کی متلاشی رہتی ہے۔'' (افاضات یومیہ ص ۳۳۷، ح ۴)

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی، اپنے ہی تھانوی صاحب کے ارشاد کے مطابق، آئینے میں خود اپنی ادا دیکھیں اور ہو سکے تو اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

❖ یہ خادم اہل سنت اپنے قارئین کو ان دیوبندیوں وہابیوں کی اصل حقیقت دکھا رہا ہے اور خود ان دیوبندیوں وہابیوں ہی کی تحریروں سے دکھا رہا ہے۔ آج کل دیوبندی وہابی ازم کے یہ مبلغ، پیسے کمانے کے لئے خود کو ختم نبوت کا محافظ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں اور خود کو قادیانیوں کے خلاف مجاہد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے نانوتوی صاحب نے ''خاتم النبیین'' کا معنی آخری نبی نہیں مانا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا، ممکن مانا اور اپنے اس کفریہ عقیدے کی وجہ سے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ موجودہ دیوبندی وہابی علماء تمام قادیانیوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں، مگر اپنے نانوتوی صاحب کو قادیانیوں

جیسے عقیدے کے باوجود، مومن بلکہ دین کا ٹھیکے دار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔شاید جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف بھی قادیانیوں کو کافر کہتے ہوں گے، مگر فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، حصہ اول ص ۷، ۸ میں درج اس فتویٰ کے تمام الفاظ توجہ سے ضرور ملاحظہ فرمالیں اور ہمیں بتائیں کہ اس فتویٰ کے مطابق، تمام دیوبندیوں وہابیوں کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے؟

''سوال۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوئے مسیحیت اور مہدیت سے واقف ہوکر بھی کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟''

''جواب۔ (دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ) مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہوکر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، البتہ جس کو علم اس کے عقائد باطلہ کا نہ ہو، یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے، بہرحال بعد علم عقائد باطلہ مرزا مذکور کو کافر کہنا اس کا ضروری ہے، اس کو اور اس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مثل اس کے ہو، مسلمان نہ کہا جاوے، وہ مسلمان نہ تھا، جیسا کہ اس کی کتب سے ظاہر ہے۔ باقی یہ کہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے، کافر نہ کہے، اس کو بھی کافر نہ کہا جائے، کہ موقع تاویل میں احتیاط، عدم تکفیر میں ہے۔ فقط بندہ عزیز الرحمٰن، مفتی دارالعلوم دیوبند۔''

(واضح رہے کہ اس فتوی میں دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ کسی شخص کا مسلمان نہ ہونا اس کی تحریروں سے ظاہر ہوجاتا ہے)

جناب عبدالماجد دریابادی اپنے خط میں جناب اشرفعلی تھانوی کو لکھتے ہیں کہ:

''میرا دل تو قادیانیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔''

(ص ۲۵۹، حکیم الامت)

اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط چاہیئے، اگر کوئی

حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے (اس کو کافر) نہ کہا تو کیا حرج ہوا'' (☆)

مزید فرماتے ہیں: ''پس اگر (کفر کرنے والے) واقع میں کافر ہوں اور ہم (ان کو کافر) نہ کہیں تو ہم سے کیا قیامت کے دن باز پرس ہوگی؟ اور اگر (کافر کو) ہم کافر کہیں تو کتنی رکعت کا ثواب ملے گا؟'' (کمالات اشرفیہ، ص ۳۴۷، ۳۴۸)

تیسرا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو: ''اہانت و گستاخی کردن در جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کفر است ...... و اگر بہ تاویلے و توجیہے گوید کافر نہ شود......'' (انبیاء علیہم السلام کی جناب میں توہین و گستاخی کرنا کفر ہے اور اگر توہین و گستاخی (کے الفاظ) تاویل و توجیہ کے ساتھ کہے تو کافر نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ، ص ۱۲۶ ح ۴ مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۴۶ھ)

دارالعلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی ''آخری نبی'' نہیں مانے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن مانا، اور اسی دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحبان نے فتویٰ دیا کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے، کلمہ کفر کی تاویل کر لی جائے، تو کفر نہیں اور کفر کرنے والے کو، کافر نہ کہنا بہتر ہے اور کافر کو کافر نہ کہا جائے تو کوئی حرج نہیں وغیرہ۔ ان تحریروں کے بارے میں یہ خادمِ اہل سنت از خود کوئی جواب لکھنے کی بجائے خود علمائے دیوبند ہی کے ارشادات نقل کرتا ہے، ملاحظہ ہو۔

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں: ''شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو، اس

(☆) قارئین کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ کفر اور اسلام میں امتیاز کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ کسی کافر کو آپ عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب اس کافر کا کفر ظاہر ہو جائے تو اس کے کفر کی بنیاد پر اسے کافر ماننا اور کافر کہنا ضروری ہے۔ ورنہ یہ شرعی اصول ہے کہ کفر کو کفر نہ کہنا خود کفر ہے۔ چناں چہ دیوبند کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ: ''جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود (بھی) کافر ہے۔'' خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''لاہوری (قادیانیوں کا ایک گروہ) گو مرزا (قادیانی) کو نبی نہ کہیں لیکن اس کے عقائد کفریہ کو کفر نہیں کہتے اور کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۱۲۳)

لئے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا؟ جس پر علامت کفر دیکھیں گے، ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے۔'' (تذکرۃ الرشید، ص۱۹۶ ج ۲)

گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''کلمہ کفر بولنا عمداً (جان بوجھ کر)، اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو، کفر ہے...... جس نے کفر کے الفاظ سے مذاق کیا، تو وہ مرتد ہو جائے گا اگرچہ اس کا اعتقاد نہ کرے، بوجہ خفیف کرنے کے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے عادتی کفر...... اگر کوئی شخص اپنی زبان (وقلم) سے کفر کرے خوشی کے ساتھ اور (اگرچہ) اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ کے پاس مومن نہ رہے گا...... کفر پر راضی ہونا (بھی) کفر ہے......''

(تالیفات رشیدیہ، ص ۶۵، ۶۶، گنگوہی۔ اکفار الملحدین، ص ۵۹، ۶۰ کاشمیری)

جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں: ''ضروریاتِ دین میں تاویل، دافع کفر نہیں''۔ (افاضات یومیہ، ج ۷، ص ۶۰)۔ یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے''۔ (افاضات یومیہ، ج ۷ ص ۲۳۴)۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے، کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا؟'' (افاضات یومیہ، ص ۲۴، ج ۶)۔ مزید ملاحظہ فرمائیں: ''ایک مولوی صاحب نے قادیانی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت والا (تھانوی) سے عرض کیا کہ بعض مسلمان بھی قادیانیوں کو کافر نہیں سمجھتے، اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (تھانوی نے) فرمایا کہ (قادیانیوں کو کافر) نہ سمجھنے کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ وہ کہیں کہ ان (قادیانیوں) کے یہ عقائد ہی نہیں، جن کی بناء پر ان کو کافر کہا جاتا ہے، اور ایک (صورت) یہ کہ (قادیانیوں کے) یہ عقائد ہیں، مگر پھر بھی وہ کافر نہیں تو، اب ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے، جو کفر کو کفر نہ کہے، اگر احکام قضا میں کافر ہے، باقی احکام دیانت میں خدا کو معلوم ہے، شاید اس کے ذہن میں کوئی وجہ بعید ہو جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے''۔ (افاضات یومیہ، ج ۶، ص ۳۱۸)

(تھانوی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر میں ''احکام قضا اور احکام دیانت'' کا فرق

دیوبندی ازم کے مبلغ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے علماء کی تحریروں اور فتووں کے بارے میں ہمیں اس کا جواب بھی عنایت فرمائیں۔)

جناب مرتضٰی حسن دیوبندی، مصنف اشد العذاب، ص ۱۴ پر فرماتے ہیں'': جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے'' مزید فرماتے ہیں: ''کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود، مسلمان کہنا بھی کفر ہے''۔(ص۹)

دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ مرتب کرنے والے، جناب مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم، ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی، بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے''۔(ختم النبوۃ فی آلا ثار، ص ۸)

یہی مفتی محمد شفیع صاحب، ہدیۃ المہدیین، ص ۲۱ پر فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''بے شک عربی لغت کا متفقہ اٹل فیصلہ ہے، کہ آیت قرآنی میں ''خاتم النبیین'' کا معنی صرف ''آخری نبی'' ہے اس کے سوا کوئی اور معنی نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا اس معنی پر اجماع ہے لہٰذا ''خاتم النبیین'' کے متفقہ معنی، اجماع کے خلاف کرنے والا، کافر ہے اگر وہ (اجماع کے خلاف معنے پر) اصرار کرے، تو قتل کیا جائے۔''

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے فتوے کے بعد جناب محمد ادریس کاندھلوی کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ وہ اپنی کتاب، مسک الختام میں لکھتے ہیں: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار، اصولِ دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصولِ دین کا انکار،

صریح کفر ہے۔'' (ص ۲۹)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی وہابی تبلیغی علماء نے اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر عظیم بہتان لگایا، چناں چہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ دنیا ہی میں ان دیوبندیوں وہابیوں کو یہ سزا ملی کہ یہ لوگ، خود اپنے اور آپس میں ایک دوسرے کے فتووں سے، خود ہی سب کافر قرار پائے۔ قارئین کی معلومات کے لئے یہ بھی عرض کر دوں کہ ابو الکلام آزاد (دیوبندی) کے بھائی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف کی، ملاحظہ ہو۔ ''حیات طیبہ'' (مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگر مل، ص ۳۶۹) قارئین یہ بھی جان لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح اسے مسلمان سمجھ کر وہابیوں کے ''شیخ الکل'' نذیر حسین محدث دہلوی نے پڑھایا تھا۔ (حیات طیبہ، ص ۷۶ مصنفہ عبدالقادر، لاہور ۱۹۵۹ء)

دیوبندیوں کے ایک مشہور بڑے مرشد جناب عبدالقادر رائے پوری کا دجال وکذاب، کافر ومرتد مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے الہام پر یقین کرتے ہوئے، اس سے رشد و ہدایت کی دعا کی درخواست کرنے اور قادیانی کافر ومرتد امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا تذکرہ بھی ملاحظہ ہو۔

دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے موجودہ سرپرست جناب ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب ''سوانح عبدالقادر رائے پوری'' (مطبوعہ مکتبہ اسلام، لکھنو) کے ص ۵۵ پر لکھتے ہیں:

''اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور دعوت کا بڑا غلغلہ تھا، پنجاب میں خاص طور پر مسلمانوں کی کم بستیاں اس چرچے اور تذکرہ سے خالی تھیں، ان کی کتابیں اور رسائل مسلمانوں میں پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحث وگفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت (رائے پوری) کے وطن (ڈھڈیاں) کے قریب ہی بھیرہ ہے، وہاں کے ایک عالم جو حضرت (رائے پوری) کے خاندانی بزرگوں کے شاگرد بھی تھے، حکیم نورالدین (قادیانی)، مرزا صاحب (قادیانی) کے خاص معتقدین اور معاونین میں سے تھے اور ان (مرزا قادیانی) کی نصرت اور رفاقت کے لئے مستقل طور پر قادیان میں سکونت پذیر تھے، مرزا صاحب (قادیانی) کے عند اللہ مقبول اور مستجاب الدعوات ہونے کا ان

کے معتقدین اور حلقہ اثر میں عام چرچا تھا، حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان (مرزا) کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ **اجیب کل دعائک الا فی شر کائک** (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا، سوا ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں) حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے اس لئے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لئے دعا کریں، وہاں (قادیان) سے مولوی عبد الکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا تمہارے لئے خوب دعا کرائی گئی، تم کبھی کبھی اس کی یاددہانی کر دیا کرو۔ حضرت (رائے پوری) فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا (پوسٹ) کارڈ تھا، میں (مرزا قادیانی کو) تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا تھا۔''

جناب شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے مرید خاص جناب عبدالقادر رائے پوری کا (جن کا اصلی نام غلام جیلانی تھا) مزید احوال ملاحظہ ہو۔ ابوالحسن علی ندوی صاحب، ص ۶۲ پر لکھتے ہیں کہ رائے پوری صاحب، مرزا قادیانی سے ملنے قادیان گئے اور سات آٹھ روز وہاں رہے۔ جناب رائے پوری نے: ''حکیم (نور الدین قادیانی) صاحب کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا، میں دیکھتا تھا کہ کچھ کچھ وقفہ کے بعد وہ (حکیم قادیانی) بڑے درد سے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ، اس طرح پڑھتے تھے کہ دل کھنچتا تھا، مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کو ایسی رقت اور انابت ہوتی ہے، یہ کیسے ضلالت پر ہو سکتے ہیں؟ مگر اسی کے ساتھ دل میں آتا تھا کہ میں جس اللہ کے بندے کو دیکھ کر آیا ہوں اگر اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہے اور یقیناً ہے تو اس کو ضلالت میں نہیں چھوڑ سکتا، اس سفر میں (عبد القادر رائے پوری کی) مرزا صاحب (قادیانی) سے بھی ملاقات ہوئی، (عبدالقادر رائے پوری) فرماتے تھے کہ میں ان کے (قادیانی) امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا۔''

❖ جمعیۃ علماء ٹرانس وال، جنوبی افریقا کے اخراجات پر مصر سے شائع ہونے والی کتاب ''فیض الباری (شرح بخاری)'' کے یہ الفاظ بھی جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور تمام دیوبندی وہابی تبلیغی خوب توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مشہور ''امام کبیر'' جناب انور شاہ کشمیری کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن میں تحریف لفظی بھی ہے، یہ تحریف یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا کسی مغالطے کی بناء پر کی ہے۔'' (فیض الباری، ص ۳۹۵، ج ۳ مطبوعہ مصر)۔ کیا قرآن میں تحریف کے قائل دیوبندی وہابی ملاں بھی قادیانیوں اور رافضیوں سے کفر میں کسی طرح کم شمار ہو سکتے ہیں؟ (☆)

❖ یہ خادم اہل سنت اپنے قارئین کی خدمت میں مزید کچھ عبارتیں پیش کر رہا ہے اور خود اپنے تبصرے اور رائے کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اپنے قارئین سے عرض گزار ہے کہ وہ اپنی دیانت دارانہ رائے سے مجھے ضرور آگاہ فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عدل و انصاف سے خود فیصلہ کریں کہ دیوبندی وہابی ازم کی حقیقت کیا ہے؟

اپنے قارئین سے عرض گزار ہوں کہ ان چند عبارتوں کو قسطِ اول جانئے، ان شاء اللہ آئندہ تحریر میں قادیانیوں اور دیوبندیوں وہابیوں کی ملتی جلتی مزید عبارات پیش کروں گا، تاکہ آپ ان بہروپیوں کا اصل روپ با آسانی پہچان سکیں اور ان ایمانی لٹیروں سے خود کو بچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(☆) واضح رہے کہ انور شاہ کشمیری صاحب کے اس کفریہ جملے پر ان کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ متعدد علمائے دیوبند نے دیا، وہ فتویٰ میرے پاس محفوظ ہے۔ (کوکب غفرلہ)

قادیانیوں کی عبارتیں

☆ ''خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی، کیوں کہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں''۔ (کشتی نوح مؤلفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۳۳، مطبع ضیاء الاسلام قادیان، ۱۹۰۲ء)

☆ ''ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم ﷺ کے لئے بطور ظل کے ہوں...... اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔'' (دعوت الامیر مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود، ص ۲۵ مطبوعہ قادیان)

☆ ''خاتم النبیین ﷺ کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہوسکتا ہے۔''

دیوبندیوں وہابیوں کی عبارتیں

☆ ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟''

☆ ''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ (ﷺ) کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''

☆ ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

(تحذیر الناس، ص ۳، ص ۱۳، ص ۲۴ مصنفہ محمد قاسم نانوتوی مطبوعہ کتب خانہ قاسمی، دیوبند)

☆ ''لاَ الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ

(ایک غلطی کا ازالہ، ص ۳، مرزا قادیانی)

''جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔'' (احمدیت کا پیغام، ص ۹، مولفہ مرزا محمود احمد۔ ختم نبوت کی حقیقت، ص ۵، ۸ از شیخ مبارک احمد، ناشر مہتمم نشر و اشاعت، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

☆ ''ایک بہت بڑی غلط فہمی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے سے پیدا ہو گئی ہے...... خاتم النبیین کا لفظ حضرت نبی کریم کیلئے مقام مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپ کی شان سب نبیوں سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابل تعریف بات نہیں۔''

(پیغام حق، ص ۱۱، مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس، ربوہ)

☆ ''دیوی یا شیخ سدو اور ایسے ہی اور اللھم صلی علی سیدنا و نبینا اشرفعلی کہنے میں تسلی ہے۔'' (کوئی خرابی نہیں) (رسالہ الامداد، ص ۳۵ بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، از اشرفعلی تھانوی، از مطبع امداد المطابع، تھانہ بھون)

☆ ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔''

(تقویۃ الایمان، ص ۳۰، مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، دہلی)

☆ وجود مثل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ممکن است۔''

(یک روزی، ص ۱۵۱، مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی)

☆ ''کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے، یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے، سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔'' (تقویۃ الایمان، ص ۴۰، مصنفہ اسماعیل دہلوی، مطبوعہ فیض عام، دہلی)

☆ ''یا شیخ عبد القادر اور یا علی کہنے والے کافر ہیں۔'' (تذکیر الاخوان، ص ۲۹۷، از اسماعیل دہلوی)

ناموں پر جو بکرے یا اشیاء دی جاتی ہیں وہ بالکل حرام ہیں۔'' (تفسیر القرآن، درس حکیم نورالدین مرزائی، ص ٦٦ ج ٢)

☆ '' یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءللہ کہنا، کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے...... پھر یہ وظیفہ کس نے بنایا۔''

(پیغام صلح، لاہور بابت ١١ فروری ١٩٥٢ء)

☆ ''اور ایک دن میں جب عشاء کی

☆ '' یا شیخ عبدالقادر کا وظیفہ پڑھنا شرک ہے''۔ (ص ۵۵، فتاویٰ امدادیہ ج ۴)

☆ '' ورد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ وغیرہ حرام ہے۔'' (☆)

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ١٣٩، ج ٢، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دہلی۔ تالیفاتِ رشیدیہ، ص ٧٧ مصنفہ رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

(☆) اسی کتاب کے ص ٨١ پر دیوبندیوں وہابیوں کے دینی آقا اور تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد اشرفعلی تھانوی کی، ان کے استاد کے نام، تحریر میں یہ الفاظ قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں '' یا سیدی لله شیاً انه'' (اے میرے سردار (گنگوہی)، اللہ کے واسطے کچھ تو دیجئے)۔ اہل سنت و جماعت اگر یہی الفاظ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے کہیں تو دیوبندیوں کی طرف سے شرک کے فتوؤں کی مشین گن چلنا شروع ہو جاتی ہے اور تذکرۃ الرشید میں ہے کہ تھانوی صاحب کے (گنگوہی کے لئے) ان الفاظ والی تحریر، قیامت کے دن تھانوی صاحب کی مغفرت کی قطعی دستاویز ثابت ہوگی۔ حیرت ہے کہ جو الفاظ شرک وحرام ٹھہریں، وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لئے مغفرت کی ضمانت ہوں۔ اسی کتاب تذکرۃ الرشید کے ص ٧ ١٤ ج ٢ پر ہے کہ ایک پریشان حال شخص نے رشید احمد گنگوہی صاحب سے عرض کی کہ '' حضرت! اللہ میری طرف توجہ فرمائیے'' تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ گنگوہی صاحب نے اس شخص کی مشکل کو نظر فرما کر حل کر دیا۔ ان الفاظ کا سیدنا غوث اعظم کے لئے استعمال، گنگوہی صاحب کے فتویٰ کے مطابق شرک وحرام ہے لیکن خود گنگوہی کے لئے ان الفاظ کا استعمال کیا جانا درست ہی نہیں بلکہ حل مشکلات اور مغفرت کی سند بتایا جا رہا ہے۔ ع

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

یہ بھی یاد رہے کہ For God Sake کے الفاظ سب دیوبندی وہابی تبلیغی بھی استعمال کرتے ہیں۔ دنیا کا ہر گداگر (بھکاری) بھی اللہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوالی ہوتا ہے، ان سب کے لئے کیا فتویٰ ہے؟ آیت قرآنی **فاتقو الله الذی تسالون** بھی پیش نظر رہے۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

نماز سے فارغ ہوا اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے، بلکہ بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے سے آواز آئی، آواز کے ساتھ دروازہ کھٹ کھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹ کھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں، بے شک یہ پنج تن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا''۔

(آئینہ کمالات اسلام، مرزا قادیانی، ص ۲۷۳۔ تحفہ گولڑویہ، ص ۲۱ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، از مرزا قادیانی)

☆ ''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ اس میں سے ہوں، چناں چہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، ص۹ مصنفہ مرزا قادیان، مطبوعہ مہتمم نشر و اشاعت، قادیان ۱۹۰۱ء)

☆ ''ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد

☆ ''ان حضرات (دیوبند کے بڑوں) کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے...... ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹالیا، ہم اچھے ہو گئے۔''

(الافاضات الیومیہ، از اشرفعلی تھانوی ص ۳۷، ج ۶)

''ایک دن جناب ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو سید احمد رائے بریلوی نے) خواب میں دیکھا، پس جناب علی مرتضیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ مبارک سے غسل دیا اور آپ کے بدن کی خوب اچھی طرح سے شست وشو (مل مل کر دھویا اور صفائی) کی جس طرح والدین اپنے بیٹوں کو نہلاتے ہیں اور شست وشو کرتے ہیں، اور جناب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور نفیس قیمتی لباس اپنے ہاتھ مبارک سے آپ (برہنہ) کو پہنایا......''

(ص ۱۶۴ صراط مستقیم، مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۸ھ (فارسی)۔ صراط مستقیم، ص ۲۸۰، مترجم اور مصنفہ اسمٰعیل دہلوی، ناشران ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور نومبر ۱۹۵۶ء مطبوعہ نذیر پریس لاہور)

☆ ''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ سکتا ہے''۔

(الفضل، قادیان ۷ اجولائی ۱۹۲۲ء)

☆ ''میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی......کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں ...... یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے...... خدا تعالیٰ خطا کر سکتا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی، از قادیانی، ص ۱۰۳، مطبع میگزین قادیان ۱۹۰۷ء)

☆☆☆☆☆

ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''

(تحذیر الناس، ص۵، مطبع قاسمی، دیوبند)

☆ ''جیسے غیر نبی، فن کاشت کاری میں نبی سے اعلم ہوسکتا ہے، اسی طرح فن سیاست میں ممکن ہے کہ غیر نبی، نبی سے اعلم ہو جائے۔''

(افاضات یومیہ، ص ۳۴۹ ج ۶، تھانوی)

☆ ''جادوگروں کے خرق عادت افعال (کمالات) نبیوں ولیوں کے خرق عادت کمالات سے قوی و اکمل واقع ہو سکتے ہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵ ج ۳ گنگوہی)

☆ ''الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے ...... پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شئی قدیر۔''

☆ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔''

(فتاوی رشیدیہ، ص ۱۹ ج ۱۔ تالیفات رشیدیہ، ص ۹۸، ۹۹، از رشید احمد گنگوہی، یک روزی، ص ۱۴۵، از اسمٰعیل دہلوی۔ براہین قاطعہ، ص ۲، از خلیل احمد انبیٹھوی)

☆ ''افعال قبیحہ کو قدرت قدیمہ حق تعالیٰ شانہ سے کیوں کر خارج کہہ سکتے ہیں۔''

(الجہد المقل، ص ۴۱، ۸۳، ح ۱، مصنفہ محمود الحسن دیوبندی)

☆ ''یہ کلیہ مسلمہ اہل کلام ہے، جو مقدور العبد ہے وہ بمقدور اللہ ہے''۔

(تذکرۃ الخلیل، ص ۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، سیال کوٹ)

❖ جو ہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲، ص ۷ اور ۸ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اور بے جا اعتراض میں، دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کہلانے والوں کی جہالت ملاحظہ ہو۔ (جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے الفاظ میں من وعن نقل کر رہا ہوں۔)

"A person saw in a dream. that Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam was arriving. When he approached Closer to Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam he asked. "Huzoor where are you going? Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam replied. "A person has passed away therefor i am heading to participate in the janazah"

Apparently this dream was related to Ahmed Raza Khan. Ahmed Raza Khan said, "Al hamdulillah! I have led the salaah of that blessed janazah"

یہ لکھ کر جو ہانس برگ سے بریلی کا مصنف یہ کہتا ہے، کہ اگر کوئی استاد، پیر یا شیخ ایسے موقع پر موجود ہو، تو یقیناً ان کو امامت کی پیش کش کی جائے گی، مگر احمد رضا خان فخر یہ کہتے ہیں، کہ الحمدللہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ یہ لکھنے کے بعد جو ہانس برگ سے بریلی کا مصنف کہتا ہے کہ احمد رضا خان کا اس طرح کہنا، ذات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی توہین ہے۔

محترم قارئین! آپ نے جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی پیش کردہ عبارت اور اس عبارت پر اس کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اس پوری عبارت پر غور کیجئے۔ کیا کسی لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ نماز جنازہ ادا فرمائی؟ یا اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت کی؟ پوری عبارت اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے یقیناً ایسی کوئی بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اعتراض خود بخود باطل ہو گیا۔

غور کیجئے۔ خواب کوئی اور دیکھ رہا ہے۔ خواب کا بیان مکمل ہو جانے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ اس

سے یہ مفہوم کیسے اخذ کرلیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ نماز جنازہ بھی ادا فرمائی؟ یا یہ کہ اعلیٰ حضرت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امامت کی؟ (معاذ اللہ)۔ بلاشبہ یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان ہے۔ خواب اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس عاشق صادق کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی شفقت و رحمت کے سبب اپنے اس غلام کو نوازنے تشریف لائے اور اس عاشق صادق کے جنازہ کو ملاحظہ فرمایا۔ (☆)

جب اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ملتی ہے کہ یہ شخص بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اس قدر مقبول ہے کہ اسے نوازنے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے خوش ہوکر جو فرمایا، وہ یہی واضح کر رہا ہوں کہ اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے جملے کو غلط مفہوم دینے کی وجہ، اعلیٰ حضرت سے محض بغض و عناد کے سوا کچھ نہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر عظیم بہتان لگا کر بد زبانی کرنے والے ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار ذرا آئینے میں اپنا بدنما چہرہ بھی دیکھیں۔ ان کے ''شیخ الاسلام'' جناب حسین احمد مدنی کے بارے میں دیوبندیوں ہی کے ایک ملاں، مرغوب احمد صاحب لاج پوری، الجمعیۃ، دہلی کے ''شیخ الاسلام نمبر'' ص ۳۲۶ پر لکھتے ہیں۔

''جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر (مرغوب احمد) سے فرمائش کی کہ تم حضرت (ابراہیم) خلیل اللہ (علیہ السلام) سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔

(☆) واضح رہے کہ ہم اہل سنت و جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جسمانی طور پر حاضر و ناظر نہیں مانتے، روحانی اور نورانی طور پر مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے زندہ جسم اقدس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں ہیں اور اپنی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہر مومن کے سینہ میں ہیں۔ ان کی روحانیت و نورانیت تمام عالم میں جلوہ گر ہے۔

فقیر (مرغوب احمد) نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی، فقیر (مرغوب احمد) بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ **فالحمد لله علی ذالک حمدا کثیرا کثیرا**، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ضغیف العمر تھے، ریش مبارک سفید تھی۔"

محترم قارئین! امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی ازم کے پیروانِ کارکو اپنی یہ بے حیائی نظر نہیں آتی کہ خود اپنے ہی قلم سے صاف لفظوں میں لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے نبی سے خود کہہ کر اپنے ملاں کو نبی کا امام بنوایا اور ان کے اس بے حیا ملاں نے بھی نبی کی امامت کرتے ہوئے نماز پڑھادی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنا دیا۔ اور اس بے حیائی پر اللہ کا بے پناہ شکر کیا جا رہا ہے (معاذ اللہ)

ڈھٹائی تو دیکھو ذرا بے حیا کی　　امامت کرے وہ ابو الانبیاء کی

مزید ملاحظہ ہو: شیخ سعید تکرونی کہتے ہیں کہ: "میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔" (تذکرۃ الخلیل، ص ۳۶۹، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، سیال کوٹ، مصنفہ عاشق الہٰی میرٹھی)

اصدق الرویا، حصہ دوم ص ۱۰، النور بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ میں ہے کہ ایک شخص محمود حسین مدرسہ شاہی مراد آباد نے اشرفعلی تھانوی صاحب کو اپنا خواب لکھ کر بھیجا۔ خواب یہ ہے: "آج کئی دن گزر گئے، کم ترین نے ایک خواب حضور کے متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیت امتحان کے اطلاع نہ دے سکا، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خبر دینے کے لئے جا رہا ہوں۔ اب وہ شخص گیا اور حضور ﷺ کے مزار شریف پر جا کر آواز دی کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضور ﷺ خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازے کے لئے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا۔''

تھانوی صاحب اس خواب کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ ''تحقیق: خواب کی اجمالی تعبیر یہ ہے کہ

کششے کہ عشق دارد نگزاردت بدیں ساں — بہ حیات گر نیائی بہ جنازہ خواہی آمد

یعنی جنازہ پر تشریف آوری تو اس سے بڑھ کر عنایت ہے جو اصل شعر میں مذکورہ ہے۔''

جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف بتائیں کہ خلیل احمد اور اشرفعلی کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟ اور ان جنازوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں فرمائی تو خواب گڑھنے والے کاذب ہوئے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی تو جنازہ پڑھانے والے دیوبندی وہابی علماء نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہو کر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر گستاخ اور بے حیا قرار پائے یا نہیں؟ مزید تبصرہ، جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جواب ملنے تک محفوظ رکھتا ہوں۔

ص ۲۳، اصدق الرویا، حصہ دوم، النور بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ میں درج یہ خواب بھی ملاحظہ ہو:

''**خواب**: یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر (شہاب الدین) صحن مسجد میں ہے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، تو آں حضرت ﷺ احقر کے بائیں جانب تھے۔ احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصافحہ کیا اور احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے اپنا رومال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس طرف متوجہ ہو

گئے۔ آں حضرت ﷺ کا لباس مبارک سب سفید تھا۔ مگر آں حضرت ﷺ کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا۔ اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (تھانوی) پڑھا رہے ہیں اور آں حضرت ﷺ نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ شہاب الدین کشمیری گیٹ، دہلی''۔

یہ خواب تھانوی صاحب نے اپنے ''رسالہ النور'' میں خود شائع کیا۔ جو ہانس برگ سے بریلی ہی کے مصنف کا کہنا ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) کی امامت کھلی بے حیائی ہے، اسی کے مطابق اس خواب میں تھانوی صاحب کی کھلی بے حیائی کا مظاہرہ دیکھئے کہ تھانوی صاحب تو رسول اللہ ﷺ کے (معاذ اللہ) امام ہوئے ہیں اور خواب دیکھنے والے شہاب الدین کو بھی رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑا رہنا اپنی شان کے خلاف معلوم ہوا، اسی لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آگے والی صف میں پہنچ کر ہی وہ خوشی پائی، جس کے اظہار کے لئے کوئی لفظ ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔ جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقیدت مند کے خواب میں تو ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے رسول اکرم ﷺ کی امامت کی ہو، مگر دیوبندی وہابی ازم کے مذکورہ تمام خوابوں میں دیوبندی وہابی ملاّؤں کو رسول کریم اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واضح طور پر امام بتایا گیا ہے۔ کیا اس کے باوجود دیوبندیوں وہابیوں کو اپنے بڑوں کی اور خود اپنی بے حیائی میں کوئی شبہ ہے؟ واضح رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے حکیم الامت نے ان خوابوں کو فخریہ شائع کیا ہے، یعنی اپنی بے حیائی اور گستاخی پر انہیں ناز ہے۔ اللہ کریم ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے

جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دین　　لَعنَۃُ اللّٰہِ عَلَیھِم اَجمَعِین

یہ بلا شبہ اللہ سبحانہ کے پاک اور پیارے بندوں پر، بہتان طرازی کی اس دنیا میں

ان دیوبندیوں وہابیوں کوسزا ہے، کہ جس جھوٹے قول وفعل کو، سچے مسلمانوں سے یہ منسوب کرتے ہیں، وہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی زبان وقلم سے خود ان کے اپنے لئے ثابت ہو جاتا ہے، اور یوں یہ اپنے ہی بیان سے شدید مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر یہ دیوبندی وہابی تبلیغی، سچی توبہ نہیں کرتے تو دنیا وآخرت کا شدید خسارا اور عذاب ہی ان کا حصہ ہے۔

❖ قارئین محترم! دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے بڑے اور چھوٹے علماء نے رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام، اہل بیتِ عظام، ازواجِ رسول امہات المومنین اور اولیاء اللہ (رضی اللہ عنہم) کی جس قدر توہین کی ہے، اور جن واضح الفاظ میں توہین کی ہے وہ پوری تفصیل کے ساتھ لکھوں، تو آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ ”شیطانی آیات“ کے مصنف، ملعون شیطان رشدی اور دیوبندی وہابی علماء کی تحریروں میں کوئی فرق نہیں۔ افسوس کہ ان دیوبندیوں وہابیوں نے رسول اللہ ﷺ کی واضح طور پر، اہانت وگستاخی کرتے ہوئے سیکڑوں خواب اپنی کتابوں میں لکھے اور ان خوابوں پر یہ، فخر کرتے ہیں اور توہین رسالت سے بھری ہوئی اپنی ان کتابوں کی تبلیغ واشاعت کرتے ہیں، اور اپنے ان علمائے دیوبند کی شان بیان کرنے میں زندگی بسر کرتے ہیں، جن علمائے دیوبند نے رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ گستاخی وبے ادبی کی ہے۔ ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو اپنی خرابیاں دور کرنے کی نہیں سُوجھتی، یہ اپنے مذموم جرم نہیں دیکھتے، بلکہ سچے غلامانِ رسول، علمائے حق اہل سنت کی صحیح باتوں کو غلط بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ ”چاند پر تھوکنے سے چاند کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ تھوک خود تھوکنے والے کے اپنے منھ پر پڑتی ہے۔“ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی بھی اپنی ان حرکتوں سے، اپنے ہی لئے رسوائی جمع کررہے ہیں۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہم صحیح العقیدہ سنّی بریلوی مسلمانوں کو دیوبندی وہابی تبلیغی اور تمام باطل فرقوں کے علماء وعوام اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں مذہب حق اہل سنت وجماعت ہی پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی پارٹ ۲ کے صفحہ ۲۲ پر ہے کہ: ''ایک رضا خانی کہتا ہے

نکیرین آ کر مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا''

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرماتے ہیں کہ'' وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (واضح رہے ''بندہ'' کے معنی انہوں نے ''سرونٹ آف اللہ'' کئے ہیں)، یہ بھی نہیں کہتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا امتی ہوں۔ صرف احمد رضا کا نام لیتا ہے، خود کو رضا خانی ظاہر کرتا ہے۔''

رضا خانی کے الفاظ کا جواب تو انہیں ایسا دیا جائے کہ ان کے دانت کھٹے ہو جائیں (☆) تاہم یہ لب ولہجہ دیو کے بندوں ہی کو بھاتا ہے۔ اس اعتراض کا اشرفعلی تھانوی صاحب سے جواب لیجئے۔

الافاضات الیومیہ (النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ) صفحہ ۲۵ ح ۲ پر تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''ایک دھوبی کا انتقال ہوا۔ جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا من ربک، مادینک، من ھذا الرجل۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں، میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔ اور فی الحقیقتہ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں۔ جو ان کا خدا وہ میرا خدا، جو ان کا دین وہ میرا دین، اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی۔''

اب فرمائیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کہ وہ اپنے گرو اشرفعلی تھانوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ خود انہی کے تھانوی صاحب نے ان کے اعتراض کا تحقیقی جواب دے دیا۔

اور دوسرا جواب دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم، تھانوی صاحب کے استاد جناب

(☆) دیوبندی وہابی ازم کے برصغیر میں امام جناب شاہ اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ ان کی نسبت سے اگر دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو ''اسمٰعیلی'' کہا جائے تو انہیں ہرگز ناگوار نہیں گزرنا چاہیے۔

محمود الحسن دیوبندی سے ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں:

''قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں
جاؤں عرصات میں جب خائف و نادم تہی دست
دونوں ہاتھوں میں ہوں ان دونوں کے داماں دونوں''

(کلیات شیخ الہند، ص ۱۷ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ، لاہور)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ گنگوہی و نانوتوی کا نام لینا اور دامن تھامنا کیوں کر نفع بخش ہوگا؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

❖ پارٹ ۲ صفحہ ۱۹ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اپنے امام اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی کتاب ''صراط مستقیم'' سے ایک عبارت نقل کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس گندی عبارت کو صوفیانہ ٹرمنالوجی سے نہایت پاک عبارت ثابت کر دیں۔ اصل عبارت اور اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

تقویۃ الایمان کے مصنف اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' کے ص ۸۶ (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ) پر بعنوان ''فصل سوم درذکر مخلات عبادات تفصیلا وطرق معالجات آں'' کے تحت لکھا ہے:

''بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند پچندیں مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویداے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد ......''

(ترجمہ) ''بعض ظلمتیں، بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضاء کے مطابق زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مجامعت (ہم بستری) کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر

یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف خیال کا چلے جانا بھی، اگرچہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں، بہت ہی زیادہ بدتر ہے، اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے، اس لئے کہ ان (بزرگوں) کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چپک جاتا ہے، بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے، کہ (اس میں) نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم، بلکہ (ایسا خیال) حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم و بزرگی، جو نماز میں ملحوظ و مقصود ہو جاتی ہے، شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔''

اس ناپاک عبارت میں غور کیجئے! کہ زنا کے وس وسہ سے بیوی کے ساتھ مجامعت کرنے کا خیال لانا تو بہتر ہے لیکن بزرگان دین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف خیال کا صرف چلے جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس عبارت میں بزرگان دین اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کتنی سخت توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اس لئے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیال چوں کے تعظیم کے ساتھ آتا ہے، اور ان کے مطابق نماز میں رسول کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، چناں چہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر رہیں کہ '' خیال آں با تعظیم و اجلال'' دیکھئے ان الفاظ میں ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی، بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لئے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی اور ان کے ماننے والے اسماعیلیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ اس لئے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا سورت پڑھیں گے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف یا توصیف یا اسم مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا، خاص کر التحیات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ارادہ و انشاء کے ساتھ سلام عرض کیا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس

وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ضرور آتا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کہا جائے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی جائے، ان پر درود شریف پڑھا جائے اور ان کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں، تعظیم کے ساتھ آئے یا تحقیر کے ساتھ! اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھنچ گیا، پھر نماز کہاں ہوئی؟ اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہوا، پھر کیسی نماز؟ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے) اب اس کفر و شرک سے بچنے کے لئے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھیں، مگر مشکل یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز ادا نہیں ہوتی۔ اب بتایئے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی، نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کسی اور کی کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی اس عبارت کی بناء پر نماز تو کسی دیوبندی وہابی کی ہوگی ہی نہیں، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں یہ دیوبندی وہابی شاید کفر و شرک سے بچ جائیں، چاہے نماز ہو یا نہ ہو۔ (**لَا حَولَ وَلَا قُوۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِ العَظِیم**) یہ بلا شبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہی کا وبال ہے کہ یہ لوگ نماز ہی سے محروم ہو گئے۔

دوسرا رخ بھی ملاحظہ ہو۔

دیوبندی عالم عبد الماجد دریا بادی نے جناب اشرفعلی تھانوی کو اپنے خط میں لکھا کہ:
''نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے، لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے، جناب (تھانوی) کو یا......کو نماز پڑھتے فرض کر لیا، تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا، بہر حال اگر یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے، ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔''

(تھانوی صاحب کا) جواب ملا: ''محمود ہے'' جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو، ورنہ سمِ

قاتل ہے۔'' (حکیم الامت، ص ۶۳، ۶۴)

اشرف العلوم، بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ، ص ۸۴ (بعنوان ''الکلام الحسن'' مطبوعہ کتب خانہ امداد الغرباء، سہارن پور) میں ہے: ''کسی نے خط میں لکھا کہ اگر آپ (تھانوی) کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا، جائز ہے۔''

قارئین کرام! دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے امام اسماعیل دہلوی (قتیل) تو نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خیال چلے جانے کو کس قدر برا کہتے ہیں اور اسی قتیل دہلوی امام کے نائب، تھانوی صاحب نماز میں اپنے خیال لانے اور رکھنے کو ''محمود (بہت اچھا) اور جائز'' فرما رہے ہیں۔ اب جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ تھانوی صاحب کا خیال نماز میں تعظیم کے ساتھ لایا جائے گا تو آپ کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کے فتوے کے مطابق نماز نہیں ہوگی لہٰذا گائے بیل گدھے کے خیال ہی کی طرح تھانوی صاحب کا خیال جائز ہوگا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس بارے میں، کہ تھانوی صاحب کا خیال تحقیر کے ساتھ درست ہے؟ اگر علمائے دیوبند یہ فرمائیں کہ ''نہیں ہرگز درست نہیں۔'' تو پھر انہیں مان لینا چاہیے کہ ان کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کی عبارات کفریہ اور غلط ہیں۔ اور اگر آپ اپنے اسماعیل دہلوی صاحب کو درست قرار دیں تو پھر تھانوی صاحب کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟

عبد الماجد دریابادی اور اشرف العلوم کے حوالے سے اشرفعلی تھانوی کی ان مذکورہ عبارات پر مزید تبصرہ کا حق اس وقت تک محفوظ رکھتا ہوں کہ جب تک کہ علمائے دیوبند کا جواب مجھے مل جائے۔

❖ محترم قارئین! جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی ایک سیاہ کاری اور ملاحظہ ہو۔ قرآنی آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا ترجمہ، پارٹ ۲ کے ص ۱۱ پر یوں لکھا ہے:

"Wa maa arsalnaaka illa rahmatal-lil-Aalameen"

(verse 107 Surah 21)

" And we sent thee not save as a mercy for the peoples"

کیا یہ ظلم نہیں؟ قرآن کریم کے الفاظ کا صحیح ترجمہ کرنے کی بجائے غلط ترجمہ کرنا، قرآن میں تحریف کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ظلم اسی کو ہی کہتے ہیں۔ عالمین (WORLDS) کا ترجمہ، لوگ (PEOPLES) کیا جا رہا ہے۔ دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں ایک تو یہ کہ یہ دیوبندی وہابی، علم سے بے بہرہ ہیں، دوسری یہ کہ یہ دیوبندی وہابی علماء، قرآن کو بدل رہے ہیں۔ جب تک یہ خود کو علماء کہتے ہیں تو اپنے علم کا انکار تو کر نہیں سکتے۔ ظاہر سی بات ہے کہ پھر قرآن ہی کو بدل رہے ہیں۔ اللہ ہمیں ایسے ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ کے ص ۱۱، ۱۲ پر گنگوہی علیہ ما علیہ کی عبارت کے بارے میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے CLARIFICATION کے تحت جو کچھ لکھا ہے، اس سے گنگوہی پر ہمارے اعتراض کو اور تقویت مل گئی۔ یہ مصنف وضاحت کر کے اپنی گنگوہی صاحب کو بچانا چاہتا تھا مگر وہ خود تو ڈوبے ہی تھے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو بھی لے ڈوبے۔

قارئین ملاحظہ فرمایئے۔ گنگوہی صاحب کی اصل عبارت اور اس کا جواب۔ گنگوہی فرماتے ہیں:

''لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ ﷺ سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم ص ۹، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد، دہلی۔ تالیفات رشیدیہ، ص ۱۰۴)

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت ''رحمۃ للعالمین'' کا انکار ہے۔ گنگوہی صاحب نے صاف کہہ دیا ہے کہ

لفظ ''رحمۃ للعالمین'' رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ اور اس میں گنگوہی نے خود شریک ہونے کے لئے کہہ دیا کہ علماء ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر وہ شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جز ہیں۔ دعویٰ، دلیل، تفریع ''لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں'' دعویٰ ہے۔ '' بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں'' یہ دلیل ہے۔ '' لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے'' یہ تفریع ہے۔ (تفریع: شاخ نکالنا)

گنگوہی صاحب کا یہ کلام صراحۃً پکار رہا ہے کہ ''رحمۃ للعالمین'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علمائے ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی ''بتاویل'' کی قید، تو یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لئے ایک آڑ بنائی ہے، ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان گنگوہی صاحب کا مقصود تو صفتِ خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں وہابیوں سے پوچھئے کہ ان کے نزدیک علمائے ربانیین کون ہیں؟ کیا سنّی (بریلوی) ہیں؟ یا غیر مقلد ہیں، یا شیعہ ہیں؟ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو یہ بدعتی کہتے ہیں۔ غیر مقلدوں اور شیعوں کو گمراہ و کافر کہتے ہیں اور (دیوبندی وہابی) خود اپنے آپ کو علمائے حق اور علمائے ربانیین کہتے ہیں۔ تو ان کا مطلب یہی ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کو بھی رحمۃ للعالمین کہو مگر تاویل یہ کرلو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین، جیسا کہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ ''حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔'' (معاذ اللہ)

قارئین کرام! خوب جان لیجئے کہ دیوبندیوں وہابیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اور اولیاء خصوصا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام

خصوصیتیں اُڑا دو اور انکار کر دو، کیوں کہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کرو گے، اس وقت تک برابری اور ہمسری نہ ہو سکے گی، چناں چہ (شرک فی الرسالت) ہم سری اور برابری کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص صفت رحمۃ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے انہوں نے کہہ دیا کہ ''اگر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے اگر چہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔'' اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اسی بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں اگر چہ وہ ادنیٰ ہیں۔ گنگوہی کی اس عبارت سے نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیو بند کے ملاں چھوٹے رحمۃ للعالمین۔ (معاذ اللہ)

چناں چہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتویٰ دیا تو ان کے متعلق جناب خلیل احمد انبیٹھوی نے یہ لکھا۔

''کمینہ غلامان خلیل احمد اپنے ملجا و ماویٰ، میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیٰ العالمین، غیاث المریدین، غوث المسترشدین، نائب رسول رب العالمین، قطب زمانہ، مجتہد عصرہ دادانہ، حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتھم علی العالمین ......'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۴۹ ج ۱)

دیکھئے اس میں گنگوہی صاحب کو ''**میزاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علی العالمین**'' (سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پرنالے) لکھا اور آخر میں لکھا ''دام اللہ ظلال برکاتھم علی العالمین'' (اللہ ان کی برکتوں کے سائے سارے جہانوں پر ہمیشہ رکھے)۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہوا ''رحمۃ للعالمین، برکات للعالمین''۔ جیسا کہ نائب رسول رب العالمین، کی عبارت میں ''العالمین'' ہے، اسی طرح دونوں عبارتوں میں ''العالمین'' ہے۔ ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے انبیٹھوی صاحب کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب ہے (اس کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں)، اسی طرح گنگوہی صاحب سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔ (معاذ اللہ) کیا ایسی باتوں کے باوجود ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو ''اہل حق''

کہا جا سکتا ہے؟ یہ لوگ ''رحمت'' نہیں عالم اسلام کے لئے بہت بڑی ''زحمت'' ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

❖ قارئین محترم! یہ خادم اہل سنت پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ میرے پاس اس موضوع پر اس قدر مواد ہے کہ اسے شائع کرنا چاہوں تو بے شمار کتابیں بن جائیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے تین حصے مجھے دیئے گئے۔ ان تینوں حصوں میں کتابچوں کے مصنف کی اتنی جرات بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنا نام ہی لکھ دیتا۔ ان کتابچوں کے مندرجات کا اگر سطر بہ سطر تفصیلی جواب لکھا جائے تو یقیناً ایک بہت ضخیم کتاب بن جائے۔ دیوبندیوں وہابیوں کی طرح ہمیں غیر مسلموں سے دنیاوی مال وزر وغیرہ کی صورت میں امداد بھی نہیں ملتی۔ ہم تو حبیب پروردگار، نبی مختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے در کے بھکاری ہیں۔ غیر مسلموں کی امداد سے ہمیں اللہ سبحانہ محفوظ ہی رکھے۔ کہنا یہ ہے کہ بہت ضخیم کتاب کی قوتِ خرید اور فرصت مطالعہ بھی ہر کسی کے پاس نہیں، تاہم اس خادم اہل سنت نے قریباً ہر اعتراض کا جواب پیش کر دیا ہے اور محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے ناموس رسالت اور مذہب حق کا تحفظ ہی میرا نصب العین ہے۔ آرزو یہی ہے زبان وقلم سے تادمِ آخر گستاخان رسول کا قلع قمع کرتا رہوں اور مخلوق خدا کو ان دینی لٹیروں کی ناپاک سازشوں سے آگاہ کرتا رہوں تاکہ سنّی مسلمان اپنے عقائد کا تحفظ کر سکیں۔

❖ ''جوہانس برگ سے بریلی'' کے تینوں حصوں میں ان کتابچوں کا مصنف یہ ہمت تو ہرگز نہ کر سکا کہ وہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی مستقل تصنیف پر کوئی معقول اعتراض کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت کی ایک ہزار سے زائد تصانیف ہیں، جن میں علوم و معارف کے موتی بھرے پڑے ہیں، تاہم ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو محض، تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور حقائق سے چشم پوشی کی وجہ سے بے جا و بے بنیاد اعتراض کا موقع بھی ملا تو صرف ان تحریروں میں، جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں دوسروں نے لکھی ہیں۔ جب کہ ہم اہل سنت و جماعت (فرقہ

ناجیہ) کا بجاطور پر اعتراض، دیوبندیوں وہابیوں کے ان بڑے علماء کی اصل تحریروں پر ہے، جو دیوبندی وہابی ازم کی بنیاد ہیں اور جن کتابوں کو یہ دیوبندی وہابی غالبًا، قرآن وحدیث سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان ہی کتابوں کی غلط اور کفریہ عبارتوں کی تبلیغ واشاعت میں اپنی تمام عمر اور تمام توانائیاں ضائع کرتے ہیں۔

❖ قارئین کرام! آپ کی معلومات کے لئے علمائے دیوبند کی کچھ کتابوں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔(☆) صرف اس لئے کہ آپ بخوبی جان لیں کہ اللہ کے پیاروں کے خلاف بکواس کرنے والے ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے خود اپنے ذوق اور ذہن کا کیا حال ہے۔ یہ لوگ خود کو شریعت وسنت کا پابند کہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سوا باقی تمام سچے مسلمان سب غلط ہیں۔

دیوبندیوں وہابیوں کی طرح اصل عبارات کو توڑ مروڑ کر نہیں، بلکہ من وعن پیش کر رہا ہوں اور ان عبارات پر خود کوئی Clarification or Comments (تبصرہ یا وضاحت) نہیں کر رہا بلکہ قارئین خود ہی جان لیں گے کہ ایسی سوچ رکھنے والے علمائے دیوبند اور ان کے دیوبندی وہابی ازم کی اصلیت کیا ہے؟

۞ ''تذکرہ مشائخ دیوبند'' ص۹٦ (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب، کراچی) کے حاشیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے: ''امی بی حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وحضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں، نہایت عابد وزاہد خاتون تھیں۔ جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں جن میں آپ (امی بی) کا پاخانہ لگ گیا تھا، عجیب وغریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوش بو نہیں سونگھی۔''

۞ تذکرۃ الرشید، ص ٤٦ ج ١ عاشق الٰہی میرٹھی اور امداد المشتاق (مطبوعہ تھانہ بھون) کے ص ۷، پر دیوبندی عالم اشرفعلی تھانوی صاحب اپنے پیر ومرشد کی شان

(☆) انشاء اللہ اپنی آئندہ تحریر میں مزید بہت سی ایسی عبارتیں ہدیہ قارئین کروں گا۔

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ایک دن اعلیٰ حضرت (☆) (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی (شیعہ) بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول ﷺ تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ: ''اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔''

رسول اللہ ﷺ کو جن علمائے دیوبند کا (العیاذ باللہ) باورچی (COOK) کہا گیا ہے ان میں سرفہرست جناب رشید احمد گنگوہی ہیں۔ ذرا ان گنگوہی صاحب کا احوال ملاحظہ ہو۔ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں: ''میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی)، عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے، سو جس طرح زن وشوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کرکے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کرکے انہیں مرید کرا دیا۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا الرجال قَوامُون عَلَی النِساء۔ آپ (گنگوہی) نے فرمایا ہاں! آخر ان (نانوتوی) کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔'' (ص ۲۸۹، تذکرہ الرشید، ج ۲، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، لاہور)

''حضرت (گنگوہی) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۶۶، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

(☆) دیوبندی وہابی ٹولہ بہت شور مچاتا ہے کہ مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو ''اعلیٰ حضرت'' کہا جاتا ہے اور ایسا کہنا غلط ہے لیکن تھانوی صاحب اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کو ''اعلیٰ حضرت'' لکھیں تو دیوبندی وہابی، عدل وانصاف اور اصول وقواعد بھول جاتے ہیں اور اپنے لئے سب کچھ صحیح وجائز سمجھتے ہیں۔

چناں چہ ان کا ''حق'' ملاحظہ ہو۔ یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں: ''(ہندوؤں کے پیشوا) رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے، پچھلوں نے کیا کا کیا بنا دیا۔'' (ص ۲۸۷، تذکرہ الرشید، ج ۲)

مزید ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''اکثر بزرگ پوشیدہ ہو کر خلقت کو راہ ہدایت پر لاتے ہیں، اسی طرح بابا نانک (سکھوں کے پیشوا) بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۲۳۸، ج ۲)

یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ: ''مدرسہ دیوبند اللہ کا ہے۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۸۱)

اشرفعلی تھانوی صاحب کی اسی کتاب ارواح ثلاثہ کے ص ۳۸۳، ۳۸۴ پر ہے کہ:
''یکا یک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور خلفاء اربعہ ہر چہار کونوں پر موجود ہیں، وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آکر مسجد میں ٹھہر گیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم (نانوتوی) کو بلا لو۔ وہ (خلیفہ) تشریف لے گئے اور مولانا (نانوتوی) کو لے کر آ گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ (دیوبند) کا حساب لائیے۔ (نانوتوی نے) عرض کیا، حضرت حاضر ہے۔ اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشی اور مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی، بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا، اب (ہمیں) اجازت ہے؟ حضرت (نانوتوی) نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو، اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔''

گنگوہی صاحب نے مدرسہ دیوبند کو اللہ کا مدرسہ کہا اور تھانوی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس مدرسہ کا حساب دیکھنے کے لئے آسمانوں سے آنا بیان کر دیا۔ اس کے بعد دار العلوم دیوبند کے شاگردوں کے بارے میں بھی دار العلوم

دیوبند کے پہلے صدر مدرس جناب محمد یعقوب کا ایک ارشاد تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو۔ جناب محمد یعقوب فرماتے ہیں:

''مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس مدرسہ (دیوبند) کا پڑھا ہوا کوئی آدمی دس روپے سے کم کا ملازم نہ ہوگا۔'' (ص ۲۱۴، تھانوی صاحب کے پسندیدہ واقعات، مصنفہ ابو الحسن اعظمی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

لگے ہاتھوں ذرا دیوبند شہر کے بارے میں بھی سن لیجئے، جناب محمد انور کشمیری کے حالات پر لکھی جانے والی عبدالرحمٰن کوندو کی کتاب ''الانور'' (مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی، ۱۹۷۸ء) کے ص ۲ پر ضیاء الرحمٰن ضیاء کا یہ شعر موجود ہے، فرماتے ہیں:

''اے خوشا دیوبند، جلوہ زار حسن عالماں
مکّۂ ہندی، زیارت گاہ ارباب دلاں''

دیوبند کا مدرسہ اللہ کا بتایا اور اس کا حساب دیکھنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لایا گیا، شاگردوں کے لئے اللہ سے ملازمت کا وعدہ لیا گیا اور دیوبند شہر کو ہندوستان کا مکہ بتایا گیا اور اس کے باوجود اسی دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کا افتتاح اور صدارت، اللہ کی دشمن مشرکہ عورت (اندرا گاندھی) سے کروائی گئی، ظاہر ہے کہ ایسی واہی تباہی کا نتیجہ کچھ یہی ہونا تھا۔

(واضح رہے کہ یہ خادم اہل سنت، اپنی کتاب دیوبند سے بریلی میں ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علمائے دیوبند سے اردو زبان سیکھنا، دیوبندیوں کی روایت کے مطابق نقل کر چکا ہے اور یہ بھی نقل کر چکا ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی کے مطابق ''نبی کو کوئی اختیار نہیں'' اور یہ بھی کہ ''نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں'' اور یہ بھی کہ ''نبی مر کر مٹی میں مل گئے'' اور یہ بھی کہ ''نبی کو اپنے انجام کی کچھ خبر نہیں)۔'' (العیاذ باللہ)

۞ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب جب رشید احمد صاحب گنگوہی کی سوانح عمری لکھ رہے تھے تو ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ ''رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح

لکھی جا رہی ہے'' اور خود گنگوہی صاحب نے سوانح نگار کو خواب میں آ کر فرمایا کہ'' کیا میری سوانح لکھ رہے ہو؟'' (تذکرہ الرشید، ص ۸ ج ا)

اسی کتاب کی جلد دوم میں ص ۷ ۱۲ اور ص ۱۵۲ پر گنگوہی صاحب کے پاس رہ کر ذکر کرنے والوں کو'' اہلِ صفہ'' کہا گیا ہے۔

(قارئین بخوبی جانتے ہوں گے کہ'' اہلِ صفہ یا اصحاب صفہ'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند خاص صحابہ کرام کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔)

اسی کتاب کے ص ۲۴۲، ج ۲ پر ہے:

'' (گنگوہی نے)'' ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارن پور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارن پور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی، میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی، رنڈیوں نے جواب دیا، میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا، میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں، میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں، میں زیارت کے قابل نہیں، میاں صاحب نے کہا نہیں جی، تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا، چناں چہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں، جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا'' بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے '' بی تم شرماتی کیوں ہو، کرنے والا کون اور کرانے والا کون، وہ تو وہی ہے۔'' رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی اور خفا ہو کر کہا'' لَا حَولَ وَلاَ قُوۃ، اگر چہ میں رُوسیاہ و گنہ گار ہوں، مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔'' میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔''

اسی صفحے پر ہے کہ گنگوہی صاحب نے انہی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ:'' ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔''

یہ بھی ملاحظہ ہو:'' ایک بار بھرے مجمع میں حضرت (گنگوہی) کی کسی تقریر پر ایک

نوعمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم، سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکا لیں مگر آپ (گنگوہی) مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا ''جیسے گیہوں کا دانہ۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۱۰۰، ج ۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشید احمد گنگوہی کے طریقہ پر تھے، چناں چہ ملاحظہ ہو'' ایک روز مجمع کثیر میں آپ (گنگوہی) نے یہ الفاظ فرمائے کہ'' بھائیو ایک بات کہتا ہوں اور یا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ کیوں کہتا ہوں...... وہ یہ کہ یہ جو میرا طریقہ ہے بعینہٖ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور اس کو ہاتھ سے نہ دینا۔'' (تذکرۃ الرشید، ص ۳۴ ج ۲)
عاشق الٰہی میرٹھی صاحب مذکورہ الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا'' فخر کے لئے نہیں تھا بلکہ اظہار حق مطلوب تھا۔''

❖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض بشر اور اپنے جیسا عام بشر سمجھنے والے دیوبندی وہابی اپنے رشید احمد گنگوہی کو اور دوسرے بڑوں کو، بشر نہیں سمجھتے، چناں ملاحظہ ہو:
'' ہر اہل بصیرت صاحب ذوق سلیم، رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی آپ (گنگوہی) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ (گنگوہی) کے کمال حسن سیرت کا معترف وشیدا ہوکر بے اختیار پکار اٹھا کہ'' **مَاهٰذا بَشَرا اِنْ هٰذا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیم**'' (یہ ہرگز بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے)۔ (تذکرۃ الرشید، ص ۶۰ ج ۲)
(قارئین جانتے ہوں گے کہ یہ قرآنی آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے اور اس کا پورا واقعہ کیا ہے۔)

مزید ملاحظہ ہو۔'' مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ:'' میں پچیس (۲۵) برس حضرت مولانا (محمد قاسم) نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص (نانوتوی) ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۲۲۰)

ذرا انسانیت سے بالا درجہ والے نانوتوی صاحب کا حال ملاحظہ ہو، وہ روزہ دار کا

روزہ باقی نہیں رہنے دیتے تھے، بلکہ روزہ توڑنے پر ثواب کی خوش خبری سناتے تھے۔

اسی کتاب ارواح ثلاثہ کے ص ۲۹۸، ۲۹۹ پر ہے: ''حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا۔ ایک دن میں چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔ (نانوتوی نے) فرمایا کہ آیئے مولانا (کھایئے)۔ میں (رفیع الدین) نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل فرما کر پھر یہی فرمایا کہ آیئے مولانا (کھایئے)۔ میں (رفیع الدین) فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا، حالاں کہ عصر کی نماز ہو چکی تھی، افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا۔'' چناں چہ مجھے اس (قبل از وقت) افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات ولذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم (روزہ) میں نہیں دیکھی تھیں۔''

انسانیت سے بالا درجہ کا معنی بھی ملاحظہ ہو۔ اشرفعلی صاحب تھانوی کی مرتبہ ''ارواح ثلاثہ''، ص ۲۲۱ پر ہے: ''مولانا احمد حسن صاحب...... بڑے معقولی تھے اور کسی کو اس میدان میں اپنا ہم عصر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک دن حضرت نانوتوی کا وعظ ہوا اور اتفاق سے سامنے وہی (احمد حسن) تھے اور مخاطب بن گئے اور (ناناتوی کے وعظ میں) معقولات ہی کے مسائل کا رد شروع ہوا۔ وعظ کے بعد انہوں (احمد حسن) نے کہا، اللہ اکبر یہ باتیں (جو نانوتوی نے کیں) کسی انسانی دماغ کی نہیں ہو سکتیں یہ تو خدا ہی کی باتیں ہیں۔''

اسی کتاب ارواح ثلاثہ، ص ۲۴۶ پر ہے کہ: ''مولانا (نانوتوی) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے، بڑی ہنسی کیا کرتے تھے، کبھی ٹوپی اتارتے، کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔''

❖ قارئین اس عبارت کو نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمایئے۔ کیوں کہ اس تحریر میں دیوبندی وہابی عالم عبدالرزاق ملیح آبادی نے اپنے حسین احمد مدنی کو ''مجازاً خدا'' کہا ہے۔ (واضح رہے کہ اس خادم اہل سنت نے ان عبارات پر رائے اور تبصرہ کا حق محفوظ

رکھا ہے۔) الجمعیۃ، دہلی کے ''شیخ الاسلام نمبر'' میں عبدالرزاق ملیح آبادی لکھتے ہیں: ''تم (دیوبندیوں وہابیوں) نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہوگا؟ تمہاری خدمتیں کرے گا؟ نہیں، ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑھ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو، یہ بات نہیں ہے۔ سڑی ہوں نہ تو سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں، سچ ہے حق ہے، مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے، حقیقت و مجاز کا فرق ہے، محبت کا معاملہ ہے اور محبت میں اشاروں، کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ محبت بے پردہ سچائی کو گوارا نہیں کرتی۔ کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔'' (ص ۱۱۳، پاکستانی اڈیشن، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجراں والا)

❖ اشرف العلوم سہارن پور بابت ماہ جمادین ۱۳۵۴ھ ص ۳۲ میں ہے کہ کسی نے: ''شاہ اسحاق صاحب کے متعلق دریافت کیا تو (تھانوی صاحب نے) فرمایا، اس وقت تو انسانوں کا قصہ ہو رہا ہے، جب فرشتوں کا ذکر ہوگا ان کے ساتھ ان (شاہ اسحاق) کے متعلق پوچھنا۔'' اور ارواح ثلاثہ کے صفحہ ۶۳ پر ہے: ''مولانا اسحاق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے۔''

ارواح ثلاثہ، ص ۱۲۱ پر سید احمد بریلوی صاحب کا ارشاد ہے کہ: ''جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں۔''

مزید ملاحظہ ہو:

''یہ (حسین احمد مدنی) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟ نہیں نہیں میرا ضدی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ انوار قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہوسکتا ہے۔'' (نذر عقیدت، ص ۵)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اگر ان کے حسین احمد مدنی انسان

بھی نہیں تھے اور فرشتہ بھی نہیں، تو پھر وہ کیا تھے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ ''انوارقدسیہ کا سرچشمہ'' کسے کہا جاتا ہے؟

❖ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے تھانوی صاحب کی زبانی اپنے نانوتوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ کرلیں۔ ''تحذیر الناس'' میں نانوتوی صاحب نے نبوت کا دروازہ کھولا اور ذیل کی اس عبارت میں نانوتوی صاحب وہ الفاظ اپنے لئے فرمارہے ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے فرمائے تھے:

''فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی حج بیت اللہ کوتشریف لے گئے۔ مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی لاابالی، کہیں کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں۔ اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے۔ آپ نے فرمایا زادراہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایسے ہی توکل پر چلیں گے۔ مولانا (گنگوہی) نے فرمایا جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منیجر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا۔ بڑے آئے توکل کرنے، جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے مولانا نانوتوی سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب (نانوتوی) ان لوگوں کو دے دیتے۔ اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں، کچھ تو اپنے پاس رکھیے تو فرمایا ''**اِنّما اَنَا قَاسِمٌ وَاللهُ یُعْطِی**'' اسی سفر میں مولانا گنگوہی نے مولانا نانوتوی سے فرمایا کہ صبح سے شام تک پھرتے ہی ہو کچھ فکر بھی ہے؟ تو (نانوتوی نے) فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر ہے۔'' (ص ۲۷۰، ۲۷۱، ارواح ثلاثہ مرتبہ اشرفعلی تھانوی)

تھانوی صاحب (بحوالہ جناب محمد یعقوب، صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں: ''بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشترک ہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۶۴ ح ۷، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، دسمبر ۱۹۴۱ء)

یہی تھانوی صاحب افاضات یومیہ، ص ۱۰۵ ا پر فرماتے ہیں کہ جب ان کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی وفات ہوئی تو رشید احمد صاحب: ''گنگوہی، حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) کی نسبت بار بار'' رحمۃ اللعالمین'' فرماتے تھے۔''

ارواح ثلاثہ، ص ۳۹۸ پر اشرفعلی تھانوی صاحب حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں وہی الفاظ فرما رہے ہیں جو شاعر نے رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات کے لئے کہے ہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''اس موقع پر حضرت (حاجی امداد اللہ) کی جامعیت پر یہی کہنے کو جی چاہتا ہے۔

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری''

(قارئین جانتے ہیں کہ پہلا مصرع یوں ہے ع

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

اور یہ شعر مدح رسول اللہ ﷺ میں ہے۔ تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۳۹ پر یہی مکمل شعر گنگوہی صاحب کے لئے مفتی عزیز الرحمٰن نے لکھا ہے)

اسی کتاب ارواح ثلاثہ ص ۳۷۷ پر ہے کہ: ''حاجی (امداد اللہ) صاحب علی وقت تھے، اور حق ان کا تابع۔''

❖ ان ہی اشرفعلی صاحب کی وفات پر عبد الماجد دریابادی اپنی کتاب ''حکیم الامت'' کے ص ۵۹۵ پر لکھتے ہیں کہ: ''ہم بد بخت (دیوبندی وہابی) ایسی نعمت کے اہل ہی کب تھے؟ حیرت اس پر نہیں، کہ یہ نعمت عظمیٰ (تھانوی) اپنے وقت پر واپس لے لی گئی، حیرت اس پر ہے کہ اتنے دنوں ہم میں رہی کیسے؟

تو بہار عالم دیگری زکجا بہ ایں چمن آمدی

مصرع سنا جا رہا تھا، علیٰ مصداق اسی (تھانوی کی) ذات اقدس میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔''

❖ یہ وہی اشرفعلی تھانوی صاحب ہیں جنہیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار، ''متبع سنت، مجدد ملت، حکیم الامت اور حجۃ اللہ فی الارض'' اور جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ یہی نام نہاد متبع سنت تھانوی صاحب، اتباعِ سنت میں کیسے

تھے؟ خود فرماتے ہیں:

''میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہو گی۔'' (افاضات یومیہ، ص ۱۴۱ ج ۴، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

فرماتے ہیں: (میں) ''دعوت اور ہدیہ میں حلال وحرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیوں کہ میں متقی نہیں ہوں۔ بس جو فتوی فقہی کی رُو سے جائز ہو اسے جائز سمجھتا ہوں۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۳۶۹ مطبوعہ مکتبہ تھانوی، دفتر الابقاء، کراچی)

خود انہیں اشرفعلی تھانوی صاحب کا اپنا احوال ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ''ایک روز ایسا ہوا کہ (تھانوی کے) بھائی پیشاب کر رہے تھے میں (تھانوی) نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۷ ۲ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔ ''ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی، بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کمسریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے پریشان گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں (تھانوی) نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلّہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بے چارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۳ ۲ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''میں (تھانوی) ایک مرتبہ میرٹھ میں نوچندی (لڑکیوں کا رقص وتماشا) دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے، میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں (تھانوی) نے کہا جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا، جائز ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے گا کہ اس (برے کام) میں کیا خرابی ہے؟ تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی وہی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سن کر وہ (غلام محی الدین) بہت ہنسے کہ بھائی! مولوی لوگ

اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۴۴۰ ج ۵)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں: '' ایک شخص ایک عورت کو لے کر ایک مکان میں اپنا منہ کالا (زنا) کر رہا تھا، اتفاق سے اور بھی مسافر آ گئے، ان کو بھی ٹھیرنے کے لئے مکان کی ضرورت تھی، اس نے اس مکان کی اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی، ان لوگوں نے دستک دی تو آپ اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں، یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی تھا، جھوٹ نہیں بولا، کیسی ذہانت کا جواب دیا۔'' (افاضات یومیہ، ص ۵۷۰ ج ۴)

دیوبندی ازم کے پیروکار ذرا توجہ سے اپنے گرو جی کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضوِ مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔'' (افاضات یومیہ، ص ۷ ج ۴، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون، رسالہ المبلغ نمبر ۶، ج ۹ بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

انہی تھانوی صاحب کے بارے میں اشرف السوانح کے مرتب ص ۹۶ ج ۱، پر فرماتے ہیں:

''آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری''

ایک اور مقام پر خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ''حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کی عجیب حالت تھی۔'' اس جملے کے بعد (ان کی مدح میں) تھانوی نے امیر خسرو کا یہی شعر نقل کیا ہے (مقالات حکمت و مجادلات معدلت، ص ۳۶۶، مطبوعہ ادارہ تالیفات، اشرفیہ، لاہور، ۱۹۷۷ء) اور تذکرہ مشائخ دیوبند، ص ۱۳۸ پر یہی شعر مفتی عزیز الرحمٰن نے رشید احمد گنگوہی کے لئے نقل کیا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ شعر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور انہوں نے کس کے لئے کہا ہے، قارئین ضرور جانتے

ہوں گے)

دیوبندی ازم کے اس بہت بڑے پیشوا تھانوی کی گندی ذہنیت کا حال خود اس کے اپنے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔'' (رسالہ الامداد، صفر ۱۳۳۵ھ)

اشرف السوانح کے مرتّب خواجہ عزیز الحسن ج ۲ ص ۳۰ پر فرماتے ہیں'' ایک بار عشق و محبت کے جوش میں حضرت والا (تھانوی) سے بہت جھجکتے اور شرماتے ہوئے دبی زبان سے عرض کیا کہ حضرت ایک بہت ہی بے ہودہ خیال دل میں بار بار آتا ہے، جس کو ظاہر کرتے ہوئے بھی نہایت شرم دامن گیر ہوتی ہے اور جرأت نہیں پڑتی۔ حضرتِ والا (تھانوی) اس وقت نماز کے لئے اپنی سہ دری سے اٹھ کر مسجد کے اندر تشریف لے جا رہے تھے۔ (تھانوی نے) فرمایا کہئے کہئے۔ احقر نے نہایت شرم سے سر جھکائے ہوئے عرض کیا کہ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور (تھانوی) کے نکاح میں۔ اس اظہار محبت پر حضرتِ والا (تھانوی) غایت درجہ مسرور ہوکر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی محبت ہے، ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔ ان شاء اللہ۔''

اشرف السوانح کے مرتّب فرماتے ہیں کہ'' ایک عریضہ کے اندر بجائے القاب و آداب کے میں نے فرط محبت میں حضرت والا (تھانوی) کو صرف اس شعر سے خطاب کیا تھا

جان من جانان من سلطان من ‌ ‌ ‌ ‌ اے توئی اسلام من ایمان من''

(ص ۱۳۱ ج ۲، اشرف السوانح، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان ۱۹۸۵ء)

اشرف السوانح کے مرتب نے کتاب کے شروع میں ص ۸ ج ۱ پر تمہید کے عنوان سے اپنی تحریر کے اوپر یہ شعر بھی تھانوی صاحب کے لئے لکھے ہیں۔

''اے اشرف زمانہ زمانے مدد نما
درہائے بستہ را بہ کلید کرم کشا''(☆)

''مستعینا بالمخاطب قلتہ مستشیراً فی التخاطب قلتہ''

اور تھانوی صاحب کی خانقاہ کے بارے میں ص ۸۴ ج ۲ پر اشرف السوانح کے مرتب نے یہ شعر لکھا ہے:

''اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین ست و ہمین است و ہمین است''

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسماعیل دہلوی تو تقویۃ الایمان میں نسبت کے سبب کسی کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں اور دیوبندی وہابی ملاں اپنے بڑوں سے نسبت میں کیسے اور کتنا مبالغہ و تعظیم روا جانتے ہیں، اس کا احوال بھی ملاحظہ ہو۔ ''(جناب احمد حسن امروہوی) ایک دفعہ مولانا (تھانوی) کی خدمت میں حاضر ہوئے، آدھی رات کو استنجے کی ضرورت ہوئی، اول شب میں دریافت کرنا یاد نہ رہا، پس خدا کی قدرت کہ مولانا (تھانوی) خود اندر سے تشریف لائے۔ (اور پوچھا) کہ کوئی حاجت ہے؟ میں (امروہوی) نے کہا جی ہاں ہے۔ مولانا (تھانوی) نے فرمایا کہ اس وقت دونوں کو تکلیف نہ ہوگی، اندر زنانہ مکان میں چلو اور خود (تھانوی) استنجے کے (لئے) ڈھیلے اور پانی رکھ آئے۔ میں (امرہوی) نے کہا یہ تو ''آب زمزم'' ہے، اب استنجا کاہے سے کروں! اللہ اکبر، کیا اخلاق ہیں۔'' (قصص الاکابر، ص ۲۰۶، بحوالہ حسن العزیز، ص ۲۲۰ ج ۲)

(☆) یہ شعر حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سینکڑوں برس پہلے کہا گیا تھا، مزید برآں دیوبندیوں وہابیوں کا اس شعر کے بارے میں یہ فتویٰ تھا کہ یہ مشرکانہ شعر ہے، اسے کیا کہئے کہ یہی شعر دیوبندیوں کو اپنے تھانوی صاحب کے لئے (شاید) لفظ ''اشرف'' کی رعایت سے'' پسند آ گیا ہے اور ان کا وظیفہ ہو گیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ اس شعر کے بارے میں ان کا فتویٰ غلط تھا یا اس شعر پر موجودہ عقیدہ و عمل غلط ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

❖ قارئین محترم! اس خادم اہل سنت کو یہ عبارتیں نقل کرتے ہوئے اپنی ایمانی غیرت کی وجہ سے جو دکھ اور کرب ہو رہا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔ مجھے حیرت بھی ہے اور حد درجہ افسوس بھی، کہ دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار، ان گستاخانہ اور گندی عبارتوں کے لکھنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ملاؤں کو اپنا پیشوا اور رہ نما ہی نہیں کہتے، بلکہ ان کی تقلید اور پیروی کو، قرآن وسنت کی پیروی سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ عقل وشعور رکھنے والا ہر شخص ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد بلا شبہ یہی کہے گا کہ ایسی گندی عبارتیں لکھنے والے ملاں ہرگز علمائے حق کہلانے کے اہل ہی نہیں، بلکہ یہ لوگ عالم اسلام اور مسلمانوں کے لئے شرم و افسوس کا باعث ہیں۔

مزید ملاحظہ فرمائیے۔

❖ انبیاء واولیاء کو بے اختیار اور اپنے انجام سے بے بہرہ کہنے والے دیوبندی وہابی اپنے گنگوہی کے لئے کیا کہتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

''آپ (گنگوہی) آخرت کی جاوید نعمتوں کے خرچ کرنے میں ہرگز بخیل نہ تھے، اگر آپ بخل فرماتے تو آج آپ کے مریدین کی جماعت ہزارہا تک کیوں کر پہنچتی؟''

(ص ۸۸، ج ۲، تذکرۃ الرشید)

تھانوی صاحب کا اختیار ملاحظہ ہو۔

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ ''لندن سے ایک انگریز نے سوال کیا تھا یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا، کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی اور وہ پردہ نہ کرے گی...... میں (تھانوی) نے لکھ دیا کہ آپ کے لئے اجازت ہے۔''

(افاضات یومیہ، ص ۲۴۵ ج ٦)

یہی اشرفعلی تھانوی اپنے دیوبندی وہابی عالم مظفر حسین صاحب کاندھلوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''جلال آباد یا شاملی میں ایک خان صاحب نے کہا کہ میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ دو بری عادتیں (شراب وزنا کی) چھٹتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (نماز) بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔'' (ارواح ثلاثہ، ص ۱۸۱)

❖ انبیاء کومعصوم نہ ماننے والے دیوبندی اپنے گنگوہی کی ہر عادت کوعبادت مانتے ہیں، یہاں تک کہ بول و براز (پیشاب پاخانہ) کرنے کو بھی۔ملاحظہ ہو:

''خلاصہ یہ ہے کہ اہل اللہ کی عادات بے شبہ عبادات میں داخل ہیں اوران حضرات کے صبح سے شام تک نوم و یقظہ، اکل وشرب، بول و براز، سکوت وتکلم، راحت ومحنت، حرکت و سکون وغیرہ جملہ افعال ذریعہ عبادت ہونے کی حیثیت سے طاعت میں داخل ہیں اور چوں کہ حضرت امام ربانی (گنگوہی) اس صدی میں اپنے زمانہ کی اس پاک باز جماعت کے پیشوااور سردار تھے، اس لئے آپ کی عادات کا عبادات ہونا تو اظہر من الشّمس ہے۔''

(تذکرۃ الرشید، ص ۶۱ ج ۲)

❖ گنگوہی صاحب کے بعد اب ذرا دیوبندیوں کے مشہور عالم، اشرفعلی تھانوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ ہو۔تھانوی صاحب کی تحریروں میں جنسی تعلق اور فحش گوئی کی بھرمار ہے۔ ملاحظہ ہو، وہ خود فرماتے ہیں'' اطباء اور فلاسفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس قوت سے کام نہ لیا جاوے وہ رفتہ رفتہ زائل ہو جاتی ہے، جیسے ترک جماع، عنت (عاجزی) کا سبب ہو جاتا ہے۔'' (کمالات اشرفیہ، ص ۸۰)

افاضات یومیہ، ح ۴ کے ص ۶۶۸ (مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون) پر تھانوی صاحب کی جنسی رغبت کا احوال ملاحظہ ہو۔

''ایک شخص نے مجھ (تھانوی) سے کہا کہ (اللہ کے) ذکر میں مزا نہیں آتا، میں نے کہا کہ مزا ذکر میں کہاں، مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت (چھیڑ چھاڑ) کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں (اللہ کے ذکر میں) کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔''

تھانوی صاحب کی اسی کتاب کے ص ۶۷۳ پر تھانوی صاحب کی گندی ذہنیت کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو، بات سمجھانے کا اس سے زیادہ ''اچھا انداز'' دیوبندیوں وہابیوں کے حکیم الامت کے سوا کس کا ہوسکتا ہے؟ فرماتے ہیں:

''پس اصل چیز ہے وحی اور اگر نری عقل پر مدار ہے تو عقل کا ایک اقتضا (☆) تو

(☆) یعنی ایسا کرنا عقلاً درست ہے۔

یہ بھی ہے جیسا ایک شخص نے کہا تھا، وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا، کسی نے کہا کہ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے؟ تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا؟ یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہوسکتا ہے۔''

(یاد رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے مجدد اشرفعلی تھانوی صاحب نے مسلمانوں گھرانوں کی شرم و حیا والی کنواری اور شادی شدہ عورتوں کو بے شرمی اور بے حیائی سکھانے کے لئے اپنی مشہور کتاب ''بہشتی زیور'' میں جنسی تعلقات (Sex) کے جو طریقے اور نسخے تعلیم فرمائے ہیں، ان سے با آسانی تھانوی صاحب کی شہوت پرستی (☆) اور جنسی ہیجان سے بھرپور ذہنیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تھانوی صاحب کی اس کتاب ''بہشتی زیور'' نے سینکڑوں گھرانوں کی لڑکیوں کو بے حیائی اور

(☆) قارئین کرام! ہوسکتا ہے کہ آپ کو تھانوی صاحب کی شہوت پرستی اور جنسی ہیجان کے تذکرے پر تعجب ہو۔ لیکن اس سے زیادہ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں ہی کا دسمبر ۱۹۸۸ء میں، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، آزادول، (جنوبی افریقا) سے ایک رسالہ ''النصیحہ'' شائع ہوا، جس کے متن کو بنیاد بنا کر نامہ نگار جے نٹ بے نٹ نے جنوبی افریقا کے مشہور اخبار، ہیرلڈ سنڈے ٹریبون کی ۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جو گستاخانہ شہ سرخی لگائی، اسے نقل کرنا میرے لئے مشکل ہے۔ قارئین کی معلومات کے لئے صرف اتنا عرض کر دوں کہ رسوائے زمانہ ملعون شیطان رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کے بعض جملوں سے ''النصیحہ'' کے وہ جملے زیادہ برے ہیں۔ اس خادم اہل سنت نے جنوبی افریقا میں دیوبندیوں کے بڑے مرکز ''میاز فارم'' میں خود جا کر علمائے دیوبند سے اس سلسلہ میں احتجاج کیا اور انہیں کہا کہ وہ اپنے مسلک کے اس شیطان عالم کی اس مذموم حرکت کا نوٹس لیں، مگر افسوس کہ گستاخی رسول پر ان علمائے دیوبند کی غیرت جوش میں نہیں آئی، ہاں اتنا ضرور ہوا کہ میرے خلاف میاز فارم کے علمائے دیوبند کی طرف سے پوسٹر ضرور شائع ہوا۔ یہ خادم اہل سنت عرض کرتا ہے کہ کسی پر تہمت لگانا، مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ اس خادم اہل سنت کے پاس تمام دستاویزات اور ریکارڈ محفوظ ہے۔

بدکاری کی طرف راغب کیا، یہی وجہ ہے کہ خود دیوبندی وہابی کہلانے والے بہت سے لوگ اپنی لڑکیوں، عورتوں کو بے حیائی سے بچانے کے لئے تھانوی صاحب کی یہ کتاب اپنے گھروں میں رکھنا پسند نہیں کرتے)

❖ اسی کتاب افاضات یومیہ، ح ۴ کے ص ۱۳۷ پر بیان اور عمل کے فرق کو سمجھانے کے لئے دیوبندیوں وہابیوں کے امام (تھانوی) کے جنسی رجحان اور ہیجان کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں: ''مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے۔ حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی، مزا کیا خاک آتا۔ صبح لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ، بڑا مزا ہے، بڑا مزا ہے۔ ہم نے (عورت سے) روٹی لگا کر کھائی، ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی، نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی ''مارا کرتے ہیں''۔ آئی شب حافظ جی نے بے چاری کو خوب زدوکوب کیا، دے جوتا دے جوتا، تمام محلّہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔ پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کر دیا، رات ہم نے مارا بھی، کچھ بھی مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی۔ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ ''مارنے'' سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی، صبح کو جو آئے تو مونچھ کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ تو حضرت! بعض کام کی حقیقت کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔''

کسی چیز سے اکتا جانے کی ایسی مثال دینا بھی وہابی ازم کے حکیم الامت تھانوی صاحب ہی کا کام ہے فرماتے ہیں: ''ایک حافظ جی اندھے تھے۔ حریص بڑے تھے، انہوں نے کہیں سن لیا کہ خدا تعالیٰ نے جنت میں مومنین کے لئے حوریں پیدا کی ہیں۔ بس ہر وقت (وہ حافظ جی) دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ حوریں بھیج، حوریں بھیج۔ بازاری عورتیں بڑی شریر ہوتی ہیں، کہیں انہوں نے سن لیا۔ (ان عورتوں نے) آپس میں مشورہ کیا کہ چلو (ہم) حافظ جی کو حوروں سے توبہ کرا دیں۔ (وہ) سب جمع ہو کے آئیں۔ آپ (حافظ جی) نے کھٹکا سن کے پوچھا کون؟ (عورت) نے کہا حور! (حافظ جی) بڑے

خوش ہوئے کہ بہت دنوں میں دعا قبول ہوئی۔ خیر منہ کالا کیا۔ دوسری (عورت) آئی پوچھا کون؟ (اس عورت نے) کہا حور! کہنے لگے پھر سہی، اس سے بھی منہ کالا کیا، غرض (وہ) بہت سی تھیں۔ ان (حافظ جی) کا بھی کئی برس کا جوش تھا۔ آخر کہاں تک! وہ پورا ہو چکا، تو اور (عورت) آئی، پوچھا کون! (عورت نے) کہا، حور! (حافظ جی) گالی دے کے کہنے لگے سب حوریں میری ہی قسمت میں آ گئیں؟ سو حضرت، جس طرح وہ (حافظ جی) حور سے گھبرا گئے تھے اسی طرح تم نور سے گھبراتے۔'' (ص ۲۴۸، خطبات حکیم الامت، حصہ ۱۶، برکات رمضان، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

حقائق و معارف کے وعظ کی فرمائش پوری کرنے کی ایسی شرط بھی وہابی ازم کے ملاں ہی رکھ سکتے ہیں۔ دیوبندی وہابی ازم کے ''مجدد'' تھانوی صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب اپنے حیدر آبادی ماموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ: ''عبدالرحمٰن خان صاحب، مالک مطبع نظامی بھی ان (تھانوی کے ماموں) سے ملنے آئے اور ان کے منہ سے حقائق و معارف سن کر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت (آپ) وعظ (میں یہ حقائق و معارف بیان) فرمایئے تا کہ سب مسلمان منتفع ہوں۔ (تھانوی کے) ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ، رندانہ دیا۔ کہا' خاں صاحب میں اور وعظ

صلاح کار کجا و من خراب کجا (کہاں نیکی کا کام اور کہاں میں خراب)

پھر جب (خان صاحب نے) زیادہ اصرار کیا تو کہا، کہ ہاں ایک طرح (وعظ) کہہ سکتا ہوں، اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمٰن خان صاحب بے چارے متین بزرگ تھے۔ (وہ) سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہوگا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے۔ یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے؟ (تھانوی کے) ماموں صاحب بولے، کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں، اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے (مقعد میں) انگلی کرے، ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں، بھڑوا ہے رے بھڑوا، بھڑوا ہے رے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔'' (الافاضات الیومیہ، ص ۸۲، ۸۳ جلد ۷، مطبوعہ اشرف المطابع،

تھانہ بھون، دسمبر ۱۹۴۱ء) تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ: اپنے اس ماموں کا میں دل سے معتقد تھا۔ (ص ۸۴)

❖ ''رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔'' یہ عقیدہ رکھنے والے دیوبندیوں وہابیوں کا اپنے تھانوی کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی عالم عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں ''اللہ نے وہی چاہا جو اس کے ایک مقبول بندہ (تھانوی) نے چاہا تھا۔'' (حکیم الامت، ص ۷ ۴)

نہایت توجہ سے ملاحظہ ہو، یہی عبدالماجد دریابادی صاحب، اشرفعلی تھانوی صاحب کو اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

❖ ''پرسوں شب میں گھر میں (بیگم دریابادی نے) ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب (تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انہوں (بیگم تھانوی) نے دریافت فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں (بیگم دریابادی) نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا ضرور۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ اب یہ (بیگم دریا بادی) بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل، وضع ولباس (تو تھانوی کی) چھوٹی بیوی صاحبہ کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہوگئیں؟ اتنے میں پھر کسی نے کہا کہ نہیں، یہ (بیگم تھانوی) حضور ﷺ کی بہو ہیں۔ اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضور ﷺ کے تو کوئی صاحب زادہ ہی نہ تھے، تو بہو کیسی؟ اتنے میں پھر آواز آئی کہ ہر کلمہ گو حضور (ﷺ) کی اولاد ہے، اور مولانا اشرفعلی جیسے بزرگ تو خاص الخاص اولاد حضور کی ہیں، ان (تھانوی) کی بیوی حضور کی بہو ہی کہلائیں گی۔ اس کے بعد صحن مسجد سے انہیں ہمراہ لے کر چھوٹی بیوی صاحبہ مسجد کے اندرونی درجہ میں داخل ہوئیں۔ وہاں ایک دروازہ سا کھلا، اور اس کے اندر سے بجائے تصویر کے خود حضور (ﷺ) کا جلوہ مبارک نظر آیا......'' (حکیم الامت ص ۵۴۸، ۵۴۹)

❖ قارئین محترم! مذکورہ چند عبارتیں، بڑے بڑے دیوبندی وہابی علماء کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لئے خود انہی کی کتابوں سے من وعن پیش کی گئی ہیں۔ یہ خادم اہل سنت، ان عبارات پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی طرح کوئی COMMENT نہیں لکھ رہا، نہ ہی جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف سے کوئی Clarification چاہتا ہے۔ کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ گندگی پر تبصرہ اور وضاحت سے گندگی ہی میں اضافہ ہوگا۔ گندی عبارتیں لکھنے اوران کی لچر وضاحتیں اور فاسد تاویلیں کرنے کا یہ گندا ذوق وشوق دیوبندیوں وہابیوں ہی کو بھلا لگتا ہے۔ ہوسکتا ہے گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب کو پرستش کی حد تک چاہنے والے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی، اپنے گنگوہی و تھانوی کی مذکورہ عبارتوں کی گندگی کو دنیا بھر کی ستھرائی ثابت کرنا چاہیں، یا ان گندی عبارتوں کو قرآنی آیات یا احادیث نبوی کی مثل مقدس قرار دینے کی کوشش کریں، اور یہ کہیں کہ یہ گندی مثالیں وغیرہ بھی اچھی ہیں اور اچھی باتیں سمجھانے کے لئے لکھی گئی ہیں، تو اس کے جواب میں ان دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جناب! غلط بات بہر حال، غلط ہی ہوتی ہے۔ اگر آپ کا کوئی بڑا غلط اور گندی بات لکھے، تو آپ اس غلط کو بھی صحیح اور گندی کو بھی پاک ہی کہتے ہیں صرف اس لئے کہ وہ آپ کے اپنے کی کہی اور لکھی ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اگر صحیح بات بھی لکھے تو اس صحیح بات کو پھر آپ کیوں غلط بنا دیتے ہیں؟ ہے کوئی معقول جواب اس کا آپ کے پاس؟ مجھے کہنے دیجئے کہ، آپ کو سچ سے، حق سے اور ہم اہل حق سے خوامخواہ کی دشمنی ہے، بغض ہے اور آپ محض عیب جو ہیں اور اگر کوئی عیب نہ ملے تو، خوبی کو عیب بنانا کوئی آپ سے سیکھے!

اشرف السوانح، ج ۲ ص ۵۶ پر آپ کے اشرفعلی تھانوی صاحب کا ہی ارشاد ہے کہ ''محبّ ہو تو اس کو (محبوب کے) عیب بھی ہنر نظر آئیں گے اور معاند ہو تو اس کو ہنر بھی عیب نظر آئیں گے۔'' آپ دیوبندیوں وہابیوں نے تو اللہ کے لئے عیب کو ممکن اور ثابت کیا، اللہ کے بے عیب رسول اللہ ﷺ کی ہزاروں خوبیوں کو عیب کہہ دیا،

پھر ہم صحیح العقیدہ سنی، آپ (دیوبندیوں وہابیوں) کے ظلم و جور کی زد سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

❖ اے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے حامیو!

مجھ گنہ گار کو جو چاہو کہہ لو، مگر اللہ کے پیارے رسول ﷺ، رسول اللہ کی ازواج واولاد، ان کے اصحاب واحباب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شان میں کسی طرح کی بے ادبی نہ کرو، اللہ کے ان پیاروں کو ناراض نہ کرو، اگر تم سے ان کا ادب نہیں ہوتا، تو تم ان کی بے ادبی سے خود کو باز تو رکھ سکتے ہو۔ تم سے ان کی شان بیان نہیں ہوتی، تو تم ان کے مرتبہ ومقام کے خلاف کوئی بات کرنے کی بجائے، چپ بھی تو رہ سکتے ہو۔ تم کو تعظیم رسالت گوارا نہیں، تو تمہیں کوئی اس کے لئے مجبور نہیں کرتا، مگر جو لوگ بحکم الٰہی اللہ کے پیاروں کی تعظیم کرتے ہیں، انہیں تم غلط یا برا کیوں کہتے ہو؟ شاید تمہیں اللہ کے پیارے اور بے عیب رسول ﷺ ہی پسند نہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ تم جس نبی کا کلمہ پڑھ کر خود کو مومن کہلاتے ہو، تمہیں اس نبی کی تعظیم وتکریم سے کوئی شغف نہیں۔

ہم صحیح العقیدہ اہل سنت وجماعت اپنے معبود حقیقی اللہ جل شانہ کے پاک کلام کی ہر آیت سے، اللہ سبحانہ کے پیارے رسول ﷺ کی شان بیان کرتے ہیں، اور تم اسی پاک کلام قرآن کریم سے، اپنی رائے کو بنیاد بنا کر، اللہ کے پیارے رسول ﷺ کی شان گھٹانے کی کوشش کرتے ہو۔ ہم سنّی، عظمت وشان رسول ﷺ کے شیدائی ہیں اور تم دیوبندی وہابی تبلیغی، عظمت وشان رسول ﷺ میں گستاخی و بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہو۔ ہم سنّی، اللہ کے پیارے نبی ﷺ کی خوبیاں جاننے کے جویاں رہتے ہیں، اور تم دیوبندی وہابی تبلیغی اللہ کے پیارے اور بے عیب نبی ﷺ کے لئے عیب تلاش کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہو...... تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ کس کا وقت اچھا گزرتا ہے؟ شاید تمہیں کوئی بھی اچھی چیز پسند نہیں، کیوں کہ تم عیب جو ہو، بد باطن ہو۔

❖ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اوراس کے ہم نوا، غالباً یہ جانتے ہوں گے کہ کسی بے عیب پرعیب کا الزام لگانا بہتان ہے۔ وہ اپنے ہی عالم کا اس بارے میں فتویٰ اسی کتاب میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے بڑے تھانوی صاحب کا ایک مشورہ نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمالیں۔ تھانوی صاحب اپنی کتاب افاضات یومیہ ج ۴ کے ص ۲۴۷ پر اپنے ''پرستاروں'' کونصیحت کررہے ہیں کہ اپنے نقص کوتو دیکھتے نہیں، دوسرے میں نقص نکالتے ہو، وہ سمجھانے کے لئے ایک حکایت لکھتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں:

''ایک بزرگ کی خدمت میں ایک طالب آیا اور بزرگ کی صورت دیکھ کر ششدر کھڑا رہ گیا۔ بزرگ نے پوچھا کیوں کیا بات ہے کہا کہ حضرت گھر سے تو معتقد ہوکر چلا تھا مگر یہاں آکر عجیب نقشہ نظر آیا جس کو زبان سے عرض نہیں کرسکتا فرمایا کہ نہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔عرض کیا کہ حضور کی صورت، کُتے کی سی نظر آتی ہے۔ بزرگ نے برا نہیں مانا۔فرمایا ہاں نظر آتی ہوگی ایسا بھی ہوتا ہے۔تم اللہ کا نام پڑھو۔اس نے پڑھا، پھر دریافت کیا کہ اب کیسی نظر آئی ہے؟ عرض کیا کہ بِلّی کی سی۔فرمایا کہ وہی نام ایک ہفتہ اور پڑھواس کے بعد انسان کی سی نظر آنے لگی۔فرمایا کہ یہ تمہاری ہی صورت تھی جواس آئینہ میں نظر آئی سووہ ناقص صورت، اپنی ہی صورت ہوتی ہے۔اس کے علاوہ کبھی تشدد کی ضرورت بھی ہوتی ہے، مثلاً اگرکوئی شخص کنویں میں گرنا چاہتا ہو بس ایک جست کی کسر رہ گئی ہے، تو آیا اس وقت اس کو نرمی سے سمجھایا جائے گا، یا ہاتھ سے پکڑ کر زور سے جھٹکا مارے گا کہ کہاں جاتا ہے، کیا مرے گا؟'' دیوبندی وہابی ازم کے مبلغ اور حامی اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ دیوبندی وہابی ہم سچے سنی مسلمانوں کو برا کہہ رہے ہیں تو یہ دیوبندی، اپنے ہی تھانوی صاحب کے مطابق دراصل آئینے میں اپنی ہی بدنما شکل دیکھ رہے ہیں۔مزید ملاحظہ فرمائیں۔

اشرف السوانح، ج ۲ ص ۶۰ پر تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ: ''ہر شخص اچھے برتاؤ کا متحمل نہیں۔لوگ کہتے ہیں کہ سختی نہ کرو، بھلا کیسے سختی نہ کروں جب بلا سختی کے

اصلاح ہی نہ ہو۔ اب دیکھ لیجئے، دس بارہ سال کی خوش اخلاقی نے تو ان کی کچھ بھی اصلاح نہ کی، بلکہ اور دماغ سڑا دیا اور دس بارہ منٹ کی ڈانٹ نے پوری اصلاح کردی، دماغ صحیح ہو گیا خناس نکل گیا۔" مزید فرماتے ہیں کہ: "اگر عرفی اخلاق کو مصلحت پر غالب رکھا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کو بس ساری عمر جہل ہی میں مبتلا رہنے دیا جائے۔" (ص ۶۱)

❖ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں سے عرض ہے کہ بے جا ضد اور بغض وعناد کو چھوڑ کر طلب حق کے لئے کھلے دل سے دیانت کے ساتھ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت وتعلیمات اور ان کی ایک ہزار سے زائد تصانیف دیکھو۔ صرف فتاوٰی رضویہ کی بڑے سائز کی بارہ ضخیم جلدیں ہی دیکھ لو جن کی مثال پورے دیوبند میں نہیں ملے گی۔ یقیناً ان کتب کے مطالعے کے بعد اعلی حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صحیح اندازہ ہو جائے گا۔ اور آپ کا وجدان بھی گواہی دے گا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ دین حق کے مجدد، پابند شریعت وسنت اور عہد آفریں عالم ربانی اور سچے عاشق رسول تھے۔ عرب وعجم کے بڑے بڑے علماء اور خود علمائے دیوبند نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے علمی تبحر اور عشق رسول کا اعتراف کیا ہے۔ جنوبی افریقا کے اور دیگر تمام دیوبندی تبلیغی وہابی علما وعوام کو بھی چاہیے کہ وہ بے جا اعتراضات میں خود کو تباہ و برباد نہ کریں بلکہ یہ حقیت تسلیم کرلیں کہ ہم اہل سنت و جماعت (سنّی) ہی (جنہیں آپ بریلوی کہتے ہیں) قرآن وسنت کے سچے پابند اور پیروکار ہیں اور ہمارے عقائد واعمال کا صحیح ہونا خود دیوبندی وہابی علماء کی کتب سے ثابت ہے۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی ازم کے حامی، دنیا کے چند سکّوں کے لئے، عارضی و فانی دنیا کے سامنے اپنی جھوٹی انا قائم رکھنے کے لئے، ہرگز ہرگز اللہ سبحانہ اور اس کے پیارے و آخری رسول ﷺ کو ناراض نہ کریں اور دائمی عذاب وعتاب اپنے لئے جمع نہ کریں۔ رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد

انبیٹھوی اور اشرفعلی تھانوی وغیرہ نے اگر غلطی کی ہے، کفر کیا ہے تو آپ کفریہ عبارت لکھنے والوں کے حامی نہ بنیں اور ان کفریہ عبارات کے قائل اور قابل (ماننے اور قبول کرنے والے) بن کر اپنے لئے کفر جمع نہ کریں۔

اس خادم اہل سنت، خاک پائے آل رسول نے محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لئے آپ کو بار بار دعوت الی الحق دی ہے، اور حقائق آپ کے سامنے پیش کئے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ کا عقیدہ یہی رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور اس نے جھوٹ بولا ہے، اللہ کو ہر غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا، بندے کے کام کا علم اللہ کو پہلے سے نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ نے جیسا یا جتنا علم غیب عطا کیا ویسا یا اتنا ہی علم بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے، خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں شیطان کا علم، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور آپ دیوبندیوں وہابیوں کے وہ تمام غلط عقیدے جن کو اس فقیر نے مختصراً اپنی کتاب، دیوبند سے بریلی (حقائق)، اور اس کتاب (سفید و سیاہ) میں بھی نقل کیا ہے، اگر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی، اپنے انہی عقیدوں پر قائم ہیں، تو یہ خادم اہل سنت انہیں پھر دعوت دیتا ہے کہ آؤ قدرت سے فیصلہ کروالو۔ یہ خادم اہل سنت تم سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ تمہارے تھانوی صاحب ہی نے لکھا ہے کہ جب کوئی تباہی کے قریب ہو تو اسے نرمی سے نہیں سمجھایا جاتا۔ تمہارے ہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"جس دُنبل کے اندر مادۂ فاسد بھرا ہوا ہو اور آپریشن کی ضرورت ہو، وہاں یہ کہا جائے کہ نہیں، صرف اوپر ہی اوپر مرہم لگا دو، چاہے پھر وہ مادہ فاسد اندر ہی اندر پھیل کر سارے جسم کو سڑا دے یہ تو گوارا لیکن یہ گوارا نہیں کہ ایک ہی نشتر میں سارا مادہ فاسد نکال باہر کیا جائے۔" (ص ٦٠ ج ٢، اشرف السوانح)

مزید فرماتے ہیں: "جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں سختی کرنا بھی عدل ہے اس موقع پر نرمی کرنا ظلم ہے۔" (کمالات اشرفیہ، ص ٨٠)

یہ خادم اہل سنت بھی عرض گزار ہے کہ اس جھگڑے کو قریباً ۸۰ سال ہو گئے اب تک سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہزار طرح سے حقائق واضح کیے گئے ہیں، اس کے باوجود بھی اگر دیوبندی وہابی تبلیغی اپنی ضد پر قائم ہیں، اور حق کو قبول نہیں کرتے، تو پھر میدان مباہلہ میں آنے سے نہ گھبرائیں۔ اس خادم اہل سنت کی دعوت مباہلہ قبول کریں اور قدرت کی طرف سے جو فیصلہ ہو اُسے تسلیم کرلیں۔

❖ قارئین محترم! یہ خادم اہل سنت یہ اعتراف کرتا ہے کہ، مجھے خود پر کوئی ناز نہیں، اپنے علم وعمل پر کوئی فخر وغرور نہیں۔ یہ گنہ گار، تو خود کو شہر رسول، مدینہ منورہ کی خاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ ہاں مجھے ناز ہے تو صرف اس بات پر کہ میرے گلے میں غلامان رسول کی غلامی کا پٹا ہے۔ اہل اللہ سے اپنی نسبت پر مجھے ضرور ناز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا اللہ، میرے عصیاں سے درگزر کرتے ہوئے، صرف اور صرف اپنے محبوب حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس اور پیارے رسول اللہ ﷺ کی عظمت وصداقت کے تحفظ کے لئے مجھے ضرور کام یاب فرمائے گا، ان شاء اللہ العزیز۔

میں اتمام حجت کر رہا ہوں

جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اگر طلب حق چاہتے ہیں (اور انہیں اپنے موقف اور اپنی صداقت پر یقین ہے، اور وہ میرے پیش کردہ حقائق تسلیم کرنے پر تیار نہیں) تو وہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے میدان مباہلہ میں، محبوب سبحانی حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ادنیٰ غلام کے مقابل آجائیں۔ ورنہ روز محشر ان لوگوں کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا۔

اس خادم کا مقصد محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول (ﷺ) کا حصول ہے۔ جو میرے نبی پاک ﷺ کا بے ادب اور گستاخ ہے، اس کے لئے میرے پاس کوئی تکریم نہیں، اور جو میرے نبی پاک ﷺ کے سچے غلام و عاشق ہیں، یہ گناہ

گاران تمام عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے۔ اپنی تحریر وتقریر اور علم وعمل میں یہ گنہ گار اَلحُبّ لِله وَلِلرَّسُول وَالبُغضُ لِله وَلِلرَّسَول کے اصول کا پابند ہے، اوراس اصول کے مطابق گستاخان رسول کے رد میں بھی کسی کی ذاتی سبب سے دل آزاری نہیں کرتا۔ (یہ گنہ گار، اسی لئے دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں رافضیوں اور تمام باطل فرقوں سے کہا کرتا ہے کہ "ہمیں چھیڑو نہیں ورنہ ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔" (یعنی ہم پر بے بنیاد بے جا اعتراض نہ کرو، ورنہ ہم تمہیں بے نقاب کئے بغیر نہیں رہیں گے۔)

اگر نادانستہ طور پر کسی کی ذاتی دل آزاری ہوگئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ اللہ کریم مجھے معاف فرمائے۔

آخر میں اپنے قارئین سے عرض گزار ہوں کہ یہ خادم اہل سنت آپ سب سے دعاؤں کا طالب ہے، اور آپ سے یہی استدعا کرتا ہے کہ مذہب حق اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم رہیں، ہم سنّی یقیناً اللہ سبحانہ کے فضل وکرم سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے کامل متبعین کے طریقہ پر ہیں اور ہماری اللہ سبحانہ سے یہی التجا ہے کہ ہمارا معبود اللہ سبحانہ وتعالیٰ، اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل غلامی ہمارا، اعزاز وامتیاز رکھے اور دونوں جہاں میں ہمیں اپنی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا عطا فرمائے، آمین

وَصَلَّی اللّٰه عَلٰی حَبِیبِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِه وَاَصحَابِه وَبَارک وَسَلَّم اَجمَعِین

☆☆☆

فقیر! کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

کراچی

1989ء